رسائل اویسیہ
اوّل
مصنف
شیخ الحدیث والتفسیر، فیض ملت
مناظر اسلام مفتی اعظم حضرت علامہ
مولانا محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی
مرتب: محمد فضیل رضا عطاری
ناشر
قطب مدینہ پبلشرز
ٹریڈ ایوینیو میز نائن فلور، کمرہ نمبر 48-47، حسرت موہانی روڈ
Ph : 2432429,
نزد چیمبر آف کامرس، کراچی-
Mob : 0303-7286258

نام : رسائل اویسیہ (اول)

مصنف : رئیس التحریر، مناظر اہلسنت سرمایہ اہلسنت
حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ
فیض احمد اویسی صاحب مدِ ظلہ العالی

باہتمام : محمد فضیل رضا عطاری

ناشر : قطب مدینہ پبلشرز، کھارادر، کراچی۔
Tel : 2432429 Mobile # : 0303-7286258

اشاعت جدید : رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ بمطابق دسمبر 2000ء

صفحات : 350 صفحات

قیمت : 120 /= Rs.

# رسائل اویسیہ حصہ "اوّل" فہرست

# رسائل اویسیہ حصہ "اوّل" فہرست





# عرض ناشر

**الحمد الله رب العالمین○**

**والصلوة والسلام علیٰ سید المرسلین**

**اما بعد**

**فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم○**

**بسم الله الرحمن الرحیم**

محترم قارئین! الحمد اللہ رسائل اویسیہ (حصہ اول) آپ کے ہاتھوں میں جگمگا رہا ہے۔ اس جلد میں ہم نے قبلہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب مدِ ظلا العالی کے مختلف رسالوں کو یکجا کیا ہے۔ کیونکہ حضرت نے ہزاروں کی تعداد میں رسالے لکھیں ہیں اور لکھ ہی رہیں ہیں۔ آپ تحریرو سخن دونوں ہی کے شہسوار ہیں۔ حضرت کی خواہش تھی کہ کوئی میرے ان رسالوں کو یکجا کریں اور جلدوں کی صورت میں شائع کریں اور اس کام کے لیے حضرت نے راقم کو اس قابل سمجھا اور باقاعدہ حکم فرمایا کہ آپ کو یہ کام کرنا ہے حضرت کے حکم پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے راقم نے اس کام کا آغاز کیا اور الحمد اللہ قبلہ حضرت صاحب کی نظر کرم اور آپ کی توجہ کی برکت سے آج رسائل اویسیہ کی پہلی جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماتے ہوئے مجھے ہمت دے تاکہ بہت جلد رسائل اویسیہ کی دوسرے جلد بھی شائع کرنے میں کامیاب ہو جاؤں۔

(وما علینا الاالبلغ المبین)

**خادم اہلسنت**

محمد فضیل رضا عطاری عفی عنہ

۲۷ شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ مطابق

24 نومبر 2000ء کراچی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه

اس رسالے میں عرش کی تفصیل اور سایہ عرش کے مزے لینے والوں کا بیان ہے۔

عرش پر بھی سلطنت فرش پر بھی سلطنت
آپ کی دونوں جہاں میں ہے حکومت یارسول اللہ ﷺ



## پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

سایہ ظل کا ترجمہ ہے یہ دھوپ کی نقیض ہے یہ الفئی سے زیادہ عام ہے کیونکہ مجازاً الظل کالفظ رات کی تاریکی اور باغات کے سایہ پر بھی بولتے ہیں نیز وہ جگہ جہاں دھوپ نہ پہنچے اسے بھی ظل کہہ دیتے ہیں مگر فئی صرف اس سایہ کو کہتے ہیں جو زوال آفتاب سے ظاہر ہوتا ہے اور ہر قسم کی عزت و حفاظت اور قسم کی خوشحالی کو ظل سے تعبیر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کے لئے جو قیامت میں آرام و قرار اعزاز و اکرام فرمائے گا اسمیں ایک سایہ عرش بھی ہے۔ فقیر اس کے متعلق عرض کرے گا۔ ہاں عرش کی تفصیل کہ وہ کیا ہے اور کتنا طویل و عریض ہے و دیگر عجائبات فقیر کے رسالہ "عرشیہ" کا مطالعہ فرمائیے۔

محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

# قیامت کی ہولناک خبریں

قیامت کی ہولناک خبروں کا بیان میرے موضوع میں نہیں لیکن قاعدہ ہے کہ تصرف الاشیاء باضدادہا اشیاء اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں یعنی شے کی قدرو منزلت تب معلوم ہوتی ہے جب اس کی نقیض سامنے آجائے حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا کہ ایک شخص کشتی میں بیٹھا رو رہا تھا کہ اسے تکلیف کا سامنا ہے وہ چونکہ دریا کہ طغیانی سے بے خبر تھا اس لئے اسے کشتی میں محفوظ بیٹھنے کی قدرو منزل کا علم نہ تھا۔ اسی لئے کسی بزرگ نے فرمایا کہ اسے دریا کی طغیانی میں دھکہ دے دو جب اسے دھکا دیا گیا تو دریا کے تھپیڑوں نے اس کا ستیاناس کر دیا اس کے شور مچانے پر بزرگ نے اس کے نکال لینے کا حکم فرمایا جب اسے نکال کر پھر کشتی میں بٹھایا گیا تو نہایت سکون ووقار سے بیٹھا بزرگ نے فرمایا چونکہ یہ کشتی میں بیٹھنے کے آرام و قرار کی قدر نہیں کر رہا تھا اسی لئے اب جب کہ اس نے دریا میں ڈبوئے جانے پر محسوس کیا ہے کہ دریا کے اندر تو بلائیں ہیں آفتیں ہیں اسلئے کشتی میں بیٹھنا ایک عظیم نعمت ہے۔ یونہی فقیر سایۂ عرش کی نعمت عرض کرنے سے پہلے قیامت کی ہولناکیوں کے چند نمونے عرض کرتا ہے۔ تاکہ سایۂ عرش کے خواہشمند کو یقین ہو کہ اگر سایہ عرش کے تلے جگہ نہ ملی تو اس کا بھی وہی حشر ہوگا جو قیامت کی ہولناکیوں کی زد میں ہیں، چونکہ





اختصار مطلوب ہے اسی لئے اس موضوع میں صرف چند احوال الآخرۃ ترجمہ البدوراں فرہ للیوطی ہیں

## قرآن مجید

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہے کہ قیامت کو یوں دیکھ کر جیسے آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے تو وہ سورۃ تکویر وانفطار وانشقاق کو پڑھے (مشکوٰۃ کتاب الفتن ج ۲۔ ص ۵۸)

## آیات تکویر

اذاالشمس کورت ☆ واذاالنجوم انکدرت ☆ واذاالجبال سیرت ☆ واذاالعشار عطلت ☆ واذاالوحوش حشرت ☆ واذاالبحار سجرت ☆ واذاالنفوس زوجت ☆ واذاالموء دۃ سئلت ☆ بای ذنب قتلت ☆ واذاالصحف نشرت ☆ واذاالسمائ کشطت ☆ واذاالجحیم سعرت ☆ واذاالجنۃ ازلفت ☆ علمت نفس مآ احضرت ☆

(ترجمہ) جب دھوپ لپیٹی جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب پہاڑ چلائے جائیں اور جب تھلکی اونٹنیاں چھوٹی پھریں اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں اور جب سمندر سلگائے جائیں اور جب جانوں کی جوڑ

جائیں اور جب زندہ دبائی ہوئی سے پوچھا جائے کس خطا پر ماری گئی اور جب نامہ اعمال کھولے جائیں اور جب آسمان جگہ سے کھینچ لیا جائے اور جب جہنم بڑھکایا جائے اور جب جنت پاس لائی جائے ہر جان کو معلوم ہو جائے گا جو حاضر لائی (کنزالایمان)

## آیات انفطار

اذاالسمآء انفطرت☆واذاالکواکب انتثرت☆ واذاالبحار فجرت☆واذاالقبور بعثرت☆علمت نفس ما قدمت و اخرت(پ ۳۰)

(ترجمہ) جب آسمان پھٹ پڑے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب سمندر بہادیئے جائیں اور جب قبریں کریدی جائیں ہر جان جان لے گی جو اس نے آگے بھیجا اور جو پیچھے (کنزالایمان)

## آیات انشقاق

اذاالسمآء انشقت☆واذنت لربها وحقت☆واذاالارض مدت☆ والقت مافیهاوتخلت☆واذنت لربها و حقت☆یایها الانسان انك كادح الیٰ ربك كدحاً فملقیه☆فامامن اوتي كتبه بیمینه☆ فسوف یحاسب حسابایسیرا☆ وینقلب الی اهله





مسرورا☆واما من اوتي كتبه ورآ ظهره☆ فسوف یدعو ثبورا☆ویصلے سعیرا☆انه كان في اهله مسرورا☆انه ظن ان لن یحور☆ بلیٰ ان ربه كان به بصنیرا(پ ۳۰)

(ترجمہ) جب آسمان شق ہو جائے اور اپنے رب کا حکم سنے اور اسے سزاوار ہی یہ ہے اور جب زمین دراز کی جائے اور جو کچھ اس میں ہے ڈال دے اور خالی ہو جائے اور اپنے رب کا حکم سنے اور اسے سزاوار ہی یہ ہے اے آدمی بے شک تمہیں اپنے رب کی طرف ضرور دوڑنا ہے تو جو اپنا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے اس سے عنقریب سہل حساب لیا جائے گا اور اپنے گھر والوں کی طرف شاد شاد پلٹے گا اور وہ جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ دیا جائے وہ عنقریب موت مانگے گا اور بھڑکتی آگ میں جائیگا بے شک وہ اپنے گھر میں خوش تھا وہ سمجھا کہ اسے پھرنا نہیں ہاں کیوں نہیں بیشک اس کا رب اسے دیکھ رہا ہے (کنزالایمان)

## دیگر آیات

یاایهاالناس اتقو ربکم ان زلزلة اساعة مشئی عظیم یوم ترونها تذهل كل مرحعة عما ارضعت و تضع كل حمل حملها (پ ۱۶ سورۃ الحج پہلی آیات)

(۵)

انھم یرونہ بعیدا☆ونرلہ قریباً☆یوم تکون السماء کالمھل☆وتکون الجبال کالعھن☆ ولایسئل حمیم حمیما☆یبصرونھم یود المجرم لویفتدی من عذاب یومذ ببنیہ☆وصاحبتہ واخیہ☆ وفضیلتہ التی تویہ☆ ومن فی الارض جمیعا ثم ینجیہ☆ کل انھا لظی☆نزاعۃ للشوٰی☆ تدعو من ادبروتولی☆ (پ۲۹سورۃالمعارج)

(ترجمہ) وہ اسے دور سمجھ رہے ہیں اور ہم اسے نزدیک دیکھ رہے ہیں جس دن آسمان ہوگا جیسے گلی چاندی اور پہاڑ ایسے ہوجائیں گے جیسے اون اور کوئی دوست کسی دوست کی بات نہ پوچھے گا ہونگے انہیں دیکھتے ہوئے مجرم آرزو کرے گا کہ کاش اس دن کے عذاب سے چھٹنے کے لئے دے دے اپنے بیٹے اور اپنی جورو اور اپنا بھائی اور اپنا کنبہ جس میں اس کی جگہ ہے اور جتنے زمین میں ہیں سب پھر یہ بدلہ دینا اسے بچالے گا ہر گز نہیں وہ بھڑکتی آگ ہے کھال اتارنے والی بلارہی ہے اس کو جس نے پیٹھ دی اور منہ پھیرا (کنزالایمان)

(۶)

فاذاجاء ت الصاخۃ☆ یوم یفرالمرء من اخیہ☆وامہ وابیہ☆وصاحبتہ و بنیہ☆لکل امرئی منھم یومئذ شان یغنیہ☆





وجوہ یومئذ مسفرۃ☆ ضاحکۃ مستبشرۃ☆ ووجوہ یومئذ☆ترھقھا قترہ☆ اولئک ھم الکفرۃ الفجرۃ(پ۳۰عبس)

(ترجمہ) پھر جب آئے وہ کان پھاڑنے والی چنگھاڑ' اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور جورو اور بیٹوں سے' ان میں سے ہر کو ایک اس دن بس ایک ہی فکر ہے کہ وہی اسے بس ہے' کتنے منھ اس دن روشن ہوں گے' ہنستے خوشیاں مناتے' ان پر سیاہی چڑھ رہی ہے یہ وہی ہیں کافر بدکار

(خلاصہ)

قیامت میں دھوپ کی گرمی' پسینے کی کثرت' حساب وکتاب کی گھبراہٹ' جہنم کی دہشت' مجرموں کو عبرت ناک سزاؤں کا ڈرانے ماحول کی وجہ سے انسان کی حالت زار ہوگی' نفسا نفسی کشاکشی کا عالم ہوگا' کوئی کسی کا ہر ساں حال نہ ہوگا' صرف ایک ذات پاک ہوگی جو کمر بستہ ہو کر بندگان خدا کو اس عذاب عظیم سے بچانے کے لئے کوشاں ہوگی وہ ہیں سب کی فریادرس آقاومولا حضور ﷺ اس کی تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "شفاعت کا منظر"

## سایہ عرش کے مزے

مذکورہ بالا ہولناکیوں کے برعکس کچھ سعادت مند حضرات سایہ رحمت کی ٹھنڈک' ٹھنڈے چشموں کی نفرت' حوض کوثر کی راحت میں مسرور و مفروح ہوں گے ان سعادت مندوں کی فہرست (لسٹ) فقیر آگے

چل کر عرش لرے گا لیکن اس ماحول اور ایسے ماحول والے سعادت مندوں کے کوائف وحالات قرآنی آیات واحادیث مبارکہ حاضر ہیں۔

## قرآن مجید

(۱)

کلا ان کتب الابرار لفی علیین☆ ومادرك ماعلیون☆کتٰب مرقوم☆یشھدہ المقربون☆ ان الابرار لفی نعیم☆ علی الارآك ینظرون☆ تعرف فی وجوھھم نصرۃ النعیم☆یسقون من رحیق مختوم☆ختمه مسك و فی ذلك فلیتنا فس المتنافسون ☆ و مزاجه من تسنیم☆ عینا یشرب بھا المقربون(پ۳۰ تطفیف)

(ترجمہ)ہاں ہاں بیشک نیکوں کی لکھت سب سے اونچا محل علیین میں ہے اور تو کیا جانے علیین کیسی ہے وہ لکھت ایک مہر کشانوشتہ ہے کہ مقرب ہے، جسکی زیارت کرتے ہیں بیشک نیکوکار ضرور چین میں ہیں تختوں پر دیکھتے ہیں تو ان کی چہروں میں چین کی تازگی پہچانے، نتھری شراب پلائے جائینگے جو مہر کی ہوئی رکھی ہے، اس کی مہر مشک پر ہے اسی پر چاہئے کہ للچائیں للچانے والے اور اس کی ملونی تسنیم سے ہے وہ چشمہ جس سے مقربان بارگاہ پیتے ہیں(کنزالایمان)اور فرمایا

(۲)

وجوہ یومئذ ناعمه☆ السعیھا راضیة☆ فی جنة عالیة☆ لاتسمع





فیھا لاغیة☆فیھاعین جاریة☆فیھا سررمرفوعة☆واکواکب موضوعة☆ و نمارق مصفوفة☆وزرابی مبثوثة☆(پ۳۰ الغاشیہ)

(ترجمہ) کتنے ہی منہ اس دن چین میں ہیں، اپنی کوششوں پر راضی بلند باغ میں کہ اس میں کوئی بیہودہ بات نہ سنیں گے۔اس میں رواں چشمہ ہے اس میں بلند تخت ہیں اور چنے ہوئے کوزے اور برابر بچھے ہوئے قالین اور پھیلی ہوئی چاندنیاں(کنزالایمان)اور فرمایا

(۳)

ان المتقین فی ظلل و عیون و فواکه مما یشتھون کلوا واشربواھنیئا بما کنتم تعملون ان کذالك نجزی المحسنین(پ۲۹المرسلات)

(ترجمہ) بے شک ڈرنے والے سایوں اور چشموں میں ہیں اور میووں میں جوان کا جی چاہے کھاؤ اور پیو رچتاہوا اپنے اعمال کا صلہ، بیشک نیکوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔اور فرمایا

(۴)

مثل الجنة التی وعدالمتقون تجری من تحتھاالانھرا کلھا دائم و ظلھا تلك عقبی الذین اتقون و عقبی الکفرین النار(پ۱۳الرعد)

(ترجمہ) احوال اس جنت کا کہ ڈر والوں کے لئے جس وعدہ ہے

اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اس کے میوے ہمیشہ اور اس کا سایہ ڈروالوں کا یہ انجام ہے اور کافروں کا انجام آگ۔اور فرمایا

(۵)

ان اصحب الجنة اليوم فى شغل فكهون هم وازواجهم فى ظلل على الارائك متكئون☆ لهم فيها فاكهة لهم مايدعون☆(پ ۲۳ يسين)

(ترجمہ) اہل جنت بے شک اس دن اپنے مشغلوں میں خوش دل ہوں گے وہ ان کی بیویاں سایوں میں مسہریوں پر تکیہ لگائے ہوں گے ان کے لئے وہاں ہر طرح کے میوے ہوں گے اور جو کچھ مانگیں گے ان کو ملے گا۔اور فرمایا۔

(۶)

والذين امنو و عملوالصالحات جنت تجرى من تحتها الانهار خالدين ابدالهم فيها ازواج مطهرة و ندخلهم ظليلا☆(پ ۵ النساء)

(ترجمہ) اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم ان کو عنقریب ایسے باغ میں داخل کریں گے کہ ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان کے واسطے ان میں پاک صاف بیبیاں ہوں گی ہم ان





کو نہایت گنجان سایہ میں داخل کریں گے۔اور فرمایا

(۷)

مثل الجنة التى وعد المتقون تجرى من تحتها الانهر كلها كادآئم وظلها تلك عقبى الذين اتقو (پ ۱۳ الرعد)

(ترجمہ) احوال اس جنت کا کہ ڈرنے والوں کے لئے جس کا وعدہ ہے اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اس کے میوے اور اس کا سایہ ڈروالوں کا تو یہ انجام ہے۔

فائدہ

یعنی اس کے میوے اور اس کا سایہ دائمی ہے ان میں سے کوئی منقطع اور زائل ہونے والا نہیں جنت کا حال عجیب ہے اس میں نہ سورج ہے نہ چاند نہ تاریکی باوجود اس کے غیر منقطع دائمی سایہ ہے۔ ایک صحابی سورۃ کہف کی تلاوت کررہے تھے ان کے ایک جانب دو رسیوں میں گھوڑا بندھا ہوا تھا آسمان سے بادل اترے اور گھوڑے کے قریب ہوتے رہے یہاں تک کہ اس کو ڈھانپ لیا صبح کو ان صحابی نے رسول اللہ ﷺ کو ماجرا سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سکینہ رحمت تھی جو تلاوت قرآن کریم کی وجہ سے نازل ہوئی تھی۔(متفق علیہ ۱۳۴)

۲۔حضرت خالد بن معدان سے روایت ہے کہ نجات دلانے والی

سورۃ الم تنزیل کی تلاوت کروں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ایک شخص اس سورۃ کی کثرت سے تلاوت کرتا تھا اور اس کے علاوہ کچھ نہ پڑھتا تھا اور یہ شخص بڑا گنہگار تھا اس سورۃ نے اپنے پر پھیلا کر (اور تلاوت کرنے والوں کو اپنے سائے میں لے کر) رب تعالیٰ سے عرض کیا خداوندا اس کی مغفرت فرما کیونکہ یہ میری کثرت سے تلاوت کرتا تھا۔ یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کے لئے قبر میں جھگڑے گی۔ یہ سورۃ جاندار پرندے کیطرح سے ہو گی اور اپنے پڑھنے والے کو اپنے پروں میں چھپائے گی اور اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھنے کے لئے شفاعت کرے گی (رواہ دارمی ۱۳۵)

۳۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کو راستوں میں تلاش کرتے ہیں اور جب انہیں ذکر الٰہی کرنے والے لوگ مل جاتے ہیں تو وہ ندا کرتے ہیں آؤ تمہاری مراد پوری ہو گئی ذکر کرنے والے مل گئے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا پھر فرشتے ان ذاکرین کو آسمان تک اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں الی الاخرہ (بخاری بحوالہ مشکوۃ المصابیح جلد اول ۴۹۲)

(۸)

ان اصحٰب الجنة الیوم فی شغل فکھون ☆ ھم وازواجھم فی ظلل علی الارآئک متکؤن ☆ لھم فیھا فاکھة ولھم مایدعون ☆





سلٰم قولا من رب رحیم (پ ۲۳ یٰسین)

(ترجمہ) بیشک جنت والے آج دل کے بہلاووں میں چین کرتے ہیں وہ اور ان کی بیبیاں سایوں میں ہیں تختوں پر تکیہ لگائے ان کے لئے اس میں میوہ ہے اور ان کے لئے اس پر جو مانگیں سلام ہوگا مہربان رب کا فرمایا ہوا۔

## آیات دہر

(۹)

ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافورا ☆ عینایشرب بھا عباداللہ یفجرونھا تفجیرا ☆

(ترجمہ) بے شک نیک پئیں گے اس جام میں سے جسکی ملونی کافور ہے وہ کافور کیا ہے ایک چشمہ ہے جس میں سے اللہ نے نہایت خاص بندے پئیں گے اپنے محلوں میں اسے جہاں چاہیں بہا کر لے جائیں گے۔ پھر فرمایا۔

(۱۰)

وجزھم بما صبرو جنة و حریرا ☆ متکین فیھا علی الارائک لایرون فیھا شمسا ولا زمھریرا ☆ ودانیة علیھم ظلھا و ذللت قطوفھا تذلیلا ☆ ویطاف علیھم بانیة من فضة واکواب کانت قواریرا ☆ قواریرا من فضة قدروھا تقدیرا ☆ ویسقون یطوف

علیھم ولد ان مخلدون اذارایتھم حسبتھم لؤلؤا منثورا و اذارایت
ثم رایت ملکا کبیرا☆ علیھم ثیاب سندس ربھم شرابا
طھورا☆ان ھذا کان لکم جزآء و کان سعیکم مشکورا

(ترجمہ )اور ان صبر پر انہیں جنت اور ریشمی کپڑے صلہ میں دے
دیئے جنت میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے نہ اس میں دھوپ
دیکھیں گے نہ ٹھٹھر اور اس کے سائے ان پر جھکے ہوں گے اور اس کے گچھے
جھکا کر نیچے کر دیئے ہوں گے اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور
ہوگا جو شیشے مثل ہو رہے ہوں گے کیسے شیشے چاندی کے ساقیوں نے
انہیں پورے اندازہ پر رکھا ہوگا اور اس میں ان کے آس پاس خدمت میں
پھریں ہمیشہ رہنے والے لڑکے جب تو انہیں دیکھے گا تو انہیں سمجھے گا کہ
موتی بکھرے ہوئے ہیں بڑی سلطنت ان کے ان کے رب نے ستھری
شراب پلائی ان سے فرمایا جائے گا یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری محنت ٹھکانے
لگی۔اور فرمایا

(۱۱)

فی سدرہ مخضود☆ وطلح منضود☆وظل
ممدود☆ومآءمسکوب☆وفاکھة کثیرة☆ لامقطوعة
ولاممنوعة☆وفرش مرفوعة انآ انشاء نھن انشآء☆ فجعلنھن
ابکارا☆ عربا اترابا☆ لاصحٰب الیمین☆(۲۷الواقعہ)





(ترجمہ) بے کانٹوں کی بیروں میں اور کیلے گچھوں میں اور ہمیشہ کو
سائے میں اور ہمیشہ جاری پانی میں اور بہت سے میووں میں جو نہ ختم ہوں
اور نہ روکے جائیں اور بلند بچھونوں میں بیشک ہم نے ان عورتوں کو اچھی
اٹھان اٹھایا تو انہیں بنایا کواریاں اپنے شوہر پر پیاریاں انہیں پیار دلاتیاں ایک
عمر والیاں دہنی والوں کی طرف کے لیئے (کنزالایمان)

## باب دوم

کافروں کو مرنے کے بعد اٹھنے اور قیام قیامت پر ایمان نہیں لیکن
مسلمان کو مرنے کے بعد اٹھنے اور قیام قیامت پر اتنا یقین ہے کہ وہ اپنے وجود
پر تو شک کر سکتا ہے لیکن اس پر اسے بال برابر بھی شک نہیں بلکہ شک کرنے
والا بھی زمرہ کفار میں شامل ہے ہاں اس سے غافل ضرور ہے ایسے غافلوں
سے گزارش ہے کہ جب ہمارا قیامت اور اس کی ہولناکیوں پر پورا یقین ہے تو
پھر اس سے غفلت کیوں زندگی کے ان چند لمحات میں سایہ عرش کے لئے
اپنی سیٹ ریزرو کرائیے اس کی سیٹ ریزور کرانے کا مرکز مدینہ پاک وہاں
چٹھی جاری ہوتی ہے فقیر اس کی تفصیل عرض کرتا ہے۔

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں ایک حدیث
کا ذکر کیا ہے جس میں اس خوش نصیب گروہ کو سات حصوں میں تقسیم کیا گیا
ہے لیکن کتب احادیث کے تتبع اور تلاش سے ان حضرات کی تعداد بہت

زیادہ معلوم ہوتی ہے اور اس مقدس گروہ کی تعداد ۷۳ بلکہ اس سے زیادہ تک پہنچ جاتی ہے بعض علماء سے ۱۰۰ بھی لکھی ہے فقیر نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر انہیں یکجا کر دیا ہے تاکہ سایہ عرش کے حق کے طالب کو آسانی ہو۔

یعنی فقیر اس باب میں ایک مختصر لسٹ پیش کرتا ہے اس میں ہر مسلمان اپنی سیٹ ابھی سے ریزرو کرائے اگر موت آگئی تو آپ نے کچھ نہ کیا تو پھر افسوس سے ہاتھ ملنے سے کام نہ بنے گا۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں  ہمیشہ دور دوراں دکھاتا نہیں
ساماں ۱۰۰ برس کا پل کی خبر نہیں  آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں

(اس سے مراد عوام ہیں انبیاء و اولیا کاملین کی بات کچھ اور ہے ۱۲۔ اویسی غفرلہ

## اجمالی فہرست ملاحظہ ہو

کوشش کر کے آپ بھی اپنا نام اس میں درج کرائیں

(۱) امام عادل۔

(۲) جوانی کی حالت میں خدا کی عبادت کرنے والا۔

(۳) جس شخص کے دل میں ہر وقت مسجد کا خیال لگا رہتا ہو۔

(۴) وہ دو شخص جو صرف خدا کے لئے آپ میں محبت رکھتے ہوں۔

(۵) وہ جو صدقہ میں اس قدر اخفا کرتا ہے کہ دائیں ہاتھ کے صدقے کی خبر بائیں ہاتھ کو بھی نہیں ہو پاتی۔





(۶) تخلیہ میں خوف خدا سے رونے والا۔

(۷) تجارت میں سچ بولنے والا۔

(۸) جو شخص اپنے مقروض کو مہلت دیتا ہے یا قرضہ معاف کر دیتا ہے۔

(۹) جو شخص مجاہد فی سبیل اللہ کی امداد و اعانت کرتا ہے۔

(۱۰) جو شخص مکاتب کو آزاد کرانے میں مکاتب کا ہاتھ بٹاتا ہے۔

(۱۱) جو شخص کسی نیک آدمی کو اللہ کے واسطے دوست رکھتا ہے۔

(۱۲) مجاہدین لشکر کی امداد و اعانت میں جو شخص خود بھی شہید ہو جائے۔

(۱۳) وہ شخص جس کے اخلاق اچھے ہوں اور خلق حسن سے متصف ہو۔

(۱۴) وہ شخص جو موسمی دقتوں اور دشواریوں کے باوجود تکلیف برداشت کرتا ہے۔

(۱۵) جس شخص نے کسی انسان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلایا ہو۔

(۱۶) رات اندھیرے میں مسجد کی طرف جانے والا۔

(۱۷) وہ شخص جو یتیم کی پرورش اور یتیم کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔

(۱۸) بیوہ عورت کی خدمت کرنے والا۔

(۱۹) وہ شخص جو دوسروں کے حقوق ادا کرتا ہے اور اپنا حق قبول کرتا ہے۔

(۲۰) سلطان عادل کی نیک نیتی سے خدمت کرنے والا۔

(۲۱) جو شخص دوسروں کے حق میں وہ فیصلہ کرتا ہے اور وہی حکم لگاتا ہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(۲۲) جو شخص خدا کے بندوں کی خیر خواہی کرتا ہے اور ہر وقت اسی خیال میں رہتا ہے۔

(۲۳) جو شخص اہل ایمان کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرتا ہے اور نرمی سے پیش آتا ہے۔

(۲۴) جس شخص کا بچہ مر جائے اور جو شخص ایسی غمزدہ کی تعزیت کرے وہ بھی عرش الٰہی کے سایہ میں ہوگا۔

(۲۵) وہ بیوہ عورت جو چھوٹے بچوں کی پرورش کے خیال سے دوسرا نکاح نہ کرے۔

(۲۶) جس شخص نے اپنا مال اور اپنی جان جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کردی۔

(۲۷) جو شخص صلہ رحمی کرتا ہے اور قرابت داروں کا حق پہچانتا ہے۔

(۲۸) جو شخص عمدہ کھانا پکائے اور اچھی غذا تیار کرے پھر اس کھانے میں کسی یتیم کو بلا کر شریک کرے۔

(۲۹) جو شخص ہر موقع پر اللہ رب العزت پر یقین رکھتا ہو۔

(۳۰) غریبوں کا وہ شکستہ حال طبقہ جن کی غربت اور فقیری کے باعث کوئی شخص ان کی طرف متوجہ نہ ہو اور کسی مجلس میں آجائیں تو کوئی ان کو پہچانے بھی نہیں خاموش غیر معروف زندگی بسر کرنے والے فاقوں کی مصیبت





سے مر گئے لیکن کسی کو خبر نہ ہوئی۔ دنیا میں مجہول لیکن آسمانوں پر مشہور لوگ ان کو بیمار سمجھتے ہیں لیکن ان کو سوائے خوف خدا کے دوسرا مرض نہیں ہے۔

(۳۱) وہ شخص جس نے بچپن میں قرآن سیکھا اور جوان ہو کر بھی اس کو پڑھتا رہا۔

(۳۲) وہ شخص جس کی آنکھ محارم اللہ سے باز رہی۔

(۳۳) وہ شخص جس کی آنکھ خوف خدا سے روتی رہتی ہے۔

(۳۴) وہ شخص جو اللہ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا۔

(۳۵) جس شخص نے کبھی اپنا ہاتھ غیر حلال مال کی طرف نہیں بڑھایا۔

(۳۶) جس شخص نے حرام کی طرف نگاہ پھیر کے بھی نہیں دیکھا۔

(۳۷) وہ شخص جو سود نہیں لیتا اور بیاج سے پرہیز کرتا ہے۔

(۳۸) وہ شخص جو ذکر الٰہی کی غرض سے وقت کا شمار کرتا ہے۔

(۳۹) جس نے کسی غمگین کا غم دور کیا اور مصیبت زدہ کی مصیبت دور کردی۔

(۴۰) جس نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو زندہ کیا۔

(۴۲) کثرت سے سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں درود بھیجنے والا۔

(۴۳) مسلمانوں کے وہ بچے جو صغر سنی کی حالت میں مر گئے ہوں۔

(۴۴) بیماروں کی عیادت کرنے والا

(۴۵) جنازے کے ساتھ جانے والا۔

(۴۶) جو لوگ رشوت نہیں لیتے۔

(۴۷) نفلی اور فرضی روزے رکھنے والا۔

(۴۸) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے صحیح دوستی رکھنے والا۔

(۴۹) جو شخص صبح کی نماز کے بعد سورہ انعام کی پہلی تین آیات پڑھتا ہے۔

(۵۰) دل وزبان دونوں کے خدا کا ذکر کرنیوالا۔

(۵۱) وہ لوگ جو قرآن کی تعلیم دیتے ہیں۔

(۵۲) جن لوگوں کے دل پاک صاف اور بدن ستھرے ہوں خدا کے لئے محبت رکھتے ہوئے خدا کے ذکر کے ساتھ ان کا بھی ذکر کیا جاتا ہے جہاں ان کا چرچا ہوتا ہو ان کے ساتھ خدا کا بھی تذکرہ ہوتا ہو۔

(۵۳) سردی کے موسم میں وضو کی پابندی کرنے والا۔

(۵۴) ذکر خدا کی طرف مائل ہونے والے۔

(۵۵) خدا کے محارم کی توہین پر غضب ناک ہونے والے۔

(۵۶) مسجد کو آباد اور ان کی تعمیر میں سعی کرنے والے۔

(۵۷) کثرت سے استغفار میں مشغول رہنے والے۔





(۵۸) نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے والے خدا تعالیٰ کی اطاعت کے لئے اس کے بندوں کو بلانے والے۔

(۵۹) وہ شخص جو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر لوگوں سے حسد نہیں کرتا۔

(۶۰) ماں باپ کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔

(۶۱) چغل خوری سے اجتناب کا عادی ہے۔

(۶۲) جس شخص نے اپنا مال اور اپنی جان جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کردی اور شہادت کا رتبہ حاصل کرلیا اس کے لئے عرش الٰہی کے نیچے ایک خیمہ بھی نصب کیا جائے گا۔

(۶۳) وہ موذن جو اللہ کے لئے پانچوں وقت اذان دیتا ہے۔

(۶۴) وہ امام جس سے اس کے مقتدی راضی ہوں۔

(۶۵) وہ غلام جس نے آقائے مجازی کے ساتھ مولائے حقیقی کا حق بھی ادا کیا ہو۔

(۶۶) وہ شخص جو لوگوں کی حاجت براری اور مشکل کشائی کرتا ہے۔

(۶۷) اللہ کے لئے ہجرت کرتا ہے۔

(۶۸) اہل تقویٰ۔

(۶۹) جو شخص لوگوں میں صلح کرانے کی غرض سے سعی کرتا ہے۔

(۷۰) وہ انسان جس کے دل نے کبھی زنا کا ارادہ نہیں کیا۔

(۷۱) وہ شخص جو بات بھی کرتا ہے تو علم کی بات کرتا ہے اور سکوت بھی کرتا ہے تو علم کی بات پر سکوت کرتا ہے۔

(۷۲) بے کار و بے ہنر اور صنعت نہ جاننے والے کی اعانت کرنے والا۔

(۷۳) وہ شخص جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔

(۷۴) خدا کی رٰہ میں جہاد کیا۔

(۷۵) سچ بولتا ہے۔ (۷۶) امانت کو صحیح طریقے سے ادا کرتا ہے۔

(۷۷) غلے کی گرانی کے لئے آرزو نہیں کرتا۔

(۷۸) وہ شخص جو مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھتا ہے اور ہر رکعت کے بعد سورہ فاتحہ کے ساتھ گیارہ گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑتا ہے۔

(۷۹) جو ماں باپ کی نافرمانی نہیں کرتا۔

(۸۰) لا الہ الا اللہ کثرت سے کہنے والا۔

(۸۱) شہدا کی ارواح سبز پرندوں کے حواصل میں رہتی ہیں اور یہ پرندے شام کو عرش الٰہی کے نیچے قنادیل میں رہتے ہیں۔

(۸۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ لوائے حمد سے امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہمراہ عرش کے سایہ میں ہوں گے ان کی جگہ حضرت سیدنا ابراہیم اور رسول اللہ ﷺ کے بالمقابل ہو گی یونہی صحابہ درجہ بدرجہ۔





(۸۳) حضرت رسول خدا ﷺ قیامت کے دن سایہ رحمان میں ہوں گے

(۸۴) قرآن پاک کی بکثرت تلاوت کرنے والا۔

(۸۵) سورہ الم تنزیل کی بکثرت تلاوت کرنے والا۔

(۸۶) رضائے الٰہی میں زندگی بسر کرنے والا۔

(۸۷) سورۃ البقرہ سورۃ آل عمران کی بکثرت تلاوت کرنیوالا۔

(۸۸) راہ حق میں شہادت کی موت مرنے والا۔

(۸۹) ایک دوسرے سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والے۔

(۹۰) سچا تاجر۔ (۹۱) فاقہ کشی اور تنگدستی میں صبر کر کے زندگی بسر کرنے والا۔

(۹۲) حق قبول کرنے والے۔

(۹۳) سائل کا سوال رد نہ کرنے والے

(۹۴) وہی جو اپنے لئے پسند کرتے ہیں مومن بھائیوں کے لئے بھی وہی پسند کرتے ہیں۔

(۹۵) بھوکے کو کھانا کھلانا۔

(۹۶) نیک اعمال والے۔ (۹۷) انبیاء علیہ السلام

(۹۸) اولیا کرام (۹۹) علماء باعمل (۱۰۰) حافظ القرآن جس نے احکام قرآن پر عمل کیا۔

## نوٹ

ممکن ہے اس سے زائد اور وجوہ بھی ہوں نیز یہ بھی ممکن ہے کہ مذکورہ بالا لسٹ میں بعض اسباب مکرر لکھ دیئے گئے ہوں لیکن اصل مقصد تو یہ ہے کہ کچھ کر کے دکھاؤ کس سے سارے اسباب عمل میں لائے جاسکتے ہیں تو پانچوں انگلیاں گھی میں یعنی وہ بہت بڑا خوش انسان ہے جو لمحہ وجوہ خدا کا ہے پھر اس کا انعام بھی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ من کان اللہ کان اللہ لہ (جو اللہ کا ہے اللہ اسی کا ہے) ورنہ وہ مرد خدا بھی انعامات الٰہیہ سے محروم نہیں رہے گا۔ جس نے امور مذکورہ بالا سے کچھ کر لیا۔ اس لئے کہ وہ کریم بندوں کو بخشنا چاہتا ہے پکڑنا نہیں چاہتا۔ بعض اوقات بہت بڑے جرائم کے مرتکب کو بھی بہشت دے دیتا ہے جیسا کہ بخاری شریف میں روایات میں مسعود میں کہ بہت بڑے جرائم کے ارتکاب کے باوجود جس نے پیاسے کتے کی جان بچائی اللہ تعالیٰ نے اسے جنت سے نوازا دوسرے نے رستے سے کانٹے وغیرہ ہٹائے تو اسے بھی جنت سے نوازدیا گیا۔ خوب مقولہ ہے رحمت حق بہانہ می جوید نمی جوید

حق تعالیٰ کی رحمت سب چاہتی ہے اپنے انعام کی قیمت نہیں مانگتی۔

## احادیث مبارکہ

یہاں چند احادیث مبارکہ نقل کرتا ہوں جن میں مذکور ہے کہ





عرش کے سایہ تلے جن خوش قسمتوں کو جگہ ملے گی احادیث بطور نمونہ عرض کروں گا۔ تمام کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم تصنیف کی ضرورت ہے اس کا یہ رسالہ حامل نہیں۔

ہاں یہ مجموعہ روایات فقیر نے "البدر السافرہ للسیوطی رحمہ اللہ سے نقل کرتا ہے جو اس رسالہ کے مقصد کے لئے کافی ہیں۔

(۱) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت میں سورج لوگوں کے سروں پر ہوگا ان کے اعمال ان پر سایہ کریں گے اور ان کی ساتھ رہیں گے (ہناد)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا سات ایسے خوش قسمت ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ رحمت میں لے گا۔ اس دن کہ جہاں اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ الامام عادل ۲۔ وہ نوجوان جو عبادت الٰہی میں جوان ہوا۔

(۳) وہ مرد جس کا دل مساجد سے لٹکا ہو۔

(۴) وہ مرد جو اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اس پر جمع ہوتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں۔

(۵) وہ مرد جسے صاحب جمال و فا مرتبہ عورت (زنا) کے لئے بلائے تو وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

(۶) مرد جو صدقہ اتنا چھپا کر دے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا کیا۔

(۷) مرد جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھیں آنسو بہائیں (شیخانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسرے طریقہ سے مروی ہے اس میں نوجوان جو عبادت میں جوان ہوئے کے بجائے یہ ہے کہ وہ مرد جو سریہ (جنت) میں اپنی قوم کیساتھ گیا اور انہوں نے دشمن کا متابلہ اور خوب لڑائی کی جوش وخروش سے لڑے پھر وہ نجات پائے اور وہ نوجوان بھی یا نجات پا گیا یا شہید ہوا۔ (ابن عاکر)

(۳) ایک اور طریقہ سے مروی ہے کہ مذکور نوجوان جو عبات میں ہوا کے بجائے یہ ہے کہ مرد جس نے بچپن میں قرآن پڑھا اور بڑھاپے تک اس کی تلاوت جاری رکھی (ابن شاذان)

(۴) ابوالسیر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جس نے تنگدست قرضہ کی وصول میں مہلت دی یا اسے قرض معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اپنے سایہ عرش میں جگہ دے گا کہ جہاں اس کے سایہ کے کوئی اور سایہ نہ ہوگا (مسلم)

(۵) سہیل بن حنیف سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا





کہ جس نے مجاہد فی سبیل اللہ کی یا تنگدست قرض دار کی یا اپنی گردن آزاد کرانے والے غلام کی مدد کی تو اسے اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دے گا جہاں اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا (احمد والحاکم)

(۶) حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے غازی کی مدد کے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ (احمد وابن ماجہ وابن جبان وابویعلی)

(۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین اعمال ایسے ہیں جس میں وہ ہوں اس کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ تلے جگہ دینے گا اس دن سوائے اس کے سایہ کے کوئی اور سایہ نہ ہوگا وہ تین اعمال یہ ہیں (۱) ناگوار اوقات مثلاً سردیوں میں وضو کرنا (۲) اندھیری راتوں میں مساجد کی طرف جانا (۳) بھوکے کو طعام کھلانا (ابوالشیخ فی الصواب والاصفہانی فی الترغیب)

(۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بھوکے کو طعام کھلایا یہاں تک کہ سیر ہو گیا اسے اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے نیچے سایہ عطا فرمائے گا (طبرانی فی مکارم الاخلاق)

(۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سچا تاجر قیامت میں عرش کے سایہ تلے ہوگا (اصبہانی ودیلمی)

(۱۰) قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم ایک دوسرے سے بیان کرتے

تھے کہ تاجر امین سچا قیامت میں ان ساتوں کے ساتھ عرش کے سایہ میں ہو گا (ابن جریر)

(۱۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تاجر امین سچا قیامت میں انبیاء و صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا (ترمذی)

(۱۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تاجر سچا امین اور مسلمان قیامت میں شہداء کے ساتھ ہو گا۔

(۱۳) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ اسے اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس نے تنگدست کو مہلت دی اور پریشان حال کی مدد کی (طبرانی فی الاوسط)

(۱۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو یتیم یا بیوہ عورت کا کفیل ہو اسے اللہ تعالیٰ قیامت میں سایہ عرش میں جگہ دے گا (طبرانی فی الاوسط)

## فائدہ

اس روایت کی شواہد ہیں اور دیگر طرق ہیں میں نے رسالہ "خلل العرش" میں درج کئے ہیں الحمد للہ امام سیوطی رحمۃ اللہ کے تتبع میں فقیر اویسی غفرلہ نے بھی رسالہ لکھا ہے بنام "سایہ عرش" جس کا عربی نام بینگاں قلال العرش ہے۔

(۱۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ





السلام کو وحی بھیجی کہ اے میرے خلیل احسن اخلاق سے پیش آیا کرو اگرچہ کافروں کے ساتھ ہو تم ابرار کے داخلہ کی جگہوں پر داخل ہو گے اور میرا کلمہ سبقت کر چکا ہے اس کے لئے جس کے اخلاق حسنہ ہیں کہ میں اسے اپنے عرش کے سایہ تلے جگہ دوں گا اور اپنے خطیرہ قدس سے اسے پانی پلاؤں گا اور اپنے خاص جوار میں اسے قریب کرونگا (طبرانی و ابن عدی فی الکامل والطبہانی فی الترغیب) (یہ رسالہ فقیر نے نہیں دیکھا۔ اویسی غفرلہ۔

(۱۶) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سایہ میں سبقت لے جانے والے کون ہیں صحابہ کرام نے کہا کہ (اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ خوب جانتا ہے) آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو حق دیئے جاتے ہیں تو اسے قبول کر لیتے ہیں اور جب سوال کئے جاتے ہیں تو وہ خرچ کرتے ہیں اور لوگوں کے لئے فیصلہ کرتے ہیں تو ایسے جیسے وہ اپنے لئے فیصلہ کرتے ہیں (احمد ابن سعع البیقہی شعب الایمان)

(۱۷) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز جنازہ پڑھا کرو امید ہے کہ وہ تجھے حزن میں ڈالے گا اور حزین اللہ تعالیٰ کے سایہ میں ہو گا (حاکم۔ ابن شاہین فی الترغیب و ابن ابی الذنہانی القبور)

(۱۸) سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ حاکم عادل متواضع نو میں میں اللہ کا سایہ ہے جس نے اسے اپنے نفس اور بندگان خدا کے لئے خالص کیا اللہ تعالیٰ کے سایہ میں ہوگا اس دن کہ کوئی سایہ نہیں اللہ تعالیٰ کے سایہ کے سوا۔ جس نے اس میں دھوکہ کیا اپنے لئے اور بندگان خدا کے لئے تو قیامت میں اسے اللہ تعالیٰ رسوا کرے گا (اصبہانی وابن شاہین)

(۱۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ نے اپنے رب سے عرض کی کہ اس کی کیا جزا ہے جس نے رونے والی (جس کا بچہ فوت ہو گیا) کی تعزیت کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اسے اپنے سایہ میں جگہ دوں گا جس دن کہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا۔ (طیّبی فی ترغیبہ والدیلمی)

## فائدہ

اس روایت کے اور بھی شواہد ہیں

(۲۰) سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہتا ہے کہ اسے قیامت میں اللہ تعالیٰ جہنم کے جوش سے محروم رکھے اور اپنے سایہ میں جگہ دے تو اسے چاہئے کہ وہ مومنین پر سخت نہ ہو اور چاہئے کہ وہ ان کے ساتھ رحیم ہو (ابو نعیم ابو الشیخ فی التواب وابن الالال فی کادم الاخلاق البیہقی فی الشب)





(۲۱) حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جو قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سایہ تلے ہوں گے قیامت میں سوائے اس کے کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۱) صلہ رحمی کرنے والا اللہ تعالیٰ اس کا رزق بڑھائے گا اور اس کی عمر لمبی کرے گا (۲) وہ عورت جس کا شوہر فوت ہو گیا اور اپنے پیچھے چھوٹے یتیم چھوڑ گیا تو اس عورت نے کہا کہ میں دوسرا نکاح نہیں کروں گی میں یتیم بچوں کی پرورش کروں گی یہاں تک کہ وہ فوت ہو جائیں یا اللہ اپنے فضل سے انہیں بخشی کر دے (۳) وہ بندہ خدا جس نے طعام تیار کر کے مہمانوں کو کھلایا اور ان کا اچھا خرچہ کیا۔ اور یتیم اور مساکین کو بلا کر انہیں اللہ کی خوشنودی کے لئے طعام کھلائے (ابو الشیخ والدیلمی)

(۲۲) ابو امامہ رضی اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سایہ میں ہوں گے (۱) وہ مرد جہاں بھی متوجہ ہو اور یقین کرے کہ اللہ اس کے ساتھ ہے (۲) وہ مرد جسے عورت (زنا) کے لئے بلائے لیکن وہ اسے اللہ تعالیٰ کے خوف سے چھوڑ دے (۳) وہ جو لوگوں سے اللہ کے جلال کی وجہ سے محبت کرے (طبرانی۔ دیلمی)

(۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بھوک والے دنیا میں بھوک سے زندگی بسر کرنے

والے وہ جن کی ارواح اللہ تعالیٰ قبض کرے اور جب غائب وہ ہوں انہیں
کوئی نہ پوچھے اور جب گواہی دیں تو قبول نہ کی جائے دنیا میں غیر معروف لیکن
آسمان میں معروف ہیں جب انہیں جاہل دیکھے تو سمجھے کہ یہ بیمار ہیں حالانکہ
انہیں کوئی بیماری نہ ہو سوائے خوف الٰہی کے وہ قیامت میں سایہ میں ہوں گے
کہ اس دن سوائے اللہ کے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا (دیلمی)

(۲۴) حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ قریب وہ ہے جس کی بھوک طویل اور خوف خدا
زیادہ ہو وہ مخفی ہیں اور لوگوں سے بیزار ہیں اگر وہ لوگ گواہی دیں تو پہچانے
نہ جائیں اور جب غائب ہو جائیں تو ان کے متعلق کوئی نہ پوچھے (طبرانی و
ابو نعیم)

(۲۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا کہ قرآن کے حافظ (عاملین) اللہ کے سایہ میں ہوں گے انبیاء علیہم
السلام و اصفیاء (اولیاء) کے ساتھ ہوں گے جس دن اللہ کے سایہ کے سوا
کوئی سایہ نہ ہوگا (دیلمی)

(۲۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین وہ شخص جو اللہ تعالیٰ سے باہم گفتگو ہوں گے
سایہ عرش میں امن و چین کے ساتھ ہوں گے حالانکہ لوگ حساب و کتاب
میں گرفتار ہوں گے (۱) اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت





اسے نہیں روکے گی (۲) وہ امور جو اس کے لئے حلال نہیں ان کی طرف
ہاتھ نہیں بڑھاتا (۳) وہ امور جو حرام نہیں وہ ان کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا
(اصبہانی)

(۲۷) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کل (قیامت میں) اللہ کے جلیس (اکٹھے بیٹھنے
والے) وہ ہونگے جو دنیا میں اہل (پرہیزگاری) اور اہل زاہد تھے (مکارم
الاخلاق)

(۲۷) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے ہے فرمایا کہ حضرت
موسٰی بن عمران (علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے عرض کی یارب حظیرۃ
القدس تیرے قرب میں کون لوگ بیٹھیں گے اور اس دن کہ سوائے تیرے
سایہ کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا اس دن تیرے عرش کے سایہ تلے کون بیٹھیں
گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (۱) وہ لوگ کہ جن کی آنکھیں زنا نہیں دیکھتیں (۲)
اپنے اموال میں سود نہیں ملاتا (سود کی تلاش میں نہیں رہتا) (۳) وہ افسران
جو اپنے فیصلوں میں رشوت نہیں لیتے یہی وہ لوگ ہیں انہیں مژدہ بہاء ہو اور
ان کا انجام بہتر ہوگا (بیہقی وابن عساکر)

(۳۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا قیامت میں تین شخص اللہ تعالیٰ سے باہم گفتگو ہوں گے

یعنی اللہ سے گفتگو کریں گے (۱) وہ جو دو شخصوں کے درمیان جھگڑا ڈالنے کے لئے نہیں چلتا یعنی چغلخوری نہیں کرتا اور نہ ہی باہم جھگڑا ڈلواتا ہے (۲) جس کے دل میں زنا کا خیال تک نہیں گزرتا (۳) وہ جس نے کمائی میں سود کی ملاوٹ نہیں کرتا (ابو نعیم)

(۳۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین وہ خوش قسمت ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی عرش کے سایہ تلے ہوں گے جس دن کے اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۱) میرے دکھی امتی کے دکھ ٹالے گا (۲) جس نے میری سنت زندہ کی (۳) جو مجھ پر بکثرت درود پڑھتا ہے (دیلمی)

(۳۲) حضرت عبدالعزیز نے فرمایا کہ کہا جاتا ہے کہ تین خوش نصیب قیامت میں عرش کے سایہ تلے ہوں گے (۱) مریض کی طبع پرسی کرنے والا (۲) جنازہ میں شرکت کرنا (۳) بچہ مردہ (بی بی) کی تعزیت کرنے والا (اسے تسلی دلانے والا وغیرہ) (ابی ابن الدنیا)

(۳۳) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ دنیا میں بیماروں کی بیمار پرسی کرنے والے کہاں ہیں (جب وہ جمع ہو جائیں گے) تو کافور کے بستروں پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے باتیں کریں گے حالانکہ لوگ حساب و





کتاب میں گرفتار ہوں گے (ابن شاہین طبی فی الترغیب۔ دیلمی)

(۳۴) مغیث بن سمی نے فرمایا کہ قیامت میں سورج لوگوں کے سروں پر ہاتھ برابر اوپر آجائے گا اور دوزخ کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور ان پر ہوا اور لو چلے گی اور ان پر پھونکیں مارے گی یہاں تک کہ زمین ان کے بدبودار پسینے سے جاری ہوگی وہ پسینہ مردار سے زیادہ بدبودار ہوگا حالانکہ اس وقت روزے دار عرش کے سایہ تلے ہوں گے (ابن ابی الدنیا فی کتاب لاہوال)

(۳۵) قیس بن الجہنی نے فرمایا کوئی روزے دار روزہ نہیں رکھتا مگر وہ قیامت میں بادل کے سایہ تلے آئے گا اس بادل کا سایہ نور کا ہوگا اور اسے موتیوں کے محل میں ٹھہرایا جائے گا جس کے ستر دروازے ہوں گے جس کا ہر دروازہ سرخ یاقوت کا ہوگا (حمید بن انجویہ فی فضائل الاعمال)

(۳۶) وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ۔ سے عرض کی اے اللہ العالمین اس بندے کی کیا جزا ہے جو زبان و قلب دونوں سے ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ (علیہ السلام) میں اسے اپنے عرش کے سایہ تلے جگہ دوں گا اور اسے اپنی پناہ میں رکھوں گا (ابو نعیم)

(۳۷) عطا بن بسار سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اے میرے پروردگار مجھے خوش بختوں کا نام بتا۔

جنہیں تو اپنے عرش کے سایہ تلے جگہ دے گا اس دن کے سوائے تیرے سایہ کے اور سایہ نہ ہو گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ لوگ یہ ہیں (۱) ان کے قلوب طاہر ہیں (۲) ان کے ہاتھ برائیوں سے پاک ہیں (۳) وہ ایک دوسرے سے میرے جلال کی وجہ سے محبت کرتے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جب میرا ذکر ہوتا ہے تو میری وجہ سے ان کا بھی ذکر ہوتا ہے اور جب وہ کہیں ذکر کیے جاتے ہیں تو میرا ذکر بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ ناگوار موسم (سرما وغیرہ) میں کامل وضو کرتے ہیں۔

(ص ۱۳۶) وہ میرے ذکر کے ساتھ ہی اپنے گھروں میں ایسے چین سے گزارتے ہیں جیسے گدھ اپنے گھونسلے میں اور میرے محارم کی حلت پر ایسے غصہ کرتے ہیں جیسے شیر جب کسی سے لڑتا ہے اور وہ میری محبت سے سرشار ہوتے ہیں جیسے لوگوں کو بچوں سے محبت ہوتی ہے (احمد فی الذہد)

## فائدہ

ابن عساکر نے ایک اور وجہ (سند) سے اضافہ فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو میری مساجد آباد کرتے ہیں اور سحر گاہ میں استغفار کرتے ہیں۔

(۳۸) حضرت کعب سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات میں وحی فرمائی کہ اے موسیٰ علیہ السلام جس نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا اور لوگوں کو میری اطاعت کی دعوت دی تو





اسے میری محبت نصیب ہو گی دنیا میں اور قبر میں اور قیامت میں میرے سایہ تلے ہو گا۔ (ابو نعیم)

عمر بن میمون سے مروی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف ملاقات کیلئے جلدی کی تو ایک مرد کو عرش کے سایہ تلے دیکھا تو انھوں نے اس مرتبہ پر رشک کیا فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا برگزیدہ ہے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اس کے متعلق خبر دے اللہ نے فرمایا میں تمہیں اسکے عمل کی خبر دوں گا وہ یہ کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا کیا ان پر حسد نہیں کرتا اور نہ ہی چغلی کیلئے چلتا ہے اور نہ ہی ماں باپ کی بے فرمانی کرتا ہے۔

(۴۰) حضرت عتبہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مقتول تین طرح کے ہیں (۱) وہ مرد جس نے نفس و مال خرچ کر کے اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہاں کہ وہ دشمنوں سے لڑا اور لڑائی میں شہید ہو گیا یہ شہید ہے کہ عرش کے سایہ تلے اللہ کے خیمہ میں فخر کریگا اس پر انبیاء علیہم السلام صرف درجہ فضیلت والے ہوں گے۔ (الحدیث) یہ مکمل حدیث جنت کے باب میں آئے گی (انشاء اللہ) (احمد وطبرانی بسند صحیح)

## فائدہ

باقی دو کا ذکر باب جنتہ میں آئے گا (اویسی غفر لہ)

(۴۱) ابو بکر شافعی نے فرمایا کہ شہداء قیامت میں عرش کے سایہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے قبوں اور باغات میں ہوں گے۔ (غیلینیات)

(۴۲) حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہدا تین ہیں (۱) جس نے اللہ کے رضا کی خاطر خود کو اور اپنے مال کو لایا اس ارادہ سے نہ جنگ لڑے گا اور نہ مارا جائے گا صرف اس لئے گیا کہ مسلمانوں کی اکثریت ہو گی (انہیں فائدہ) اگر وہ اس حال میں مر گیا یا شہید ہوا تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اسے عذاب قبر سے پناہ دی جائے گی اور اسے قیامت کی بہت بڑی گھبراہٹ سے امن و قرار مل جائے گا۔ اور کرامت کا جبہ پہنایا جائے گا اور اس کے سر پر وقار … کا تاج رکھا جائے گا۔

(۲) نفس و مال کو جنگ کے لیئے نکلا اللہ کی رضا کی خاطر اور اس کا ارادہ ہے کہ وہ جنگ کرے گا لیکن مارا نہ جائے گا تو اگر اس حال میں مر گیا یا قتل کیا گیا تو اس کے گھٹنے ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ ہوں گے (یعنی ان کا رفیق ہو گا) اللہ کے سامنے مقعد صدق میں مالک مقتدر کے سامنے۔

(۳) جہاد میں نکلا اور اپنا مال خرچ کیا اللہ سے ثواب کی نیت پر اس کا ارادہ ہے کہ وہ کفار کو قتل کرے گا اور مارا جائے گا اگر وہ مر گیا یا قتل کیا گیا تو وہ اپنی تلوار لہراتا ہوا اور تلوار کو کاندھے پر رکھ کر چلے گا حالانکہ دوسرے لوگ گھٹنوں کے بل چلیں گے ایسے لوگ کہیں گے خبردار ہمارے لیئے راستے فراغ رکھو





بے شک ہم نے اللہ کے لئے اپنی جانیں اور اموال خرچ کئے یہانتک کہ وہ عرش کے نیچے نور کے منبروں تک پہنچیں گے۔ پھر وہ ان پر بیٹھ جائیں گے اور دیکھیں گے کہ ان کا کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ اور انہیں موت کا کوئی غم نہ ہو گا اور وہ برزخ کے عذاب میں بھی مبتلا نہیں ہوں گے۔ اور نہ ہی انہیں قیامت کی گھبراہٹ گھبرائیگی اور نہ انہیں حساب کا خطرہ ہو گا۔ اور نہ میزان کا خوف اور نہ پل صراط کا ڈر اور وہ لوگوں کو دیکھیں گے کہ ان کا حساب کتاب کیسے ہو رہا ہے۔ اور وہ جو کچھ مانگیں گے انہیں ملے گا۔ اور جس کی شفاعت کریں گے اس کی شفاعت قبول ہو گی اور جنت سے جو چاہیں گے انہیں عطا ہو گا اور جنت میں انہیں وہ جگہ ملے گی جو ہو چاہیں گے (بزار۔ بیہقی۔ اصبہانی)

(۴۴) حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مرد اپنے صدقہ کے سایہ تلے ہو گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو۔ (احمد۔ ابن خزیمہ ابن حیان۔ حاکم)

(۴۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت میں ہر نبی علیہ السلام کا نور کا منبر ہو گا اور میں سب سے بڑے اور زیادہ نورانی منبر پر ہوں گا ایک منادی صدا دے گا کہ نبی امی ﷺ کہاں ہیں تمام انبیا علیہ السلام کہیں گے کہ ہم تمام نبی امی ہیں نا معلوم تو کس کے لئے بھیجا گیا ہے وہ دوبارہ لوٹ کر آئے گا اور کہے گا کہ نبی

امی عربی کہاں ہے (ﷺ) حضور سرور عالم ﷺ منبر سے اتر کر جنت کے دروازے تک تشریف لے جائیں گے اور اسے کھٹکائیں گے پوچھا جائے گا کہ آپ کون ہیں آپ ﷺ فرمائیں گے کہ میں محمد ہوں یا فرمائیں گے کہ میں احمد ہوں کہا جائے گا ہاں یہ فرشتہ انہیں کی طرف بھیجا گیا تھا آپ فرمائیں گے ہاں پھر آپ کے لئے بہشت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ آپ اس میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنا جلوہ دکھائے گا کہ اس سے قبل ایسا جلوہ کسی کو نہیں دکھایا ہوگا۔ حضور سرور عالم ﷺ سجدہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ایسے محامد بیان فرمائیں گے کہ ایسے محامد آپ سے پہلے کسی نے بیان نہیں کئے ہوں گے اور نہ ہی اس کے بعد کوئی ایسے محامد بیان کرے گا آپ کو حکم ہوگا کہ آپ اپنا سر مبارک اٹھا کر بولئے اور شفاعت فرمایئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (ابن حبان)

(۴۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں میرے نزدیک محبوب تر اور مجلس میں قریب تر وہ لوگ ہوں گے جو تمہارے زیادہ حسن اخلاق والے ہوں گے۔ اور قیامت میں میرے مبغوض تر اور میری مجلس سے دور تر ثرثارون۔ متشدقون۔ متفیہقون ہوں گے ہم ثرثارون ومتشدقون کو جانتے ہیں کہ متفیہقون کون ہیں۔ آپ نے فرمایا متکبرین (ترمذی)





## فائدہ

ثرثار: دو ثاء اور دو راء یعنی کثیر الکلام بتونی (زیادہ فضول باتیں کرنے والے) المتشدق وہ ایسے فضول گفتگو کرنے والا جو خود کو فصیح ظاہر کرے اور خود کو دوسروں میں بڑا سمجھ کر بات کرے۔

(۴۷) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو وہ اس لئے کہ جمعہ کے دن میرے ہر امتی کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ جو مجھ پر بکثرت درود پڑھنے والا ہوگا وہی قیامت میں میری مجلس کے زیادہ قریب ہوگا (بیہقی)

(۴۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس پر اجل آجائے یعنی فوت ہونے لگے حالانکہ وہ اس وقت علم (دینی) کا طالب ہو تو وہ اللہ کو ملے گا اسی حال میں کہ انبیاء علیہ السلام اور اس کے درمیان صرف ایک درجہ نبوت کا ہوگا (طبرانی فی الاوسط)

(۴۹) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کہ مہاجرین (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے لئے سونے کے منبر ہوں گے جس پر وہ قیامت میں بیٹھیں گے درالخالیعہ وہ گھبراہٹ سے امن وقرار میں ہوں گے۔ (بزار)

ص ۱۳۶ (۵۱) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اندھیرے میں جانے والوں (مساجد کی طرف) کو قیامت میں نورانی منبروں کی خوش خبری سنادو لوگ گھبراہٹ میں ہوں گے اور یہ نہیں گھبرائیں گے (طبرانی)

(۵۲) نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ انصاف کرنے والے قیامت میں اللہ کے نزدیک دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے وہی لوگ اپنے فیصلوں میں اپنے اہل وعیال اور ان پر جن پر وہ حاکم ہوتے ۔۔ درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ کرتے تھے (مسلم شریف)

(۵۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں اللہ کو محبوب ترین اور اس کی مجلس کے بالکل قریب امام (حاکم) عادل ہوگا۔ اور قیامت میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین اور اس کی مجلس سے بہت دور امام (حاکم) ظالم ہوگا (ترمذی)

(۵۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ایک دوسرے سے میرے جلال کی وجہ سے محبت کرتے تھے کہاں ہیں آج میں انہیں اپنے سایہ تلے جگہ دوں اس دن کہ میرے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا (مسلم)





ص ۱۳۷ (۵۵) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایک دوسرے سے محبت کرنے والے نور کے منبروں پر ہوں گے۔ عرش کے سایہ تلے اس دن کہ عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ان کے اس مرتبہ کو انبیاء و شہداء (علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام) رشک کریں گے (احمد۔ ابن حبان۔ ترمذی)

(۵۶) حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنیوالے اللہ کے سایہ تلے ہوں گے جب کہ اللہ تعالیٰ کے سایہ کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ اور وہ منبروں پر ہوں گے جب کہ لوگ گھبراہٹ میں اور ان کو گھبراہٹ نہیں ہوگی۔

(۵۷) حضرت ابو مالک اشعری رضی سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بعض ایسے بندے ہیں جو وہ انبیا علیہ السلام تو نہیں اور نہ وہ شہداء ہیں لیکن ان پر انبیاء و شہدا (علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام) رشک کریں گے۔ وہ اونچی منزلوں پر ہوں گے اور ان کا قرب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوگا عرض کی گئی کہ وہ کون لوگ ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ مختلف شہروں کے لوگ ہوں گے ان کی نہ تو آپس میں رشتہ داری ہوگی اور

نہ کوئی دوسرا قرب وہ ایک دوسرے سے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ کے سامنے صف بستہ کھڑے ہوں گے۔ اللہ ان کے لئے قیامت میں نور کے منبر اپنے آگے بچھائے گا جس پر وہ بیٹھیں گے لوگ گھبراہٹ میں ہوں گے اور انہیں گھبراہٹ نہ ہوگی (احمد و طبرانی)

(۵۸) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں اللہ بعض ایسے لوگوں کو اٹھائے گا جن کے چہروں پر نور ہوگا وہ لولو (موتی) کے منبروں پر ہوں گے عرض کی گئی وہ کون ہوں گے کہ وہ مختلف قبائل کے لوگ ہوں گے جو محض اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہوں گے۔ اور وہ مختلف شہروں کے باسی ہوتے ہیں اللہ کے ذکر پر جمع ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں (طبرانی)

(۵۹) حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے سنا رحمٰن تعالیٰ کے دائیں ہاتھ (اور اس کے دونوں ہاتھ یمین ہیں) چند لوگ ہوں گے وہ انبیاء علیہ السلام وہ شہدا نہیں ہوں گے دیکھنے والوں کو ان کے چہرے کی سپیدی ڈھانپ لے گی ان کی اللہ کی مجلس میں نشست اور اس کے قرب کے وجہ سے ان پر انبیاو شہدا اکرام رشک کریں گے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں فرمایا ، مجموعی طور پر وہ چند لوگ ہیں متاخر قبائل سے ان کا تعلق ہوگا وہ اللہ تعالیٰ





کے ذکر پر جمع ہوتے وہ میٹھی میٹھی اور خالص باتیں کرتے گفتگو کریں گے جیسے کھانے والا میٹھے اور اچھے میوے چن کر کھاتا ہے (طبرانی)

## فائدہ

حدیث میں چند الفاظ تحقیق طلب ہیں جماع بغم الجیم تشدید لا جیم یعنی قبائل مختلفہ اور مقامات مخالفہ سے ملے جلے ہوئے لوگ نزاع نازع کی جمع ہے بمعنی غریب (مسافر) مطلب یہ کہ انکا اجتماع محض قرابت و نسب اور ایک دوسرے سے پہچان کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ وہ صرف اللہ کے ذکر کے لئے جمع ہواں گے۔

(۶۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک قیامت میں عرش کے دائیں اللہ کے جلیس (ساتھ بیٹھنے والے) نور کے منبروں پر ہوں گے۔ اور ان کے چہرے بھی نورانی ہوں گے۔ وہ انبیاء شہداء و صدیقین نہیں ہوں گے عرض کی گئی کہ کون ہیں آپ ﷺ نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کے جلال کی وجہ سے ایک دوسرے محبت کرنے والے ہوں گے (طبرانی بسند جید)

ص ۱۳۹ (۶۱) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں جنہیں اللہ قیامت میں نورانی منبروں پر بٹھائے گا جن کے چہروں کو نور ڈھانپ لے گا

یہاں تک لوگ حساب وکتاب فارغ ہوں گے (طبرانی بسند جید)

(۶۲) حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے محبت کرنے والے عرش کے ارد گرد یاقوت کی کرسیوں پر ہوں گے (طبرانی)

(۶۳) حضرت ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی دو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو ان کے لئے دو کرسیاں بچھائی جائیں گی وہ بیٹھیں گے یہاں تک کہ اللہ حساب سے فارغ ہو (طبرانی)

(۶۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہا سے مرفوعا مروی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو سونے کی کرسیاں بچھائی جائیں گی ان پر چاندی کے قبے ہوں گے جو یاقوت اور موتیوں اور زمرد جڑی ہوئی ہوں گی اور ان کے پردے سندس اور استبرق کے ہوں گے پھر علماء لائے جائیں گے اور ان کرسیوں پر وہی بیٹھیں پھر رحمٰن کا منادی اعلان کرے گا کہاں ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کے وہ امتی جنہوں نے علم کی دولت کمائی اور وہ اس سے صرف اللہ کی رضا چاہتے تھے آؤ ان کرسیوں پر بیٹھ جاؤ آج تم پر کوئی خوف نہیں یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے (ابو نعیم۔ دراقطنی)

(۶۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ





رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگ مشک کے سیٹوں پر ہوں گے انہیں قیامت کی ہولناکی گھبراہٹ میں نہ ڈالے گی (۱) جس نے لوگوں کی امامت کی اور وہ اس پر خوش ہوں (۲) وہ جو دن رات اللہ کی رضا کی خاطر اذان پڑتا ہے (۳) وہ بندہ جس نے اللہ تعالیٰ اور اپنے مولا کا حق ادا کیا۔ (احمد و ترمذی)

(۶۶) حضرت ابو سعید و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ قیامت تین شخص مشک کے سیاہ ٹیلے پر ہوں گے انہیں بڑی گھبراہٹ نہ گھبرائیگی اور نہ انہیں حساب وکتاب پہنچے گا یہاں تک کہ عرش میں مشک کے سیاہ ٹیلوں پر پہنچائے جائیں گے (۱) جس نے محض رضائے الٰہی کے لئے قرآن پڑھا اور لوگوں کی امامت کی اور وہ اس سے خوش ہوں (۲) محض اللہ کی رضا کی خاطر لوگوں کو پانچ وقت رات دن میں مسجد میں اللہ کی طرف بلاتا ہے۔ (۳) وہ جو دنیا میں غلامی میں مبتلا ہوا اور اسے غلامی نے طلب آخرت سے نہ روکا۔ (بیہقی)

(۶۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں جنہیں قیامت کی گھبراہٹ نہ گھبرائے گی اور نہ ہی حساب سے ڈریں گے یہاں تک کہ جنت میں مشک کے ٹیلوں پر بٹھائے جائیں گے (۱) قرآن اللہ کی رضا کے لئے پڑھا پھر لوگوں کی امامت کی

وہ۔ اس سے خوش ہوں (۲) اللہ کی رضا کی خاطر رات دن پانچ وقت نماز کے لئے بلانے والا (۳) غلام جسے غلامی نے۔ اللہ کے طلب سے نہ روکا (ابو نعیم)

(۶۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو نور کے منبر بچھائے جائیں گے جن پر موتیوں کے قبے ہوں گے پھر منادی پکارے گا۔ کہاں ہیں فقہاء۔ کہاں ہیں ائمہ (امامت کرنے والے) کہاں ہیں مؤذن آؤ ان منبروں پر بیٹھو تم کو کوئی ڈر نہیں اور نہ خوف ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے حساب وکتاب سے فارغ ہو (ایمانشی)

(۶۹) حضرت ابی سعید الخذری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خبردار ائمہ و موذنین (قیامت میں) نہیں گھبرائیں گے جب لوگوں پر گھبراہٹ ہوگی (اصبہانی)

ص ۱۴۱ (۷۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں لوگ لائے جائیں گے وہ انبیاء و شہدا نہ ہوں گے لیکن ان پر انبیاء و شہداء رشک کریں گے ان کی ان منازل پر جو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوگی وہ نور کے منبروں پر ہوں گے عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے فرمایا وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے





دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت ڈالتے تھے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت کی طرف لے جاتے تھے اور زمین پر لوگوں کو نصیحت کے لئے چلتے تھے عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ کہ لوگوں کے دلوں میں اللہ کی محبت ڈالی جاتی ہے لیکن اللہ کو لوگوں کی محبت کے لئے کام کرنے کا کیا مطلب فرمایا وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے جب وہ ان کی بات لیتے ہیں تو اللہ ان سے محبت کرتا ہے۔ (طوسی فی عیون الاخبار)

(۷۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے حوائج حاجات پورا کرنے کے لئے اپنی ذات کے لئے خاص کیا ہے۔ اور اللہ نے قسم یاد فرمائی ہے کہ انہیں دوزخ کا عذاب نہ کرے گا۔ جب قیامت کے دن وہ نورانی منبروں پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے گفتگو میں مشغول ہوں گے حالانکہ اس وقت لوگ حساب میں مبتلا ہوں گے۔ (طبرانی وابو نعیم)

(۷۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی کی دنیوی مشکل آسان کر دی اللہ تعالیٰ اس کی قیامت میں مشکلیں آسان فرمائے گا۔ اور جس نے تنگدست کو آسانی دی اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں آسانی دے گا۔ اور جو کسی مسلمان کا عیب ڈھانپتا ہے

اللہ اس کے دنیا و آخرت میں عیب ڈھانپے گا (مسلم)

(۷۳) ابو قتادہ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جسے خوشی ہو کہ اسے اللہ قیامت کی مشکلات سے نجات دے تو اسے چاہئے کہ وہ تنگدست پر آسانی کرے یا اسے قرض معاف کردے (مسلم)

(۷۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی بھائی کو حلوہ کا ایک لقمہ بھی کھلایا اللہ قیامت میں اس سے موقف کی کڑواہٹ دور فرمائے گا۔ (طبرانی)

(۷۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جس نے بھوکے کو سیر کرکے کھلایا یا ننگے کو کپڑے پہنائے گا یا مسافر کو پناہ دے گا تو اسے اللہ تعالیٰ قیامت کی ہولناکیوں سے پناہ دے گا۔ (طوسی فی عیون الاخبار)

(۷۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی مومن کی آنکھ ٹھنڈی کی یعنی خوش کیا اللہ قیامت کے دن اس کی آنکھیں ٹھنڈی کرے گا۔ (اصبہانی)

(۱) یہ وہی اولیا ہیں جن کے حضور حاضر ہو کر ہم اپنی حاجات پوری کرتے ہیں وہ عالم دنیا میں ہوں یا آخرت میں اس حدیث کو مخالفین یا پڑھتے ہی نہیں یا





پڑھتے ہیں تو اللہ انہیں سمجھنے نہیں دیتا تا کہ قیامت میں انہیں سخت سزا دی جائے (اویسی غفرلہ)

(۷۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے مسلمان بھائی کو اس عمل سے ملتا ہے جس سے اسے محبت ہے تا کہ اس سے اسے آسانی ہو تو اسے اللہ تعالیٰ قیامت میں مسرور فرمائے گا۔ (طبرانی صغیر)

(۷۸) ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وحشت قبر دور کرنے کے لئے اندھیری راتوں میں نماز پڑھا کرو اور قیامت کی گرمی دفع کرنے کے لئے گرمی کے روزے رکھا کرو اور دکھ والے دن کی تکلیف دفع کرنے کے لئے صدقہ دیا کرو (احمد فی الزہد)

(۷۹) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ قیامت میں مومن لمبی گردنوں والے ہوں گے (یعنی انہیں فخر و ناز ہو گا) اس سے وہ لوگوں پر فضیلت والے ہوں گے (مسلم)

(۸۰) حضرت انس سے مرفوعاً مروی ہے کہ مؤذن لوگوں سے لمبی گردنوں کی وجہ سے فضیلت پا جائیں گے۔ (اصبہانی)

(۸۱) حضرت انس سے مرفوعاً مروی ہے کہ قیامت میں مؤذن لمبی

گردن کی وجہ سے پہچانے جائیں گے۔ (طبرانی اوسط)

(۸۲) حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں ہر آنکھ آنسو بہائے گی سوائے اس آنکھ کے جو محارم الٰہی سے بند ہوگی اور وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں بیدار رہی اور وہ آنکھ جس سے مکھی کے برابر اللہ کے خوف سے آنسو نکلے (یعنی خوب رویا) (ابونعیم)

(۸۳) ابوالجلد نے فرمایا کہ میں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے مسائل میں پڑھا کہ اے اللہ العالمین تیری خشیت کا کتنا اجر وثواب ہے اللہ نے فرمایا کہ اس کی جزا یہ ہے کہ میں اس کا چہرہ دوزخ کے جھٹکے پر حرام کروں اور اسے قیامت کی دن کی گھبراہٹ سے امن دوں (ابن المبارک)

(۸۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو حرمین کے درمیان مرا اللہ قیامت میں اسے امن والوں کے ساتھ اٹھائے گا اور میں اس کا گواہ و شفیع ہوں گا۔ (اصبہانی)

(۸۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ جو حرمین میں کسی ایک میں مرا وہ قیامت میں امن والوں میں اٹھے گا۔ اور جو ثواب کی خاطر میری زیارت کرے گا۔ اور جو ثواب کی خاطر میری زیارت کرے گا وہ قیامت میں میری ہمسائیگی میں ہوگا (بیہقی)

(۸۶) حضرت حاطب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے





فرمایا کہ جو حرمین میں کسی ایک میں مرے گا قیامت میں امن والوں میں اٹھے گا (بیہقی)

(۸۷) حضرت حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی عزت وجلال کی قسم میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہ کروں گا۔ اور اس کے لئے دو امن بھی جمع نہ کروں پہلا وہ جو جس نے مجھے دنیا میں امن دیا یعنی (ایمان لایا) جو دوسرا وہ جس نے مجھے دنیا میں ڈرایا یعنی نہ مانا (پہلے کو) میں قیامت میں امن دوں گا (ابن المبارک)

ص ۱۴۴ (۸۸) انہوں نے معضولات ابوہریرہ سے روایت کی اور عبدالرحمٰن ابن المرہ کی روایت میں ہے کہ جس نے دنیا میں اچھے اعمال کئے وہ قیامت کی ہولناکیوں غے پائے گا۔ اسے ہم کتاب البرزخ شرح الصدور میں لکھا اسی لئے مکمل حدیث نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۸۹) حضرت بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ جو کسی مومن کو ڈراتا ہے اللہ کا ذمہ کرم ہے کہ اسے ان گھبراہٹوں سے پناہ دے جو قیامت میں ہوں گی۔ (طبرانی)

(۹۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جس نے والدہ اور اس کے بیٹے بیٹی کو جدا کیا قیامت میں اسے اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں سے جدا کرے گا۔ (ترمذی)

(۹۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن جب تک لوگ حساب کتاب میں مبتلا رہیں گے صدقہ دینے والے اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوں گے۔(۱۴۱)(ب) فرمایا قیامت کے دن مومن پر اس کا صدقہ سایہ کرتا ہوگا۔(مشکوۃ الخصائص اول باب افضل الصدقہ ص ۴۱۸)

(۹۲) فرمایا جس نے کسی مفلس مقروض کو مہلت دی یا اس کا قرض معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت میں اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا(مشکوۃ المصابیح کتاب الیسوع دوم ص ۳۴)

(۹۳) فرمایا "جو شخص مفلس کو مہلت دیتا ہے یا قرض کا روپیہ معاف کر دیتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب سے پیشتر اپنے سایہ میں لے لے گا"۔(طبرانی)

(۹۴) فرمایا "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو صرف میرے لئے آپس میں محبت کرتے تھے۔ آج ان کو اپنے سایہ میں جگہ دوں"(مسلم)

(۹۵) فرمایا "اللہ کے لئے محبت کرنے والے اس دن عرش کے سائے میں ہوں گے جس دن سوائے عرش الٰہی کے کوئی سایہ نہ ہوگا ان لوگوں پر نبی اور شہید غبطہ کرتے ہوں گے"(صحیح ابن حبان)

(۹۶) فرمایا کہ "سچا تاجر قیامت کے روز عرش الٰہی کے سایہ میں





ہوگا"(رواہ اصبہانی)

(۹۷) فرمایا "قیامت میں جب سب لوگ جمع ہوں گے۔ تو کہا جائے گا کہ اس امت کے فاقہ کش لوگ کہاں ہیں اس پر لوگوں ایک جماعت سامنے آئے گی ارشاد ہوگا کہ تم نے کیا عمل کئے تھے" عرض کریں گے۔

"الٰہی ہم پر بلائیں ڈالی گئیں ہم نے صبر کیا تو نے دولت اور سلطنت ہمارے غیروں کو دی لیکن ہم نے اف تک نہ کی" ارشاد ہوگا "تم سچ کہتے ہو" پھر اس جماعت کو سب سے پیشتر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اور دولت والوں پر حساب کتاب کی سختی ہوتی رہے گی۔ کسی نے دریافت کیا حضور ﷺ مومن اس دن کہاں ہوں گے ؟ ارشاد ہوا

"مومن اس دن نور کی کرسیوں پر بیٹھے ہوں گے ابر ان پر سایہ کرے گا مومن کو اتنا بڑا دن صرف ایک ساعت کے برابر معلوم ہوگا"۔

(۹۸) فرمایا "کیا تم جانتے ہو کہ قیامت کے روز اللہ عزوجل کے سائے کی طرف سبقت کرنے والے کون لوگ ہیں" عرض کی گئی اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں فرمایا" یہ وہ لوگ ہیں جب انہیں حق دیا جاتا ہے تو قبول کر لیتے ہیں جب ان سے سوال کیا جائے تو خرچ کرتے ہیں اور لوگوں کو اس طرح حکم دیتے ہیں جیسے اپنی ذات کو حکم دیتے ہیں

(مشکوۃ المصابیح کتاب الامارہ والقضاء)

(۹۹) تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں پائی جائیں گی اللہ اس کو (قیامت کے روز) اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ اس دن جب کہ اس کے سایہ کے سوااور کوئی سایہ نہ ہو گا۔

(۱) ایسی حالت میں وضو کرنا جب وضو کرنے کو طبیعت نہ چاہے (مثلاً سخت جاڑے میں شدید ٹھنڈے پانی سے)

(۲) تاریک راتوں کو مسجد میں جانا (تاکہ مسجد آباد ہو اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جائے۔)

(۳) بھوکے آدمی کو کھانا کھلانا (تاکہ بھوکے کا پیٹ بھرے) ترغیب و ترہیب)

(۱۰۰) اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) مومن کو اپنا قرب بخشے گا اور اپنا پردہ ڈال کر اسے چھپالے گا کیا تو فلاں گناہ کو جانتا ہے کیا تو فلاں گناہ کو جانتا ہے۔ وہ عرض کرے گا ہاں اے رب یہاں تک کہ اپنے سارے گناہوں کا اقرار کرلے گا اور اپنے دل میں سمجھ لے گا کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ (اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ) فرمائے گا کہ۔

"میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی فرمائی آج میں تیرے گناہوں کو معاف کرتا ہوں (مشکوۃ کتاب الفتن)

(قیامت کے دن) ہر ایک آدمی اپنی خیرات کے سایہ میں ہو گا۔





یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔

## فائدہ

اس کے بعد مقام جنت میں جہاں اللہ تعالیٰ کے مقربین' مقرنین' خاشعین' صادقین' قانتین' مومنین' واصلین' اور ابرار و اخیار اللہ کی رحمت کی سایہ میں ہوں گے اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے اللہ کی رضامندی کے سائے تلے ہوں گے راحت و مسرت سایوں میں ہوں گے۔

(۱۰۱) اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے ذاکرین مجلس کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں اور جب کوئی ایسی مجلس ملتی ہے وہیں بیٹھ جاتے ہیں اور ان (ذاکرین) کو اپنے پروں میں چھپالیتے ہیں اس طرح فرشتے آسمان اور زمین کے درمیان فضا میں بھر جاتے ہیں جب ذکر کرنے والے ذکر سے فارغ ہوتے ہیں تو فرشتے آسمان پر واپس چلے جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم مشکوہ المصابیح)

## فائدہ

یہ دنیا میں نظارہ ہوتا گیا تاکہ آخرت کے نظارہ کی یاد تازہ ہو۔

(۱۰۲) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ بندہ جب ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ جناب جبرائیل سے فرماتا ہے میرا فلاں بندہ میری رضا کا طالب ہے خبردار

ہو جاؤ اس پر میری رحمت سایہ فگن ہے تو حاملان عرش اور ان کے گرداگرد جو فرشتے ہیں اس جملہ کا اعادہ کرتے ہیں اس طرح ساتوں آسمانوں کے فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اعلان کرتے ہیں پھر وہ رحمت زمین پر اس بندے پر نازل ہوتی ہے (رواہ احمد مشکواہ)

(۱۰۳) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ہے کہ زہراوین کی تلاوت کرو کیونکہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کریں گی چمکتی ہوئی سورتیں (زہراوین) بقرۃ اور آل عمران ہیں دونوں سورتیں قیامت کے دن بادل کی طرح (پڑھنے والوں پر سایہ فگن ہوں گی۔ (مسلم)

(۱۰۴) کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں مجتمع ہو کر تلاوت کلام پاک اور اس کا ورد نہیں کرتی مگر ان پر سکینت (اطمینان قلب) نازل ہوتی ہے اور رحمت (الٰہی) ان کو ڈھانپ لیتی ہے ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں اور حق تعالیٰ شان ان کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں کرتا ہے۔

(۱۰۵) ایک شخص نے سرکار دو عالم ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے کہ سب لوگ تو اپنی اپنی قبروں میں پریشان ہوتے ہیں مگر شہداء کو کوئی پریشانی نہیں ہوتی فرمایا ان کے لئے تلوار کا سایہ تمام فتنوں کے لئے آڑ بن جاتا ہے (نسائی)



سایہ عرش کے مزے

(۱۰۶) نبی کریم علیہ الصلوت والتسلیم نے فرمایا کہ بیشک بادشاہ زمین پر (عوام الناس کے لئے) اللہ کا سایہ ہوتا ہے جس کے پاس بندوں میں سے ہر مظلوم آتا ہے اور جب وہ انصاف کرے تو اسے ثواب ملتا ہے اور رعیت پر شکر لازم ہے کہ (اللہ نے عادل حکمران دیا) اور جب ظلم کرے تو یہ رعایا پر بوجھ ہے اور رعایا پر صبر لازم ہے ظالم حکمران سختیوں میں سے ایک سختی ہے۔ (مشکوۃ)

(۱۰۷) **عن ابی هریره قال قال رسول الله ﷺ سبعه یظلهم فی ظله یوم لاظل الاظله امام عادل و شاب نشاء فی عبادة الله و رجل قلبه معلق بالمسجد اذا خرج منه حتی یعود الیه و رجلین تحابا فی الله اجتمعا علیه و تفرقا علیه و رجل ذکر الله حالیا فضاضت عیناه و رجل رعته امراه ذات حسب و جمال فقال انی اخاف الله ورجل تصدق بضدقه فاخفاها حتی لاتعلم شماله ماتنفق یمینه (۱۳۷)**

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ " اللہ تعالیٰ سات لوگوں پر اس دن سایہ عاطفت عطا فرمائے گا۔ جس دن اس کے سایہ کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ۱۔ امام عادل۔ ۲۔ وہ نوجوان جو بچپن میں عبادت الٰہی میں مشغول

رہا۔ ۳۔وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے اور مسجد سے واپسی کے بعد پھر مسجد میں واپسی کی تمنا اور آرزو کرے۔ ۴۔ ایسے دو شخص جو اللہ کے لئے محبت کرتے ہوں اور اللہ کے لئے ملیں اور اللہ ہی کے لئے جدائی اختیار کریں۔ ۵۔ ایسا شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اس پر رقت طاری ہو جائے۔ ۶۔ایسا شخص جسے کوئی حسین و جمیل عورت جو اچھے حسب نسب والی (بھی) ہو تو وہ (جواباً) کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں (یعنی گناہ میں ملوث نہ ہو)۔ ۷۔وہ شخص جو اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کرے اور اس کو اتنا پوشیدہ رکھے کہ بائیں ہاتھ کو یہ معلوم نہ ہونے پائے کہ اس نے دائیں ہاتھ سے کیا خرچ کیا ہے۔

## نوٹ

ان کے علاوہ اور بھی بے شمار روایات ہیں فقیر نے انہی پر اکتفا کیا ہے ممکن ہے یہ مکرر بھی آگئی ہوں تو خالی از فائدہ نہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کل قیامت میں بطفیل حبیب اکرم ﷺ ہم سب کو سایہ عرش میں جگہ دے۔

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۳رجب ۱۴۲۰ھ

بہاولپور (پاکستان)



اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه

اس رسالے میں بے شمار صغیرہ و کبیرہ گناہوں کی فہرست پیش کی گئی ہے۔

گناہوں کی نہیں جاتی ہے عادت یارسول اللہ ﷺ

تمہیں اب کچھ کرو ماہ رسالت یارسول اللہ ﷺ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**الحمد للہ ذی العزۃ والکبریاء والجلال o والصلاۃ والسلام علی النبی الھادی من الضلال oوعلی آلہ و اصحابہ المکرمین المعظمین اولی الجمال والکمال o صلاۃ تنجو بھا من جمیع الا فات والاھوال**

امابعد۔ انسان عموماً دنیا میں نشہ میں ہے اسے بعد الموت اٹھنے اور قیامت کے میدان میں حاضر ہو کر حساب دینے اور اعمال صالحہ وسیئہ کی سزا وجزا پر اگرچہ ایمان بھی ہے تب بھی "لاأبالی" بنا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ نشہ ہرن ہوگا تو آنکھ کھلیگی (جیسے عموماً مرتے وقت آنکھ کھلی رہ جاتی ہے اگر انہیں ہاتھ سے بند نہ کیا جائے تو کھلی کی کھلی رہ جائیں) مرتے وقت اعمال کا نتیجہ سامنے ہوتا ہے (مردے کو اب محسوس ہوتا ہے کہ الحمد للہ اُخروی زندگی نیکیوں میں گزریگی اس لئے کہ دنیا میں رسول اکرم ﷺ کی شریعت مقدسہ پر حتّی الامکان زندگی بسر ہوئی۔ اسکے برعکس خدانہ کرے اگر زندگی برائیوں میں بسر کی تو سزائیں منہ کھولے نظر آتی ہیں اور بلوغت سے لیکر تا موت کی برائیاں سامنے ہوتی ہیں اور وہ انکا ذرہ ذرہ کو خود مطالعہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

**والزمناہ طائرہ فی عنقہ و نخرج لہ یوم القیمۃ کتابا یلقاہ منشورا (پ ۱۵)**

اور فرمایا:

**فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ (پ ۳۰)**

فقیر برائیوں (گناہوں کی فہرست پیش کر رہا ہے تاکہ آخرت سے خائف ان کے بچنے کی تدبیر کرسکے)

**وماعلینا الا البلاغ**

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ۔ بہاول پور

(یوم الاربعاء) ۴ رمضان ۱۴۱۱ھ مارچ 1991ء





**اے غافل ہشیار باش**: کسی مسلمان کو اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ آخر ایک دن مرنا ہے اور مرنے کے بعد اُٹھنا ہے یہ عقیدہ بھی مسلمان کے دل میں راسخ ہے کہ مر کر اُٹھنے کے بعد حساب ہونا ہے اور حساب کیا ہے دنیاوی زندگی کے اعمال کا سوال، اور یہی ہمارے اعمال ہی دوزخ اور بہشت کے داخلہ کا موجب ہیں ہم صرف ان اعمال کا ذکر کرتے ہیں جو دوزخ میں داخلہ کا سبب ہیں

مقدمہ: گناہ دو قسم کے ہیں (۱) صغیرہ (۲) کبیرہ علماء کی ایک جماعت کا قول تو یہ ہے کہ ہر گناہ کبیرہ ہی ہے، کوئی صغیرہ نہیں، کیونکہ ہر گناہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشاد کی مخالفت ہے اور مخالفت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی کتنی ہی کم ہو وہ بھی سخت اور بڑا گناہ ہے، اس لئے اس کو صغیرہ نہیں کہہ سکتے، پھر جو صغیرہ وکبیرہ کی تقسیم مشہور و معروف ہے۔ یہ محض اضافی اور نسبتی ہے، کہ بعض گناہ بمقابلہ دوسرے گناہ کے صغیرہ ہوتا ہے لیکن جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ گناہ بعض صغیرہ ہیں بعض کبیرہ، کیونکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ اُن کے کرنے والے کو فاسق، مردود الشہادت سمجھا جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں کہ اُن کے فاعل کو فاسق نہیں کہا جاتا، اور اس کی شہادت رد نہیں کیجاتی قسم اوّل کو اصطلاح میں کبیرہ اور ثانی کو صغیرہ کہا جاتا ہے اور پہلی جماعت اور جمہور کا اختلاف بھی در حقیقت محض نام کا اختلاف ہے حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ جمہور علماء جو بعض گناہوں کو صغیرہ کہتے ہیں اُس کا بھی یہ مطلب نہیں کہ ان کے کرنے میں کوئی برائی نہیں، یا معمولی خرابی ہے، بلکہ اللہ اور رسول کی مخالفت کی حیثیت سے ہر گناہ بڑا اور سخت وبال ہے آگ کا بڑا انگارہ جیسا تباہ کن ہے ویسے ہی چھوٹی چنگاری بھی ہے، بچو چھوٹا ہو یا بڑا انسان کے لئے دونوں مصیبت ہیں۔

پھر اصطلاحی کبیرہ و صغیرہ کی تعریف میں علماء کے اقوال بہت مختلف ہیں مگر ان سب میں جو زیادہ جامع اور سلف صحابہ و تابعین سے منقول ہے وہ ہے کہ جس گناہ پر قرآن یا حدیث میں آگ اور جہنم کی وعید بصراحت آئی ہو وہ کبیرہ ہے، اور جس پر اس کی تصریح منقول نہیں محض ممانعت وارد ہوئی ہے وہ صغیرہ ہے ۔امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس گناہ پر انسان بے پروائی کے ساتھ ڈھیٹ ہو کر اقدام کرے وہ کبیرہ ہے، خواہ کتنا ہی چھوٹا گناہ ہو، اور جو گناہ اتفاقی سر زد ہو گیا، اور اس کے ساتھ وہ دل میں خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے، ندامت و افسوس ساتھ ساتھ ہیں وہ صغیرہ ہے، خواہ کتنا ہی بڑا ہو۔

بہر حال گناہ گناہ ہی ہے صغیرہ و کبیرہ کی تفریق سے انسان خدا تعالیٰ کی نافرمانی سے خارج نہیں ہو سکتا۔ اسلئے چاہئے کہ ہر گناہ سے بچے تاکہ اسے نافرمانوں کی فہرست میں نہ لکھا جائے۔

**مسئلہ :** امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس گناہ کو صغیرہ کہا جاتا ہے وہ اسی وقت تک صغیرہ ہے جب تک اس پر اصرار اور دوام نہ کرے، احیاناً صادر ہو جائے۔ اور جو شخص کسی صغیرہ گناہ پر اصرار و دوام کرے وہ مثل مرتکب کبیرہ کے ہے۔

**مسئلہ :** جو شخص بہت سے صغیرہ گناہوں میں مبتلا ہو یہاں تک کہ اس کی طاعات پر غالب آجائیں، وہ بھی فاسق مردود الشہادت ہے۔

ہم علمی بحث کو چھوڑ کر ایک فہرست دکھاتے ہیں اسمیں غور سے دیکھ لیں کہیں آپ انمیں سے کسی جُرم میں تو مبتلا نہیں۔





# فہرست جرائم

| نمبر شمار | جرم کا نام |
|---|---|
| ۱۔ | شرک (اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و افعال میں کسی کو شریک ماننا) |
| ۲۔ | کفر (رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے احکام کا انکار کرنا) |
| ۳۔ | زنا (عورت سے بد فعلی) کرنا |
| ۴۔ | لواطت (لڑکے سے بد فعلی) کرنا |
| ۵۔ | شراب پینا، اگرچہ ایک قطرہ ہو، اسی طرح تاڑی، گانجہ، بھنگ وغیرہ نشہ کی چیزیں |
| ۶۔ | چوری کرنا |
| ۷۔ | پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا |
| ۸۔ | ناحق کسی کو قتل کرنا |
| ۹۔ | شہادت کو چھپانا جب کہ اس کے سوا اور کوئی شاہد نہ ہو |
| ۱۰۔ | جھوٹی گواہی دینا |
| ۱۱۔ | جھوٹی قسم کھانا |
| ۱۲۔ | کسی کا مال غصب کرنا |
| ۱۳۔ | میدانِ جہاد سے بھاگنا (جب کے مقابلہ کی قدرت موجود ہو) |
| ۱۴۔ | سود کھانا |
| ۱۵۔ | یتیم کا مال ناحق کھانا |
| ۱۶۔ | رشوت لینا |
| ۱۷۔ | ماں باپ کی نافرمانی کرنا |

۱۸۔ قطع رحمی کرنا (قریبی رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا)

۱۹۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف کسی قول و فعل کو بالقصد جھوٹ منسوب کرنا

۲۰۔ رمضان میں بلا عذر کے قصداً روزہ توڑنا

۲۱۔ ناپ تول میں کمی کرنا

۲۲۔ کسی فرض نماز کو اپنے وقت سے مقدم یا مؤخر کرنا

۲۳۔ زکوٰۃ یا روزہ کو اپنے وقت پر ادا نہ کرنا (عذر و مرض کی صورتیں مستثنیٰ ہیں)

۲۴۔ حج فرض ادا کئے بغیر مر جانا (اگر موت کے وقت وصیت کر دی، اور حج کا انتظام چھوڑا تو گناہ سے نکل گیا)

۲۵۔ کسی مسلمان کو ظلماً نقصان پہنچانا

۲۶۔ کسی صحابی، ایسے ہی اہلبیت کے کسی فرد کو بُرا کہنا

۲۷۔ اولیاء کرام اور علماء اور حفاظِ قرآن کو بُرا کہنا، اُن کو بدنام کرنے کے درپے ہونا

۲۸۔ کسی ظالم کے پاس کسی کی چغل خوری کرنا

۲۹۔ دیاثت یعنی اپنی بیوی، بیٹی وغیرہ کو باختیار خود حرام میں مبتلا کرنا اس پر راضی ہونا

۳۰۔ قیادت یعنی کسی اجنبی عورت کو حرام پر آمادہ کرنا، اور اس کے لئے دلالی کرنا

۳۱۔ باوجود قدرت کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑنا

۳۲۔ جادو سیکھنا اور سکھانا یا اس کا عمل کرنا

۳۳۔ قرآن کو یاد کر کے بھلا دینا (یعنی باختیار خود لاپروائی سے بُھلا دیں، کسی





مرض و ضعف وغیرہ سے ایسا ہو جائے وہ اس میں داخل نہیں)(ف)

بعض علماء نے فرمایا کہ نسیانِ قرآن جو گناہ کبیرہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا بھول جائے کہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے

۳۴۔ کسی جاندار کو آگ میں جلانا (سانپ، بچھو، تتیے کی ایذا سے بچنے کی اگر کوئی صورت جلانے کے سوا نہ ہو تو مضائقہ نہیں)

۳۵۔ کسی عورت کو اس کے شوہر کے پاس جانے اور حقوق شوہری ادا کرنے سے روکنا

۳۶۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا

۳۷۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہونا

۳۸۔ مُردار جانور کا گوشت کھانا (حالت اضطرار مستثنیٰ ہے)

۳۹۔ خنزیر کا گوشت وغیرہ کھانا (حالت اضطرار مستثنیٰ ہے)

۴۰۔ چغل خوری کرنا ۴۱۔ کسی مسلمان یا غیر مسلم کی غیبت کرنا

۴۲۔ جُوا، تاش و دیگر لعب و لہو اور کھیل کھیلنا

۴۳۔ مال میں اسراف (مصلحت و ضرورت سے زائد خرچ کرنا)

۴۴۔ زمین میں فساد پھیلانا، خواہ اسلام کے اُمور میں ہی کیوں نہ ہو

۴۵۔ کسی حاکم کا حق سے عدول کرنا

۴۶۔ اپنی عورت کو ماں بیٹی کے مثل کہنا، جس کو عربی میں ظہار کہا جاتا ہے

۴۷۔ ڈاکہ زنی کرنا

۴۸۔ کسی صغیرہ گناہ پر مداومت کرنا

۴۹۔ معاصی پر کسی کی اعانت کرنا یا گناہ پر آمادہ کرنا

۵۰۔ لوگوں کو گانا سنانا، اور عورت کا گانا

۵۱۔ لوگوں کے سامنے ستر کھولنا

۵۲۔ کسی حق واجب کے ادا کرنے میں بخل کرنا

۵۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر، فاروقِ اعظم سے افضل کہنا (رضی اللہ تعالیٰ عنھما)

۵۴۔ خودکشی کرنا یا اپنے کسی عضو کو باختیار خود تلف کرنا اور یہ دوسرے کو قتل کرنے سے زیادہ گناہ ہے

۵۵۔ پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنا، لیکن آجکل تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا عادت بن گئی ہے

۵۶۔ صدقہ (ہدیہ) دے کر احسان جتلانا، اور تکلیف پہنچانا

۵۷۔ قضاو قدر (تقدیر) کا انکار کرنا

۵۸۔ اپنے امیر سے غداری کرنا، ایسے ہی ماں باپ استاذ و مُرشد سے دھوکہ کرنا

۵۹۔ نجومی یا کاہن کی تصدیق کرنا

۶۰۔ لوگوں کے نسب پر طعنے دینا

۶۱۔ کسی مخلوق کے لئے بطور تقرب جانور کی قربانی کرنا جیسے بتوں کیلئے (اولیاء کرام کے جانور مستثنیٰ ہیں اس لئے کہ وہ تقرب کیلئے نہیں بلکہ ایصال ثواب کے لئے ہوتے ہیں۔اویسی غفرلہ)

۶۲۔ تہبند یا پاجامہ وغیرہ کو ازراہِ تکبر ٹخنوں سے نیچے لٹکانا

۶۳۔ کسی گمراہی کی طرف لوگوں کو بلانا یا کوئی نئی رسم نکالنا

۶۴۔ اپنے مسلمان بھائی کی طرف تلوار یا چاقو وغیرہ سے مارنے کا اشارہ کرنا

۶۵۔ جھگڑے لڑائی کا خوگر ہونا





۶۶۔ غلام کو خصی بنوانا یا اس کے کسی عضو کو کٹوانا یا اس کو سخت تکلیف دینا

۶۷۔ احسان کرنے والے کی ناشکری کرنا

۶۸۔ ضرورت سے زائد پانی میں بخل کرنا

۶۹۔ حرم محترم میں الحاد و گمراہی پھیلانا (یہ ہر جگہ گناہ ہے مگر حرام میں اشد ہے)

۷۰۔ لوگوں کے پوشیدہ عیوب کو تلاش کرنا، اور اُن کے درپے ہونا

۷۱۔ چوسر کھیلنا یا طبلہ سارنگی وغیرہ بجانا (اور ہر ایسا کھیل کھیلنا جس کی حرمت پر علماء کا اتفاق ہے گناہ کبیرہ میں داخل ہے)

۷۲۔ بھنگ کھانا پینا، (افیون و دیگر تمام نشہ آور اشیاء کا استعمال کرنا)

۷۳۔ مسلمان کا کسی مسلمان کو کافر کہنا (بشرطیکہ وہ صحیح معنیٰ میں مسلمان ہو اگر نام کا مسلمان ہو اور عقیدہ میں شیطان تو پھر ضرور کہنا چاہئیے)

۷۴۔ ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے حقوق میں برابری نہ کرنا

۷۵۔ استمنا بالید (اپنے ہاتھ سے مشت زنی کر کے شہوت پوری کرنا)

۷۶۔ حائضہ عورت سے جماع کرنا

۷۷۔ مسلمانوں پر اشیاء کی گرانی سے خوش ہونا

۷۸۔ کسی جانور گائے، بکری وغیرہ سے جماع کرنا

۷۹۔ عالم کا اپنے علم پر عمل نہ کرنا

۸۰۔ کسی کھانے کو بُرا کہنا (بنانے یا پکانے کی خرابی بیان کرنا اس میں داخل نہیں)

۸۱۔ گانے بجانے کے ساتھ رقص کرنا

۸۲۔ دنیا کی محبت (یعنی دین کے مقابلہ میں دنیا کو ترجیح دینا)

۸۳۔ بے ریش لڑکے کی طرف شہوت سے نظر کرنا

۸۴۔ کسی دوسرے کے گھر میں جھانکنا

۸۵۔ دوسرے کے گھر بلا اجازت داخل ہونا

۸۶۔ غیر محرم عورت کی طرف بقصد دیکھنا

۸۷۔ اجنبی عورت کے ساتھ تنہا مکان میں بیٹھنا، یا اُس کو ہاتھ لگانا

۸۸۔ کسی انسان یا جانور پر لعنت کرنا اگر وہ مستحق نہ ہو، ورنہ جائز ہے

۸۹۔ وہ جھوٹ جس میں کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچے

۹۰۔ کسی مسلمان کی ہجو کرنا، اگرچہ اشارہ کنایہ سے ہو اور بات سچی ہو، اگر جھوٹی ہو تو بہتان ہے

۹۱۔ بالا خانہ وغیرہ پر بلا ضرورت چڑھنا، جس سے لوگوں کے مکانات سامنے پڑیں

۹۲۔ کسی مسلمان سے بلا عذر ترک تعلق رکھنا تین دن سے زائد

۹۳۔ بغیر علم و تحقیق کے کسی کی طرف سے جھگڑا کرنا، اور بعد علم و تحقیق کے خلافِ حق پر جھگڑا کرنا

۹۴۔ نماز میں باختیار خود ہنسنا یا کسی مصیبت کی وجہ سے رونا

۹۵۔ مرد کو ریشمی لباس پہننا

۹۶۔ اکڑ کر اور اترا کر چلنا

۹۷۔ کسی فاسق کے پاس بیٹھنا اُٹھنا

۹۸۔ مکروہ اوقات (طلوع و غروب اور نصف النہار کے وقت) میں نماز پڑھنا

۹۹۔ ایام منہیہ (عیدین اور ایام تشریق) میں روزہ رکھنا





۱۰۰۔ مسجد میں کسی مجنون یا اتنے چھوٹے بچے کو لے جانا جس سے مسجد کی تلویث کا خطرہ ہو

۱۰۱۔ پیشاب یا پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے بیٹھنا

۱۰۲۔ حمام میں بالکل ننگا ہو جانا، اگرچہ لوگوں کے سامنے نہ ہو

۱۰۳۔ صوم وصال یعنی اس طرح روزہ پر روزہ رکھنا کہ درمیان میں بالکل افطار نہ کرے

۱۰۴۔ جس عورت سے ظہار کر لیا ہو، کفارۂ ظہار ادا کرنے سے پہلے اس سے جماع کرنا

۱۰۵۔ عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا (بمجبوری ہجرت کرنا پڑے تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے)

۱۰۶۔ کھانے پینے کی ضروری چیزیں اناج وغیرہ کو گرانی کے انتظار میں روکنا

۱۰۷۔ کسی چیز کا معاملہ دو شخصوں میں خرید و فروخت کا ہو رہا ہے، یا کسی کی منگنی کسی جگہ لگی ہے اُس کا جواب ہونے سے پہلے اس کی خریداری یا اس پیغام میں رُکاوٹ ڈالنا

۱۰۸۔ گاؤں والے جو مال شہر میں بیچنے کیلئے لائیں، اس کو بطور آڑھت کے فروخت کرنا

۱۰۹۔ شہر میں آنے والے مال کو بازار میں آنے سے پہلے شہر سے باہر جا کر خریدنا

۱۱۰۔ جمعہ کی اذان کے بعد بیع و شراء کرنا

۱۱۱۔ سودے کے عیب کو اس کی بیع کے وقت چھپانا

۱۱۲۔ شوقیہ کتا پالنا، (شکار کے لئے یا کھیت، باغ، گھر کی حفاظت کے لئے پالا جائے تو جائز ہے

۱۱۳۔ شراب کو اپنے گھر میں رکھنا،

۱۱۴۔ شطرنج کھیلنا

۱۱۵۔ شراب کی خرید و فروخت کرنا

۱۱۶۔ معمولی چیزیں، ایک دو لقمہ کی چوری کرنا

۱۱۷۔ حدیث سُنانے یا بتلانے پر اُجرت ٹھہرانا

۱۱۸۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا (لیکن آج یہ عمل تہذیب میں داخل ہے)

۱۱۹۔ غسل خانہ یا پانی کے گھاٹ پر پیشاب کرنا

۱۲۰۔ نماز میں سدل کرنا یعنی کپڑے کو اس کی وضع طبعی کے خلاف لٹکانا

۱۲۱۔ بحالتِ جنابت (حاجت غسل) اذان دینا

۱۲۲۔ بحالتِ جنابت مسجد میں بلا عذر داخل ہونا

۱۲۳۔ نماز میں ایک کوکھ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا

۱۲۴۔ نماز میں ایک لمبی چادر میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ نکالنا مشکل ہو

۱۲۵۔ نماز میں کپڑے یا بدن کے ساتھ کھیل کرنا، یعنی بلا ضرورت کسی عضو کو حرکت دینا یا کپڑے کو الٹ پلٹ کرنا

۱۲۶۔ کسی نماز میں دائیں بائیں یا آسمان کی طرف دیکھنا

۱۲۷۔ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا

۱۲۸۔ مسجد میں ایسے کام کرنا جو عبادت نہیں

۱۲۹۔ روزہ کی حالت میں بی بی کے ساتھ مباشرت (ننگے ہو کر لپٹنا)

۱۳۰۔ روزہ میں اپنی بی بی کا بوسہ لینا، جب کہ اس کو حد سے بڑھنے کا خطرہ ہو

۱۳۱۔ زکوٰۃ ردی مال سے ادا کرنا

۱۳۲۔ جانور کو پشت کی طرف سے ذبح کرنا





۱۳۳۔ سڑی ہوئی مچھلی یا جو مر کر پانی کے اوپر آجائے اُس کا کھانا

۱۳۴۔ مچھلی کے سوا کوئی دوسرا جانور مرا ہوا کھانا

۱۳۵۔ حلال اور مذبوح جانور کے اعضائے مخصوصہ اور مثانہ اور غدود کا کھانا

۱۳۶۔ حکومت کی طرف سے (بلا ضرورت) چیزوں کا بھاؤ مقرر کرنا

۱۳۷۔ لڑکی عاقلہ بالغہ کا اپنا نکاح خود بلا اجازتِ ولی کرنا (جب کہ ولی بلا وجہ نکاح میں مانع نہ ہو)

۱۳۸۔ نکاح شغار یعنی ایک لڑکی کے مہر میں بجائے روپے پیسے کے اپنی لڑکی دینا، (وٹہ سٹہ اور وہ صورت جسکو ہمارے عرف میں وٹہ سٹہ آنٹا سانٹا کہتے ہیں، اس میں دونوں لڑکیوں کا مہر علیحدہ علیحدہ مقرر ہوتا ہے وہ اس میں داخل نہیں، جائز ہے) بخلاف وہابیوں کے کہ یہ نکاح انکے نزدیک ناجائز ہے

۱۳۹۔ زوجہ کو بلا ضرورت بائن طلاق دینا (بلکہ رجعی طلاق دینا چاہئے)

۱۴۰۔ بحالتِ حیض طلاق دینا (خلع کی صورت مستثنیٰ ہے)

۱۴۱۔ جس طہر میں جماع کر چکا ہے اُس میں طلاق دینا

۱۴۲۔ مطلقہ بی بی سے بذریعہ فعل (جماع وغیرہ کے) رجعت کرنا (بلکہ اوّل رجعت قول سے ہونی چاہئے)

۱۴۳۔ عورت کو تکلیف پہنچانے اور عدت طویل کرنے کے خیال سے رجعت کرنا

۱۴۴۔ عورت کو تکلیف پہنچانے کے خیال سے ایلاء کرنا (یعنی اس کے پاس جانے سے قسم کھانا)

۱۴۵۔ اپنی اولاد کو چیز دینے میں برابری نہ کرنا (ہاں کسی لڑکے لڑکی میں علم

وصلاحیت زیادہ ہونے کے سبب اس کو کچھ زیادہ دیدے تو مضائقہ نہیں

۱۴۶۔ قاضی وحاکم کا مقدمہ کے فریقین کے ساتھ نشست میں یا اپنی توجہ میں برابری نہ کرنا

۱۴۷۔ بادشاہ کا انعام قبول کرنا

۱۴۸۔ جس شخص کے پاس مال حرام زیادہ، حلال کم ہو، اس کا ہدیہ یا دعوت بغیر عذر کے بلا تحقیق قبول کرنا

۱۴۹۔ مغصوبہ زمین کی پیداوار سے کھانا

۱۵۰۔ مغصوبہ زمین میں داخل ہونا، اگرچہ نماز ہی کے لئے ہو

۱۵۱۔ غیر کی زمین میں بدون اس کی اجازت کے چلنا

۱۵۲۔ کسی جانور کا مثلہ کرنا، یعنی ناک، کان وغیرہ کاٹنا

۱۵۳۔ کسی حربی کافر یا مرتد کو تین روز تک توبہ کر کے مسلمان ہونے کی دعوت دینے سے پہلے قتل کر دینا

۱۵۴۔ عورت مرتدہ کو قتل کرنا

۱۵۵۔ نماز میں جو سجدۂ تلاوت واجب ہو اس کو مؤخر کرنا یا چھوڑ دینا

۱۵۶۔ نماز کے لئے کسی خاص صورت کی قراءت کو مقرر کرنا

۱۵۷۔ جنازہ کی چارپائی کو ڈولی کی طرح بانس باندھ کر اٹھانا

۱۵۸۔ بغیر ضرورت کے دو آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کرنا

۱۵۹۔ جنازہ کی نماز مسجد کے اندر پڑھنا

۱۶۰۔ کسی تصویر کے سامنے یا دائیں بائیں ہوتے ہوئے نماز پڑھنا، یا اس پر سجدہ کرنا

۱۶۱۔ دانتوں کو سونے کے تاروں سے باندھنا





۱۶۲۔ سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا

۱۶۳۔ مُردہ کے چہرہ کو بوسہ دینا

۱۶۴۔ کافر کو بلا ضرورت ابتداءً سلام کرنا (ہاں وہ سلام کرے تو جواب میں "وعلیک" یا "ہداک اللہ" کہنا چاہئے) ایسے ہی بد مذاہب جیسے قادیانی، وہابی، شیعہ وغیرہ

۱۶۵۔ مخالفِ اسلام قوم کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا

۱۶۶۔ خصی غلام سے خدمت لینا یا اس کے کسب سے کھانا

۱۶۷۔ بچوں کو ایسا لباس پہنانا جو بالغ کے لئے ممنوع ہے

۱۶۸۔ اپنا دل بہلانے کے لئے گانا (معتمد قول کے موافق)

۱۶۹۔ کسی عبادت کو شروع کر کے باطل کرنا

۱۷۰۔ بیوی یا کنیز کے ساتھ کسی ایسے شخص کی موجودگی میں جماع کرنا جو عقل و ہوش رکھتا ہو اگرچہ سورہا ہو (بہت چھوٹا بچہ مستثنیٰ ہے)

۱۷۱۔ کسی امرد حاکم کے استقبال کے لئے نکلنا

۱۷۲۔ لوگوں کا راستہ تنگ کر کے کھڑا ہونا یا راستہ پر بیٹھ جانا

۱۷۳۔ اذان سننے کے بعد گھر میں بیٹھ کر اقامت کا انتظار کرتے رہنا، جبکہ جماعت ملنے میں کوتاہی ہو جائے

۱۷۴۔ پیٹ بھرنے کے بعد زیادہ کھانا (روزہ یا مہمان کی وجہ سے کچھ زیادہ کھایا جائے، وہ مستثنیٰ ہے)

۱۷۵۔ بغیر بھوک کے کھانا (کسی مرض کے سبب بھوک نہ لگے، اور قوت کے لئے غذا ضروری ہو تو وہ مستثنیٰ ہے)

۱۷۶۔ عالم، بزرگ، باپ کے سوا کسی کے ہاتھ چومنا (وہابی مطلقاً ناجائز کہتے ہیں)

۱۷۷۔ محض ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنا (مخاطب کے بہرہ ہونے یا دور ہونے کے سبب زبان کے ساتھ ہاتھ سے بھی اشارہ کردے تو مضائقہ نہیں)

۱۷۸۔ تلاوتِ قرآن کرنے والے کو اپنے باپ یا استاد کے سوا کسی کے لئے تعظیماً کھڑا ہونا

۱۷۹۔ مسلمان سے بدگمانی کرنا

۱۸۰۔ حسد کرنا

۱۸۱۔ تکبر و خود پسندی

۱۸۲۔ گانا سننا

۱۸۳۔ جنابت (غسل کی حاجت) والے کو مسجد میں بلا عذر بیٹھنا

۱۸۴۔ کسی مسلمان کی غیبت سن کر سکوت کرنا

۱۸۵۔ مصیبت پر آواز کے ساتھ چلا کر رونا، اور سینہ کوبی وغیرہ کرنا

۱۸۶۔ جو لوگ کسی شخص کی امامت سے ناراض ہوں، اُن کی امامت کرنا، اگرچہ اُن کی ناراضی بے وجہ ہو اور اس میں عیب نہ ہو

۱۸۷۔ خطبہ کے وقت کلام کرنا

۱۸۸۔ مسجد میں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر آگے بڑھنا

۱۸۹۔ مسجد کی چھت پر نجاست ڈالنا

۱۹۰۔ راستہ میں نجاست ڈالنا

۱۹۱۔ اپنا لڑکا جسکی عمر سات سال سے زائد ہو اس کے ساتھ ایک بستر میں سونا

۱۹۲۔ تلاوتِ قرآن پاک بحالتِ جنابت یا حیض و نفاس





۱۹۳۔ لغو و باطل چیزوں میں وقت ضائع کرنا، مثلاً سلاطین کے ناز و نعمت کا تذکرہ

۱۹۴۔ بے فائدہ کلام کرنا

۱۹۵۔ کسی کی مدح میں مبالغہ کرنا

۱۹۶۔ کلام میں تکلف قافیہ بندی یا زوردار بنانے کے لئے تصنّع کرنا

۱۹۷۔ گالی گلوچ اور زبان درازی کرنا

۱۹۸۔ ہنسی دل لگی میں افراط (زیادتی کرنا)

۱۹۹۔ کسی کے بھید کو ظاہر کرنا

۲۰۰۔ احباب واصحاب کے حق میں کوتاہی کرنا

۲۰۱۔ وعدہ کرنے کے وقت ہی دل میں وعدہ پورا نہ کرنے کا ارادہ نہ ہونا

۲۰۲۔ دینی امور کی بے حرمتی کے بغیر زیادہ غصہ کرنا

۲۰۳۔ بے حمیتی کرنا یعنی اپنے عزیز و قریب دوست کو باوجود قدرت کے ظلم سے نہ بچانا

۲۰۴۔ زکوٰۃ یا حج کو بلا عذر کے مؤخر کرنا، (اور بعض کے نزدیک یہ کبائر میں داخل ہے)

۲۰۵۔ سستی کی وجہ سے جماعت ترک کرنا

۲۰۶۔ خلافِ حق طرف داری کرنا

۲۰۷۔ کسی ذمّی غیر مسلم کو "اے کافر" کہہ کر خطاب کرنا، جب کہ اس کو اس سے تکلیف ہوتی ہو

۲۰۸۔ ان لفظوں سے دعا کرنا "بمقعد العز من عرشک"

فائدہ: علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "صغائر و کبائر" میں مذکورہ

تعداد اسی ترتیب کے ساتھ لکھی ہے، جس میں ایک سو تین کبائر، اور ایک سو اٹھائیس صغائر، کل دو سو اکتیس ہیں

اور علامہ ابن حجر نے اس سے بہت زیادہ تعداد لکھی ہے، پھر جن گناہوں کو ابن نجیم نے صغائر میں شمار کیا ہے، اُن میں سے اکثر وہ ہیں کہ اُن کو ابن حجر نے زواجر میں کبائر میں شمار فرمایا ہے، یہ اختلاف بظاہر صغیرہ کبیرہ کی تعریف کے اختلاف پر مبنی ہے، اور یہ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ کسی گناہ کے صغیرہ ہونے کا یہ مطلب کسی کے نزدیک نہیں ہے کہ اس کا ارتکاب معمولی بات ہے، یا اس سے بچنے کی زیادہ فکر ضروری نہیں، بلکہ یہ فرق محض ایک اصطلاحی فرق ہے ورنہ حق سُبحانہ تعالیٰ کی نافرمانی ہونے کی حیثیت سے ہر گناہ شدید اور مصیبت عظیم ہے (اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر گناہ سے بچائے آمین)

**آخری بات :** فقیر نے نمونے کے چند گناہ گنائے ہیں ان سے اور دیگر ہر طرح کے گناہ سے بچنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ دوزخ کی سزا اور عذاب سے حفاظت ہوگی۔

لیکن شرط یہ ہے کہ عقائد اسلامیہ مطابق اہلسنت وجماعت نصیب ہوں اگر عقائد اہلسنّت کے خلاف کسی غلط عقیدہ کا تصور دل میں جم گیا ہے تو تمام عبادات بے کار ہونگی عقائد پر علمائے اہلسنّت کے رسائل عام ہیں فقیر کا رسالہ "عقائد اہلسنّت" کا مطالعہ کریں۔

فقط ھذا آخر رقمہ قلم الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ



اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ

# عرض ناشر

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد !

فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم ،بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس زمین پر اللہ تعالیٰ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے جو اس زمین پر توحید کی دعوت دیتے رہے۔ہر نبی پر اللہ تعالیٰ نے اپنی الہامی کتاب یا صحیفے نازل کئے۔سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اس دنیا میں رونق افروز فرمایا۔جس طرح حضور ﷺ کو آخری نبی بنایا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پر اپنی آخری کتاب قرآنِ مجید کو نازل فرماکر دیگر تمام کتابوں اور صحیفوں کو منسوخ فرمادیا۔آج کے نام نہاد مسلمان جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر وہ بدبخت قرآنِ مجید کے بوسیدہ اوراق کو جلانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

قبلہ مفتی صاحب نے اپنی کتاب بنام "قرآن نہ جلاؤ" میں ایسے لوگوں کے لئے نصیحت وعبرت آموز قیمتی موتی پیش کئے ہیں کہ بوسیدہ اوراق کو جلانا کیسا ہے ؟اور قرآن کے بوسیدہ اوراق کا کیا کرنا چاہئے۔

اللہ رب العزت ہمیں اس کتاب (قرآن) کو پڑھنے اور سمجھ کر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خادم عطار واویسی

محمد کاشف اشرفی عطاری





بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدالمرسلین وعلی آلہ واصحابہ الطاہرین۔

**اما بعد !**

ہمارے دور میں یہ رسم چل نکلی ہے کہ قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کو بعض لوگ آگ میں پھینک دیتے ہیں بلکہ بہت سے سنگدل تو پرانے اور ضعیف قرآن مجید کو آگ لگادیتے ہیں، دراصل یہ مہم یہودیوں نے چلائی ہوئی ہے لیکن وہ خود کھلم کھلا اس کام کو سرانجام دینے سے بنابر مصلحت جھجکتے ہیں، اپنے بجائے اسلامی نام کے آدمیوں کو سامنے لاتے ہیں اسی لیے جہاں قرآن مجید یا اس کے بوسیدہ اوراق جلانے والے پکڑے گئے وہ نام کے مسلمان اور معروف جماعتوں کے حفاظ القرآن اور مساجد کے آئمہ پھر ظلم یہ کہ پکڑے جانے والوں کے سربراہ مولوی ان کی جان چھڑانے کے لیے پیش پیش ہوتے ہیں اور بوقت ضرورت جواز کے دلائل بھی پیش کردیتے ہیں۔

یاد رہے کہ اہلِ اسلام قرآن مجید کے اوراق بلکہ خود قرآن مجید بوسیدہ جلانے کے قائل نہیں یہ اصل منصوبہ تو دشمنانِ اسلام کا ہے جن میں دہریے اور یہود و نصاریٰ وغیرہم شامل ہیں لیکن اسے عملی جامہ پہنانے والے شیعہ ،وہابی ،دیوبندی ،غیر مقلد اور فرقہ مودودی وغیرہ ہیں ان کے فتاویٰ اور کتب اور ان کی عملی کاروائی ہمارے دعوی کی دلیل ہے کیونکہ قرآن مجید اور اس کے بوسیدہ اوراق جلانے والے جہاں بھی گرفتار ہوئے وہ انہی فرقوں کے افراد تھے ،اس کی تفصیل اخبارات میں موجود ہے۔

## مژدہ بہار :

بوسیدہ اوراق کو جلانے والوں کو پکڑنے والے اہلسنت ہیں جنہیں وہ بریلوی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

**نکتہ** ۔ اس مسئلہ کا اصل نکتہ ادب اور بے ادبی کا ہے جو لوگ آگ جلاتے ہیں وہ اسے معمولی حیثیت دے کر اپنا منہ کالا اور عمامہ سیاہ کرتے ہیں اور قرآن جلانے سے روکنے والے ادب کا دامن تھامے ہوئے ہیں۔

فقیر نے یہ رسالہ اسی لیے مرتب کیا کہ قرآن مجید کے ادب کا تقاضا یہی ہے کہ اسے دفنایا جائے یا پتھر ساتھ ملا کر دریا کی گہرائی میں سپرد کیا جائے یا اس کا ایک علیحدہ مکان تیار کر کے حفاظت سے رکھا جائے اور وہ مکان ہر طرح سے محفوظ مقدس طریقے سے نمایاں ہو۔

## دیوبندیوں اور وہابیوں کے کرتوت کا نمونہ

## قرآن جلادیئے اور اس پر جوتے رکھوائے :۔

جامع مسجد صدیق اکبر ربوہ (ضلع جھنگ) کے مولوی محمد اکرم نے سپاہ صحابہ کو مضبوط کرنے اور شیعہ کو الزام دینے کے لیے جنرل سیکرٹری سے قرآن کے اوراق اور سپاروں کو پانچ مرتبہ آگ لگوائی اور اوپر جوتے رکھوائے

روزنامہ پاکستان ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۲ء

رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ۲۸ جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ میں ایک سائل لکھتا ہے کہ

سوال :۔ ہمارے قصبہ میں اہلحدیثوں کی مسجد میں قرآن پاک کے بوسیدہ





اوراق اور سیپاروں کو جلادیا گیا ہے وہ اس کے جواز کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید کے اوراق جلائے تھے، اس کے متعلق صحیح صورت حال بیان فرمائیں۔

فائدہ :۔

اس سوال سے یہ تو ثابت ہوا کہ غیر مقلدین (وہابی) قرآن مجید جلاتے ہیں اور اس کے جواز پر غلط سلط دلائل بھی دیتے ہیں تفصیل آتی ہے۔

## انتباہ :۔

غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے ملجاؤ ماویٰ نجدی سعودی ہیں جنہوں نے حج اور عمرہ کی سعادت حاصل کی ہے وہ حرمین طیبین میں قرآن مجید کی نجدیوں کی طرف سے بے حرمتی اور پائمالی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ وہ کیسے اور کتنا قرآن مجید کی بیدردی سے بے عزتی و بے حرمتی کرتے ہیں، اس کے بے وضاحت کی ضرورت نہیں۔،

## لطیفہ

وہابی، دیوبندی، جہاں قرآن جلاتے پکڑا گیا فوراً ان کے مولویوں، لیڈروں کی رگ بے غیرت حرکت میں آجاتی ہے اس کے چھڑانے میں اتنا زور لگاتے ہیں کہ گویا کسی غزوہ اسلامی کے قیدی کا مسئلہ ہے اس سے ثابت ہوتا ہے اس ناشائستہ حرکت (قرآن جلانے) میں دیوبندی وہابی مولوی، لیڈر قرآن جلانے کی مہم میں جلانے والوں کے برابر کے شریک ہیں۔

اور نہ صرف چھڑانے کی مہم میں بھاگا دوڑی کرتے ہیں بلکہ بڑے بڑے فتاوی شائع کرتے ہیں اور ان میں چند نام کے مولوی کے دستخط بھی کرالیتے ہیں تاکہ عوام کو یقین ہو کہ جس نے قرآن جلایا اس نے گویا کوئی بڑا

کارنامہ سرانجام دیا ہے،

## دیوبندی فتویٰ :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے قرآن شریف کے بوسیدہ اوراق کو بے حرمتی سے بچانے کی نیت سے جلا کر اس کی راکھ کو جمع کر کے دفن کر دیا ہے تو ایسے شخص کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب :۔

سب سے بہتر صورت تو بوسیدہ اوراق کے دفن کرنے کی ہے اس کے بعد دریا میں بہادینے کی اگر کسی نے بے حرمتی سے بچانے کی نیت کے ساتھ ایسا کیا ہے تو اسے تنبیہ کے بعد درگزر کرنا چاہیے کہ اس کی نیت حقیر و توہین کی نہیں تھی ایک مسلمان قصداً بے حرمتی کیسے کر سکتا ہے مسلمان کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہیے ""انما الاعمال بالنیات، ظنوا المؤمنین" جب کہ اس کام کے کرنے والا خود بھی قائل ہو کہ میری نیت بے حرمتی سے بچانا تھی، حدیث شریف میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کے اوراق کو جلایا تھا وامر باسِحان میں القرآن فی کل صحیفہ او مصحف ان یحرق ترجمہ اور حکم دیا حضرت عثمان نے کہ اس قرآن کے (جو قریش کی زبان کے موافق لکھا گیا تھا) اس کے سوا اور جو صحیفے ہیں سب جلا دیئے جائیں۔ (مشکوۃ شریف جلد ۱ ص ۱۹۳)

بخاری شریف جلد دوم ص ۷۴۶ بحوالہ فتاوی رحیمیہ جلد اول ۸۳

مفتی کی جہالت دیکھو کہ دعوی کرتا ہے اوراق قرآن جلانے کا حوالہ دیتا ہے ماسوی القرآن کا اور ظالم نے حدیث کا بھی نام لے دیا۔





(نوٹ) یہ تمام مہروں والے مفتی نہیں ہیں ہاں داڑھی والے ضرور ہیں تو ہر داڑھی والا مفتی نہیں ہوتا۔

## تبصرہ اویسی غفرلہ :۔

فتویٰ میں کس طرح راز داری یا یوں کہو کہ چالاکی سے قرآن جلانے کی اجازت بخشی گئی ہے کہ بے شک وہ قرآن جلائے لیکن جب پکڑا جائے تو وہ کہہ دے کہ میری نیت قرآن مجید کو جلانے سے اس کی تعظیم تھی (سبحان اللہ)

یہ تو یوں ہوا کہ کسی کو جوتے مار کر کہا جائے کہ جناب اس سے میری نیت آپ کی تعظیم تھی۔

**نوٹ** :۔ اس غلط فتوی سے یہ تو یقین ہو گیا کہ قرآن جلانے والے بھی وہی اور فتوی دینے والے بھی وہی، اور فتویٰ بھی غلط اس لیے کہ سوال ہے قرآن جلانے کا لیکن جواب کی عبارات میں ہے ماسوی القرآن ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

**فائدہ** :۔ یہ غلط تہمت بر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف شیعہ لگاتے ہیں اس جرم میں وہابی، دیوبندی بھی ان کے شریک ہیں۔

## قرآن جلانے والی روایت کی تحقیق

ان تینوں پارٹیوں کا دعوی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن جلائے تھے یہ ان کا دعویٰ غلط ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماسوی القرآن جلایا تھا اور اس سے مراد نوٹ بک وغیرہ تھی تحقیق آگے ہے۔

## قرآن کا فرمان :

قرآن مجید نے معزز و معظم اشیاء کی تعظیم و تکریم کا درس دیا ہے ماں باپ اور انبیاء اولیاء یونہی اور معظم شخصیات کے بے ادب کو سخت وعیدیں سنائی ہیں، اور تمام مخلوق سے انسان کو اعزاز و اکرام سے نوازا ہے، اور ظاہر ہے کہ قرآن کا اعزاز و اکرام انسان سے کروڑوں درجہ برتر ہے، عام انسان کے لیے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو عزت دی۔ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بنی آدم النح (پارہ ۱۵ ع ۷) اور قرآن حکیم کے متعلق فرمایا بے شک یہ عزت والا قرآن ہے۔ اِنَّه لقرآن کریم الن خ پ ۲۷ ع ۱۶) انسان حین حیات بھی معظم و مکرم ہے اور مرنے کے بعد بھی یعظم المیت کما یعظمه الحی میت (مومن) کی تعظیم و تکریم کی جائے جیسے زندہ کی تعظیم کی جاتی ہے، مسلم مومن کو بتعظیم و تکریم دفن کیا جاتا ہے، بخلاف اہل ہنود وغیرہ کے کہ وہ اسے آگ میں جلادیتے ہیں۔

## عباراتِ فقہ :

فقہائے کرام نے قرآن کریم کی تعظیم کا یہاں تک حکم دیا ہے کہ اسے کتابوں میں سب سے اوپر رکھا جائے، بلکہ جس صندوق میں قرآن کریم ہو اس پر کپڑا وغیرہ بھی نہ رکھا جائے قرآن کریم کے نیچے تفاسیر، اس کے نیچے احادیث و مواعظ و دعوات ماثورہ فقہ سے اور اس کے نیچے فقہ، اس کے نیچے علم کلام وغیرہ کی کتابیں اللہ کا کلام سب سے بالا ہو۔

۱۔ (عالمگیری وغیرہ) قرآن کریم جب پڑھنے کے قابل نہ رہے، تو اسے بتعظیم و تکریم دفن کیا جائے، جیسا کہ علامہ امام ابن عابدین متوفی





۱۲۵۲ھ نے ردالمختار جلد ۱ ص ۱۶۴ مطبوعہ مصر میں لکھا ہے، المصحف اذا صار بحال لا یقرء فیه یدفن کالمسلم فانه مکرم۔

(۳) غایۃ الاوطار جلد ۱ ص ۸۹ مطبوعہ نولکشور لکھنو میں ہے کہ مصحف (قرآن کریم) کی بوجہ بوسیدگی یہ حالت ہوگئی ہے کہ اس میں پڑھا نہیں جاتا تو اس کو مسلم کی طرح دفن کیا جائے، کیونکہ وہ مکرم و محترم ہے۔

(۴) علامہ ابراہیم حلبی متوفی ۹۶۶ھ شرح منیۃ المصلی مطبوعہ مطبع محمدی لاہور کے ص ۴۶۶ میں فرماتے ہیں،

اذا صار المصحف نکیث لا یمکن ان یقرء فیه یجعل فی خرقة طاهرة ویدفن فی ارض طاهرة

یعنی قرآن کریم جب قابلِ تلاوت نہ رہے تو اسے پاک کپڑے میں لپیٹ کر پاک زمین میں دفن کیا جائے۔

(۵) پانچسو علمائے امت کا مرتب فرمودہ مجموعہ فتاوے عالمگیری میں جلد ۴ ص ۱۲۴ کتاب الکراہیۃ میں اور بھی مفصل اور واضح بیان ہے،

المصحف اذاصار خلقا لایقرء منه ویخاف ان یضیع یجعل فی خرقة طاهرة وید فن ودفنه اولی من وضعه موضعایخاف ان یقع علیه النجاسة ونحوذالک ویلحد له لانه لو شق و دفن یحتاج الیه اهالة التراب علیه وفی ذلک نوع تحقیر الا اذا جعل فوقه سقف بحیث لایصل التراب علیه فهو حسن ایضا کذافی الغرایب المصاحف اذا صار خلقاو تعذرت القراء ة منه لا یحرق بالنار اشار الشیبانی الی هذا فی السیر

الکبیر وبہ فاخذ کذا فی الذخیرہ۔

(۲۲) مولانا امجد علی صاحب اعظمی غفر اللہ لہ بہار شریعت حصہ شانزدہم مطبوعہ رفاہ عامہ پریس آگرہ کے ص ۱۱۸ میں تحریر فرماتے ہیں،

قرآن مجید پرانا بوسیدہ ہو گیا اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق منتشر ہو کر ضائع ہوں گے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اس کے لیے لحد بنائی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے یا اس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ اس پر مٹی نہ پڑے۔

## خیر القرون :۔

ہمارے اکابر وہ علماء فقہاء جو خیر القرون کے آخری دور میں تھے وہ بھی یہی فرماتے ہیں، ابن لیے سیر کبیر میں اس کی طرف اشارہ کیا اور محمد شیبانی رحمتہ اللہ علیہ کے قول کے مطابق۔ ہم احناف اسی کو اختیار کرتے ہیں اسی طرح غرائب اور ذخیرہ میں ہے۔

**انتباہ :۔** قرآن کریم کے اوراق جلد قرآن میں بھی استعمال نہ کیے جائیں کیونکہ یہ تعظیم کے خلاف ہے (تنبیہ وغیرہ)

**فائدہ :**

قرآن کریم اصل میں لغت قریش میں نازل ہوا، جب عرب کے قبائل طے، ہوازن، اہلِ یمن، ثقیف، ہذیل، بنی تمیم، پر اپنی مادری زبان کے علاوہ یہ لغت شاق گزری تو سرور عالم ﷺ کے التماس پر اجازت ہو گئی کہ ہر ایک قبیلہ اپنی لغت میں پڑھے یہ سلسلہ خلافت صدیقی و فاروقی میں





جاری رہا، مگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں اہل عراق و شام میں ایسا اختلاف رونما ہوا کہ ہر قبیلہ کہتا تھا کہ میری لغت (قراءت) صحیح ہے یہی صحیح ہے، اور ایک دوسرے سے جنگ و جدال بلکہ تکفیر تک نوبت پہنچ گئی، تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فساد مٹانے کے لیے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وہ قرآن کریم (صحیفے) منگایا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں بمشورہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین متفرق کاغذوں، پتھروں کی تختیوں، بکری و دنبوں کے پوستوں، شانوں، پسلیوں وغیرہ سے جمع کرایا گیا تھا جو خلیفہ اول کے بعد حضرت عمر فاروق کے پاس ان کے انتقال کے بعد حضرت حفصہ ام المومنین بنت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھا آپ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام حفاظ رضی اللہ عنہم کو نقلیں کرانے کا حکم دیا وہ نقلیں مکہ مکرمہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ، کوفہ میں بھیجی گئیں ایک مدینہ طیبہ میں رہی اور اصل صحیفے جمع فرمودہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جس سے یہ نقلیں ہوئی تھیں حضرت حفصہ کو واپس دے دیئے ان کی نسبت معاذ اللہ دفن کرنے یا کسی طرح تلف کرا دینے کا بیان محض جھوٹ ہے،.. مبارک صحیفے خلافت عثمان پر خلافت مرتضوی پر، خلافت امام حسن پر، خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک بعینہا محفوظ تھے۔

## قرآن و عثمان :

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بمشورہ سیدنا علی و دیگر اعیان (بارہ ہزار) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا کہ اب ہر قوم کو اس کے لیے د

لہجہ کی اجازت میں مصلحت نہ رہی بلکہ فتنہ ہے، تمام امت خاص لغت قریش جس پر قرآن عظیم نازل ہوا ہے جمع کر دینا اور باقی لغات سے باز رکھنا چاہیے چنانچہ آپ نے وہ متفرق کاغذات وغیرہ لے کر ان کو دھو کر پھاڑ کر رفع اختلاف کے لیے آگ کی نذر کر دیے تاکہ ان کی موجودگی میں پھر فتنہ وفساد رونما نہ ہو، چنانچہ بسند صحیح ثابت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا اگر یہ کام (تلف کرنا)، حضرت عثمان نہ کرتے تو میں خود کرتا۔

## روایت تحریق:

قال عثمان للرهط القرشيين الثلث اذا اختلفتم انتم وزيدبن ثابت في شئي من القرآن فاكتبه بلسان قريش فانما نزل بلسانهم فضول حتى اذا نسخوا الصحف في المصاحف رد عثمان الصحف الى حنصة وارسل الى كل افق بمصحف مما نسخواوا مربما سوا ه من القرآن في كل صحيفة او مصحف ان يحرق (الحديث) رواه البخاري مشكوة باب فضائل القرآن (ترجمہ اوپر گزرا)

## تحقیق برائے تحقق:

مذکورہ حدیث ہی مخالفین کی قوی اور آخری دلیل سمجھی جاتی ہے لیکن محققین غور فرمائیں تو مخالفین کے استدلال پر تعجب کریں گے بلکہ علمی خیانت کا مذاق اڑائیں گے۔ اس حدیث شریف میں دو باتیں قابل غور ہیں۔

(۱) تحریق یعنی جلانے کا اصل مسئلہ ماسوی القرآن ہے، نہ کہ خود قرآن۔

(۲) ان یحرق کے لفظ میں روایات کے مختلف الفاظ ہیں ملاحظہ ہو۔





۱۔ احراق سے یحرق جیسے مشہور ہے۔ (۲) یخرق ای یتقطع ویتقطع الذکرہ الطیبی پھاڑے جائیں اس کے جلانے کی تصریح نہیں ممکن ہے انہیں دھویا گیا ہو جس کی تصریح آتی ہے امام قسطلانی نے فرمایا فی روایۃ الاکثر ان یخرق، اکثر روایات میں خرق سے ہے یعنی پھاڑنا ٹکڑے ٹکڑے کرنا جیسا کہ ابھی فقیر نے عرض کیا ہے جب اکثر روایات میں خرق ہے تو پھر اقل روایت پر عمل کیوں، اسی لیے تو ہم کہتے ہیں کہ مخالفین نفس کے بندے ہیں کہ جو شے من پسند ہو اسی پر عمل کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ روایت جیسی بھی ہو۔

## تبصرہ اویسی غفر لہ:۔

سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قرآن جلانے کی افواہ تو شیعوں اور وہابیوں دیوبندیوں نے ایسی پھیلائی ہے کہ عوام اسے سچ مچ سمجھنے لگ گئے ہیں اور بعض کم مطالعہ مولوی بھی اثباتی پہلو اختیار کر لیتے ہیں حالانکہ فقیر نے تحقیق سے ثابت کر دیا ہے کہ قرآن جلانے کا سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہتان ہے، جس کی سزا بہتان تراشوں کو ملے گی اور خوب ملے گی۔

ہاں ماسوی القرآن، کو ہم مانتے ہیں لیکن وہ بھی جلانے والی روایت حتمی نہیں ظنی ہے، اس روایت میں بھی احتمالات ہیں جیسے فقیر نے اوپر عرض کر دیا ہے تو بقاعدہ مناظرہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال جو دلیل میں احتمال آجائے تو استدلال کے قابل نہیں ہوتی جب مخالفین کی دلیل ہی بے کار ہے تو پھر اس کا ڈھنڈورہ پیٹنا کیسا؟

## ملا علی قاری شارح مشکوۃ اور مجدد صدی گیارھویں کا فیصلہ:

فقیر حضرت العلامہ المحقق المجدد ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

متن پیش کرتا ہے امید طالبانِ حق کے لیے مشعل راہ بنے گا۔ آپ لکھتے ہیں
کہ۔

اختلف العلماء فی ورق المصحف البابی اذالم
یبق فیه نفع ان الاولی هو الف اولا حراق فقیل الثانی
لانه یدفع سائر صورلامتهان بخلاف الغسل فانه
تدرس غسالة وقیل الغسل وتصب الغسالة فی
محل طاهر (مرقات ص ۶۲۱ جلد ۲)

علماء کا اختلاف ہے کہ قرآن کے بوسیدہ اوراق کہ جن سے اب
کوئی نفع نہ ہو انہیں کیا جائے ان کا دھونا اولی ہے یا جلانا بعض نے جلانے کی
ترجیح دی ہے کہ اس طرح آئندہ اوراق کی اہانت سے مکمل بچاؤ ہے بخلاف
دھونے کے اس کا دھوون پاؤں تلے روندا جائے گا بعض علماء کرام نے فرمایا کہ
پرانے اوراق کو دھو کر کسی پاک جگہ پر دھوون گرایا جائے۔

## جلانے والوں کی تجویز کی تردید :۔

حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ جلانے کی تجویز غلط
ہے لان الحرق فیه نوع اہانت جلانا خود قرآن کی بہت بڑی اہانت ہے، حضرت
عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جلانے کی روایت کا جواب دیتے ہوئے لکھتے
ہیں قال ابن حجر و فعل عثمان یرجح الاحراق وحرقه
بتصدصیانة بالکلیة لاامتهان فیه بوجه ما ابن حجر نے فرمایا
کہ اگرچہ جلانے کا فعل راجح ہے حضرت عثمان کے فعل سے لیکن ان کا جلانا
اہانت کی نیت پر نہ تھا بلکہ وہ ہر طرح کی اہانت (فتنہ وفساد) سے محفوظ کرنے



کے ارادہ پر تھا اور یہ بھی اسوقت ہے کہ انہوں نے قرآن جلایا ہو تو حالانکہ
انہوں نے تو ماسوی القرآن جلایا تھا چنانچہ فرماتے ہیں کہ۔

لان ضیعته کان بما ثبت انه لیس من القرآن اومما
اختلط به اختلاطا لایتبل الانفکاك وانما اختارلاحراق لا
نه یزیل الشک فی کونه ترک بعض القرآن اذلوکان
قرانا لم یجوز مسلم انه یحرقه ویدل علیه انه لم
یؤمربحنظه ماده من الوقوع فی النجاسة بناء علی عدم
اعتبار االاستحاته کما قال به الشافعیته حضرت عثمان کا جلانا
قرآن کو نہ تھا۔ (یہی ثابت شدہ بات ہے) یا وہ اجزاء تھے جن میں قرآن کی
آیات تھیں، لیکن ان کا ان سے علیحدہ کرنا ناممکن تھا۔ (یعنی نوٹ بک وغیرہ
میں آیات) وہ بھی اسی لیے اختیار فرمایا کہ مکمل طور پر شک زائل ہو جائے کہ
قرآن کے بعض اجزاء بوجہ مجبوری ہے ورنہ قرآن کا جلانا (توبہ توبہ) یہ تو کوئی
مسلمان روا نہیں رکھتا (شیعہ وہابی، دیوبندی، خود کو مسلمان کہلوا کر قرآن
جلاتے ہیں بتائیں وہ اپنے دعویٰ میں کس طرح سچے ہیں) اویسی غفرلہ: اس
کی دلیل یہ ہے کہ بعض اجزاء کو جلایا گیا وہ قرآن نہ تھا بلکہ نوٹ بک تھے کہ
آپ نے انہیں جلا کر ان کی راکھ کو محفوظ کرنے کا حکم نہیں فرمایا تھا کہ وہ کہیں
نجاست میں نہ پڑے۔

بربنائے علوم اعتبار استحالہ کے جیسا کہ شوافع نہیں۔

## ملا علی قاری کی طرح سے بہترین تجویز اور سُنی مزاج کے مطابق :

حضرت سلطان العلماء علامہ ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ آخر میں
ایک بہترین تجویز بتاتے ہیں

"والکلام الآن فیما ھوالثابت قطعاً فمع وجودالفرق وحصول ظاہر الابانة یتعین الغسل بل ینبغی ان یشرب ماء ہ فانہ دواء من کل داء وشفاء لما فی الصدور (مرقات ص ۲۳۱ جلد ۲) مطبوعہ بمبئی.

ترجمہ :۔ خلاصہ کلام یہ کہ قطعی طور ثابت ہوتا ہے کہ جلانے اور دھونے کے درمیان فرق واضح ہے تو یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ دھونا ہی اولیٰ بلکہ لائق یہ ہے کہ وہ دھوون پیا جائے اس لیے کہ وہ ہر بیماری کی دوا اور ظاہری باطنی بیماریوں کے لیے شفاء ہے۔

فائدہ :۔ حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ الباری کی یہ تجویز نہایت ہی محبوب اور اہلسنت کے مزاج کے عین مطابق ہے اس سے ثابت ہوا کہ بریلوی مسلک کا مزاج اسلاف صالحین کے عین مطابق ہے۔ (الحمد اللہ علی ذلک)

## تجویزاویسی قادری بہ فیض الملاّ علی القاری رحمتہ اللہ الباری :

حضرت ملا علی قاری کا دور صرف قلمی تھا اسی لیے ان کے دور کے مطابق تو بات بنتی ہے کہ قرآن مجید بھی کم تعداد تھے اور پھر ان سے سیاہی اتارنا بھی آسان تھی لیکن ہمارا دور مشینی ہے اور قرآن مجید کی بہتات ہے کہ انہیں سنبھالا بھی نہیں جاسکتا، اور مشینی طباعت کی سیاہی کاغذوں سے اتارنا نہ صرف مشکل بالکل ناممکن ہے اسی لیے کہ سیاہی کاغذ کی جان بن گئی ہے تو اس کا طریقہ یہی ہے کہ شادی بیاہ اور خیراتوں میں دیگوں کا پانی قرآنی پانی میں سے عمل میں لایا جائے اس کا طریقہ یہ ہو کہ قرآن مجید کے اوراق کی سیاہی دیگ کے گرم پانی سے علیحدہ کرلی جائے جب اوراق سیاہی سے صاف ہو جائیں تو انہیں اسی جگہ دفنایا جائے جہاں بے ادبی کا شائبہ نہ ہو۔





اس طرح سے بقول ملا علی قاری رحمتہ اللہ الباری بیماریوں سے شفا بھی ہوگی اور دوا بھی۔

لیکن اتنا جان کی بازی کون لڑائے، ہاں ادب و عقیدت کے بندے جان کی پرواہ نہیں کرتے۔

نوٹ :۔ فقیر کی تجویز پر جو بھی سب سے پہلے عمل کرے گا پھر اس کا دیکھا دیکھی عمل کریں گے ان کا ثواب اسے تا قیامت نصیب ہوگا۔ جیسے حدیث شریف میں ہے من سن سنة حسنه (الحدیث، مشکوۃ)

انتباہ :۔ مشینی دور میں سائنس کی ترقی سے یہ امر بھی او جھل نہیں رہا ہوگا کہ کاغذوں سے سیاہی اتارنے کا آلہ یا دوائی ہو تو بڑی بات نہیں، اس کے متعلق معلومات کر کے فقیر کی تجویز کے مطابق اس کی تشہیر کریں اس کا بھی اجرِ عظیم نصیب ہوگا۔

مسئلہ :۔ سیاہی سے اترے ہوئے اوراق کا بھی ادب ضروری ہے انہیں اور خود قرآن کو مقدس جگہ دفنانے کی تجویز آتی ہے یہاں ایک حوالہ سپرد قلم ہے۔

تفسیر صاوی علے الجلالین میں ہے۔

یدفنھافی مکان طاہر بعید عن ممر الاقدام، قرآن کے اوراق ایسی پاک جگہ میں دفنائے جائیں جو قدموں کی پامالی سے بہت دور ہوں۔

## شیعہ کی قرآن دشمنی :۔

شیعہ کو موجودہ قرآن سے مذہبی طور پر دشمنی لازمی ہے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ اصلی قرآن امام مہدی کے پاس ہے جب وہ دنیا میں آئیں گے

اصلی قرآن ساتھ لائیں گے، یہ موجودہ قرآن اصحاب ثلاثہ کا تیار کردہ ہے اسی لیے شیعہ لوگ کو موجودہ قرآن سے اس قدر دشمنی ہے جس قدر اصحاب ثلاثہ سے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر تفصیل تو فقیر نے رسالہ "شیعہ قرآن کو نہیں مانتے" میں ہے اور کچھ بحثیں، چشمۂ نور افزا" میں بھی آگئی ہیں یہاں بقدر ضرورت عرض ہے تاکہ یقین ہو سکے کہ قرآن جلانا ان کا مذہبی مشغلہ ہے۔

مذہب شیعہ کا مطالعہ رکھنے والے جانتے ہیں کہ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام سوائے تین چار یا چھ سات کے سب کے سب معاذ اللہ منافق و مرتد تھے، انہی منافقین میں سے ایک سے حضور سرور عالم ﷺ نے اپنی دو لڑکیاں یکے بعد دیگرے بیاہ دی تھیں ایسے منافقین حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔

## تبصرہ اویسی غفرلہ :۔

جن لوگوں کا صحابہ ثلاثہ و دیگر حضرات سے یہ عقیدہ ہو وہ ان کے جمع کردہ قرآن کا کیا حشر کریں گے، قرآن جلانے کی تحریک میں حصہ لینا تو ان کا مذہبی فریضہ ہے، ہاں جلانے کے بعد انکار وہ خطرۂ جان ہے۔

## اصلی قرآن پر عقیدہ کا حشر اور انجام :

شیعہ کا عقیدہ ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کامل اور اصلی قرآن جمع کیا تھا مگر وہ صرف ایک دفعہ دکھا کر پھر ایسا چھپایا کہ تاحال کسی غریب (شیعہ) کو اس کی زیارت تک نصیب نہیں، ہمارا سوال ہے کہ حضرت علی نے اصلی قرآن کیوں چھپایا شیعہ اس کا جواب دیتے ہیں کہ انہیں





اصحاب ثلاثہ کا ڈر تھا افسوس ہے کہ ہم سنی تو انہیں شیر خدا مانتے ہیں لیکن شیعہ انہیں بزدل کہہ رہے ہیں یاد رہے کہ شیعہ ایسے دلیر اور شیر کو بار بار شیر دل ثابت کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ فاروق نے ان کی بیٹی ام کلثوم سے زبردستی نکاح کر لیا، اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی وفات شریف کے بعد حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ نے خلافت کی طلب میں حضرت فاطمہ الزہرا دختر محترمہ حضور رسول اکرم ﷺ گدھے پر سوار کر کے مہاجرین و انصاری سے مدد مانگنے کے لیے در بدر پھرایا، مزید بریں آنکہ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے حضرت علی اور باقی ایماندار تقیہ کرتے تھے یعنی مذہب حق کو چھپاتے رہے، ان امور میں سے بعض اس کتاب میں پہلے مذکور ہو چکے ہیں اور باقی انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے حصہ میں آئیں گے اب ہم مجتہد لاہوری سے دریافت کرتے ہیں، کہ جب قرآن ایسے ہاتھوں میں سے ہو کر آئے تو اس کی نسبت شیعہ کا کیا عقیدہ ہونا چاہیے کیا حسب عقیدہ شیعہ آنحضرت ﷺ کی صحبت اور قرآن کریم کا اثر یہی ہوا، کہ کل چھ سات آدمی ایمان لائے، اور وہ بھی تقیہ کے عامل، پھر یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ قرآن نے عربوں کو راست باز انسانوں کی جماعت بنا کر دنیا کی اصلاح کے لیے کھڑا کر دیا۔ ان اہم سوالات کے جوابات فقیر نے آئینہ مذہب شیعہ میں لکھ دیئے ہیں۔

## قرآن جلانے کے دلائل :

صدی گزشتہ میں شیعہ مذہب کا مجتہد لاہوری حائری قرآن جلانے کے باقاعدہ دلائل دیتے ہوئے لکھتا ہے۔

صاحبان! سب سے پہلے جس بزرگ دار نے اپنے عمل سے دنیا کے سامنے اپنی نگاہ میں عزت اور عظمت قرآن قائم ہونے کا ثبوت دیا وہ

حضرت عثمان تھے جس نے تعظیم و توقیر قرآن کا طریقہ اس کو آگ میں جلا دینا مقرر کیا اور ایسی جامع العلوم کتابِ الٰہی کو بنا بر اعتراف اہلِ سنت کے ہر قسم کی تحریف سے محرف کر دیا، جس سے قیامت تک قرآن ان کا رہینِ منت اور ممنون کرم رہے گا۔ تحریف کے مسئلہ کو تو آپ اسی جلسہ میں تفصیل کے ساتھ سن لیں گے، مگر خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان کا قرآنوں کو جلانا کم از کم ان معتبرہ کتب اہلِ سنت میں بقیدِ صفحہ ضرور ملاحظہ کر لیں۔

صحیح بخاری مطبوعہ بمبئی جلد نمبر ۶ فضائل القرآن ص ۲۵ تاریخ اعثم کوفی، ترجمہ فارسی مطبوعہ بمبئی

روضتہ الاحباب مطبوعہ تیغ بہادر جلد ۲ ص ۲۲۹

مشکوۃ مطبوعہ محمدی دہلی ص ۱۵۰

تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی ص ۸۴

صواعق محرقہ مطبوعہ بہیہ مصر ص ۱۰۱

تاریخ خمیس مطبوعہ مصر جلد دوم ص ۳۰۴

تحفہ نذریہ مطبوعہ رفاہ عام لاہور ص ۵۵

سکسسرز آف محمد، واشنگٹن اردنگ ص ۱۸ وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام حوالوں میں حضرت عثمان کا قرآن کو پھاڑنا اور جلانا دونوں قسم کی قرآنی تعظیم اور تکریم تفصیل سے مرقوم ہے، اور رسالہ موعظہ حسنہ میں ان حوالوں کی مکمل عبارتیں مع التراجم اور بعض ضروری نوٹوں کے درج ہیں، ملاحظہ فرما کر آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ آیا قرآن مجید کو پھاڑنا اور جلا دینا ایمان کا تقاضا ہو سکتا ہے یا کیا۔

جن کو تاریخ پر عبور حاصل ہے وہ انکار نہیں کر سکتے کہ، ولید بن





یزید بن عبدالملک خلیفۃ المسلمین نے حضرت عثمان کے احراق و تحریف قرآن کو ناکافی سمجھ کر کتاب اللہ کی یہ عزت افزائی کی کہ اس پر اس قدر تیر برسائے کہ قرآن پارہ پارہ ہو گیا، تاریخ الخلفاء مطبوعہ سرکاری لاہور ص ۲۵۳ میں امام سیوطی نے بھی مناقب ولید بن یزید بن عبدالملک ذکر فرماتے ہوئے یہ لکھ دیا ہے کہ ورشق المصحف بالسهام کہ ولید نے قرآن مجید پر تیر مارے وفسق ولم يخف الاثام اور اس نے فسق کیا اور گناہوں سے نہیں ڈرا۔

عام طور پر تواریخ میں سنیوں کے اس خلیفہ ولید بن یزید کے حالات میں ان کا کتاب اللہ (قرآن) پر تیر مارنے کا ذکر تفصیل سے مرقوم ہے، کیونکہ جناب فرمائیے اب قرآن پر کس کا ایمان ہے، رافضیوں کا یا خارجیوں کا، تیروں سے قرآن کو غربال کر دینے کے بعد بھی اگر ایمان ویسے کا ویسا ہی رہا تو سبحان اللہ ایسے ایمان کا کیا کہنا ایسا ایمان آپ ہی کو مبارک ہو۔ خلیفۃ المسلمین کے بعد اب فقیہ المسلمین کا ایمان بھی قرآن پر ملاحظہ کر لیں کہ قرآن مجید کی تعظیم و تکریم کہاں تک انہوں نے ملحوظ رکھی ہے (موعظہ حائری) تحریف قرآن ص ۲۰)

اس کے بعد کئی صفحات دوسری بکواسات سے پُر کیے ہیں، فقیر نے ان کے بھی جوابات دوسری تصانیف میں لکھ دیے ہیں۔

## مقدمہ جوابات :-

نہ صرف شیعہ بلکہ ہر بد مذہب کی عادت ہے کہ حوالوں کا انبار لگا دیں گے لیکن اصل عبارات نہیں لکھیں گے یا عبارت کا وہ حصہ لکھیں گے جس سے وہ اپنا غلط مطلب نکال سکیں، ورنہ دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ اصل

عبارت مکمل لکھی جائے تاکہ سیاق و سباق سے مسئلہ اصلی صورت میں واضح ہو۔

## تمہید الجواب :۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں قرآن کو صحائف پر ایک جگہ جمع کردیا گیا تھا تاکہ حاملانِ قرآن کی وفات سے اس میں سے کوئی شے ضائع نہ ہو جائے اور وہ مجموع مشتمل بر احرف سبعہ تھا۔ حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہوا بعض دوسروں سے کہنے لگے کہ ہمارا حرف (لغت) تمہارے حرف سے بہتر ہے چونکہ اس سے اہلِ اسلام میں اختلاف عظیم پڑنے کا اندیشہ باہمی تکفیر کا خطرہ تھا اس لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بمشورہ صحابہ کرام جن میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بھی شامل تھے پہلے تیار شدہ مجموعہ کو صرف لُغتِ قریش باقی رکھ کر لکھوایا، جب اس طرح کئی مصاحف لکھے جاچکے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنا بر حدیثِ بخاری حکم دیا کہ ان کے سوا جو صحیفہ یا مصحف ہوں جلادیا جائے۔

فائدہ :۔ جلانے کی اصل عبارت پھر اس کی حکمت اور اس کے جوابات فقیر بعد کو عرض کرے گا پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ امام بخاری متوفی ۲۵۶ھ کی صحیح سے پہلے کی ایک معتبر کتاب میں اس احراق کو بے بنیاد بتایا گیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ فقہ کا ایک مسئلہ ہے کہ جب مسلمانوں کو غنیمت میں کوئی مصحف ہاتھ لگے اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس میں کیا لکھا ہے تورات یا انجیل یا زبور تو اس کی بیع بعد تقسیم مابین الغانمین جائز نہیں اور نہ اس کا جلانا جائز ہے چنانچہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۸۹ھ فرماتے ہیں)





ولا ينبغي له ان يحرق بالنار ذلك ايضاً لانه من الجائزان يكون فيه شئي من ذكرا لله تعالىٰ اوما هومن كلام الله تعالىٰ ففى احراقه بالنار من الاستخفاف مالا يخفى ، والذى يروى عن عثمان رضى الله تعالىٰ عنه انه فعل ذلك بالمصاحف المختلفة حين ارادجمع الناس على مصحف واحدلا يكاد يصح فالذى ظهر منه من تعظيم الحرمة لكتاب الله تعالىٰ والمداومة على تلاوته آناء الليل والنهار دليل على انه لا اصل لذلك الحديث (شرح سیر کبیر لشمس الائمۃ السرخسی المتوفی ۴۸۳ھ مطبوعہ دائرۃ معارف النظامیہ حیدر آباد دکن ۱۳۳۵ھ جز ثانی ص ۲۷۷)

ترجمہ: اور امیر لشکر کو یہ بھی نہ چاہیے کہ اس مصحف کو آگ سے جلادے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اس میں کوئی شے ذکرِ الٰہی یا کلام اللہ کی قسم سے ہو، پس اسے آگ کے ساتھ جلانے میں بے حرمتی ہے جو پوشیدہ نہیں، اور وہ جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت مروی ہے کہ انہوں نے کیا بلکہ لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کرنا چاہا، تو مصاحف مختلفہ کو جلادیا، سو یہ قریب نہیں کہ صحیح ہو، کیونکہ ان سے جو کتاب اللہ کی حرمت کی تعظیم اور رات دن اس کی تلاوت کی مداومت ظہور میں آئی ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حدیث بے بنیاد ہے، انتھیٰ اگر ہم احراق مذکور کو صحیح تسلیم کرلیں تو اس صورت میں بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کوئی اعتراض نہیں آتا کیونکہ جن مصاحف کو جلانے یا غسل کے بعد جلانے سے تلف کردیا گیا ان میں قرارت شاذہ بھی تھیں اور کچھ الفاظ بطور تفسیر بھی درج تھے جو صحابہ

کرام نے حضور رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنے ہوئے تھے علاوہ ازیں ان میں بعض منسوخ التلاوۃ آیتیں بھی تھیں ایسے مصاحف سے اہلِ اسلام میں فتنہ عظیم کا احتمال قوی تھا۔ جس کا سدباب کماحقہ، اسی طریق سے ہوسکتا تھا جو حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختیار کیا اور اس وقت یہی درست و مناسب تھا حتیٰ کہ جناب مولیٰ مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں کہ احراق مصاحف کے معاملہ میں حضرت عثمان کے حق میں بجز نیکی کچھ نہ کہو، (تفسیر اتقان ص ۱۷۲ جلد ۲) میں ہے اذا احتیج الی تعطیل بعض اوراق المصحف لبلاء ونحوہ فلا یجوز وضعها فی شق اوغیرہ لا ندقد یسقط ویوطاولا یجوز تمزیقها لمافیه من تقطیع الحروف وتفرقة الکلم وفی ذلك ازراء بالمکتوب کذاقاله الحلیمی قال وله غسلها بالماء وان احرقها بالنار فلا باس احرق عثمان مصاحف کان فیها ایات وقرات منسوخة ولم ینکر علیه وذکر غیرہ ان الا حراق اولی من الغسل لان الغسالة قد تقع علی الارض وجزم القاضی حسین فی تعلیقه بامتناع الا حراق لا نه خلاف الا حترام والنووی بالکراهة وفی بعض کتب الحنفیة ان المصحف اذا بلی لا یحرق بل یحفرله فی الارض ویدفن فیه وقفة لتعرضه للوطء بالاقدام۔

ترجمہ :۔ جب بوسیدگی وغیرہ کے سبب مصحف کے بعض اوراق کے تلف کرنے کی ضرورت پڑے تو ان کا کسی شگاف وغیرہ میں رکھ دینا جائز نہیں، کیونکہ بعض دفعہ وہ گر پڑتے ہیں، اور پامال ہوتے ہیں اور نہ ان کا پھاڑ دینا جائز ہے کیونکہ اس میں تقطیع حروف اور تفرقہ کلمات ہے اور اس میں مکتوب کی





بے حرمتی ہے۔ حلیمی نے ایسا ہی کہا ہے اور فرمایا کہ ان کا پانی سے دھو دینا بھی جائز ہے، اور اگر ان کو آگ میں جلاوے تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ حضرت عرب پہنچا تو اس کے بیٹے کو عربوں نے قتل کردیا اس غصہ سے اس نے عربوں کو بہت ستایا لیکن اسے مدینہ پاک پہنچ کر حضور سرورِ عالم ﷺ کے فضائل و کمالات کا علم ہوا تو نہ صرف آپ ﷺ کی غلامی کا اعلان کیا بلکہ چار سو علماء (جن کی اولاد انصار ہیں) کو مدینہ پاک میں مکانات ہوا دیئے اور وظائف مقرر کیے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا مکان اس نے حضور ﷺ کے لیے ہوا کر عریضہ لکھا کہ میں آپ کا نادیدہ عاشق اور آپ پر ایمان لایا ہوں، (تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "محبوبِ مدینہ") اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا "لا تتبعوا تبعا اس ارشاد کے بعد مسلمان تو تبع کی مذمت کی بجائے مدحت کرتے اور یہودی و کفار و مشرکین بدستور بغض کرتے رہے یہی حال محبان علی کا ہے کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادِ گرامی کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرآن جلانے پر انہیں حکمت پر محمول کرتے ہیں اور جو انہیں حسبِ دستور گالی بکتے ہیں اور بغض و عداوت سے ان کی مذمت کرتے ہیں وہ یہودیوں کی چال چل رہے ہیں۔

## حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرآن جلانے کی تحقیق

جیسا کہ فقیر پہلے عرض کرچکا ہے کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں قرأتوں میں اختلاف ہوا تو آپ نے صرف قرأۃِ قریش پر قرآن لکھوایا اور اسی کی نقول مختلف بلاد میں بھجوائیں باقی مختلف قرأتوں والے تمام صحیفے جن جن حضرات کے پاس تھے وہ ایک جگہ کئے اس کے بعد

مختلف قسم کی روایات آئی ہیں۔(۱) جلادیا۔ (۲) دھلوا کر خالی اوراق جلوائے
(۳) جن صحیفوں کو جلوایا یا دھلوا کر تلف کرایا وہ قرات شاذہ یا نوٹ بک جو
صحابہ کرام نزول آیت و سورۃ کے وقت اپنی یادداشتیں قلبند کرتے تھے یا وہ
آیات منسوخ التلاوۃ بھی تھیں اور یہ اس وقت کے لحاظ سے ضروری تھا کہ اگر
مذکورہ بالا امور باقی رہتے تو آج کے فتنوں کے دور میں بہت بڑے پیانہ پر
شر اور فسادات کا موجب بنتے، یہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑا کارنامہ
ہے کہ آج قرآن مجید کی زیر، زبر، نقطوں تک محفوظ ہے کہ کسی کو معمولی طور
بھی تغیر و تبدل کی جرأت نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی اسے برداشت کر سکتا ہے یہ
کام ان کے زمانہ کے لحاظ سے نہ صرف جائز بلکہ ضروری تھا، اور آج کے دور
میں جلانا فتنہ وفساد کا موجب ہے اور بقاعدہ شرعیہ "تبدل الاحکام تبدل
الازمان" زمانوں کی تبدیلی سے احکام تبدیل ہوا کرتے ہیں حضور سرور
عالم ﷺ نے اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کیا لیکن جب محمد بن عبدالوہاب نے
اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کیا تو جوتے کھائے، یہ قاعدہ اتنا مسلم ہے کہ کسی
منکر کو انکار کی گنجائش نہیں۔

## نظیر المسئلہ:

روح البیان پ "۱" تحت آیۃ وماکفر سلیمان (الآیۃ) میں ہے کہ
حضرت سدی فرماتے ہیں کہ شیاطین آسمان کی طرف چڑھ جاتے تھے تو
ملائکہ کی وہ باتیں سن لیتے تھے جو زمین پر موت وغیرہ سے متعلق واقعات
ہونے والے ہوتے پھر جادوگروں کے پاس آکر سنی ہوئی ایک ایک بات کے
ساتھ ستر جھوٹ ملا لیتے اور خبر دیتے، ان باتوں کو لوگ لکھ لیتے، بنی





اسرائیل میں مشہور ہو گیا کہ جنات غیب جانتے ہیں، حضرت سلیمان علیہ
السلام نے لوگوں کے ذریعہ وہ کتابیں جمع فرمائیں اور ایک صندوق میں بند
کر کے کرسی کے نیچے دفن کر دیں، اور فرمایا "میں آئندہ کسی سے یہ نہ سننے
پاؤں کہ جنات غیب جانتے ہیں، جو یہ کہے گا اس کی گردن مار دوں گا، پھر جب
حضرت سلیمان علیہ السلام کا وصال ہو گیا اور دیگر متعدد علماء بھی خدا کو
پیارے ہو گئے جو سلیمان علیہ السلام کے فرمان اور کتابوں کے دفن کے مقام
کو جانتے تھے، صرف نااہل لوگ باقی رہ گئے تو شیطان بصورت انسان ان کے
پاس آیا اور کہنے لگا کہ کیا میں تمہیں ایسے خزانے کی نشان دہی نہ کروں جو تم
ہمیشہ کھاتے رہو تب بھی ختم نہ ہو؟ انہوں نے کہا، ضرور ہمیں اور کیا چاہیے۔
اس نے کہا، کرسی کے نیچے سے کھودو، وہ خود بھی ساتھ تھا انہیں وہ جگہ دکھا
دی اور خود دور کھڑا رہا انہوں نے کہا "آپ بھی ہمارے قریب آجایئے" اس
نے کہا "نہیں، میں یہیں ٹھہرتا ہوں اور تم گڑھا کھودو اگر وہ خزانہ نہ ملے تو
بے شک میرا سر تن سے جدا کر دینا، اس کے خود قریب نہ ہونے کی وجہ یہ
تھی کہ اگر کوئی شیطان اس کرسی کے قریب ہوتا تو جل جاتا۔ چنانچہ ان کے
حکم کے مطابق گڑھا کھودا گیا اور اس میں سے وہ کتابیں نکالیں گئیں شیطان نے
کہا کہ سلیمان علیہ السلام جن وانسان و شیطان اور پرندوں کو ان کتابوں کے
ذریعے قابو کر لیتے تھے، بعد ازاں یہ بات کہہ کر شیطان اڑ گیا اور لوگوں میں
مشہور ہو گیا کہ سلیمان علیہ السلام جادوگر تھے۔

بنی اسرائیل نے یہ کتابیں لے لیں، یہی وجہ ہے کہ یہود میں اکثر
جادو پایا جاتا ہے جب نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت
سلیمان علیہ السلام کی برات فرمائی۔

اِتبعو اماتتلواالشیٰطین علی ملک سلیمن ج وَمَا کَفَرَسُلَیْمٰنُ علیہ السلام سحر کے علم سے کافر نہیں تھے یعنی وہ ساحر نہیں تھے، ساحر کافر ہوتا ہے جادو کو تاکیداً کفر کرنے کی وجہ یہی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نہایت پاکیزہ انسان تھے انہیں کفر سے کیا واسطہ یہ سب کذب بیانی یہود کی ہے۔ وَلٰکِنَّ الشَّیٰطِیْنَ کَفَرُو الیکن شیاطین جادو کے استعمال اور اس کی تعلیم و تدوین کی وجہ سے کافر ہوئے یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحرَ انہوں نے کفر کیا اس لحاظ سے کہ وہ لوگوں کو اغواء و ضلالت کے لیے سکھاتے تھے،

## معجزہ حضور سرورِ انبیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام :

اس دلیل سے جہاں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دانشمندی کا ثبوت ملا وہاں حضور اکرم ﷺ کی عظمت و معجزہ کا بھی ظہور ہوا کہ اللہ کو اپنے حبیب اکرم ﷺ کی عزت مطلوب ہے کہ کہیں آپ پر بھی ایسا الزام نہ لگ جائے اسی لیے سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ کام کرایا جو رہتی دنیا تک قرآن مجید میں کسی قسم کی کمی وبیشی یا غلط انتساب نہ ہو سکے، جیسے سلیمان علیہ السلام نے جادو دشمنی کے باوجود ان کے وصال کے بعد قوم نے انہیں جادوگر مشہور کر دیا، جس کی اللہ تعالیٰ نے تردید فرمائی۔ الزام کے بعد اظہارِ برأت اور چیز ہے سرے سے الزام کا موقعہ بھی نہ آئے وہ شے دیگر ہے اور اسی میں عظمت اور بزرگی ہے وہ ہمارے نبی پاک ﷺ کو نصیب ہوا، اور اس کا سبب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنے، اس میں تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفعتِ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنے حبیب پاک





ﷺ کے اعزاز و اکرام کے تحفظ کے لیے ایک کام لے لیا، لیکن افسوس کہ شیعہ بُغضِ عثمان میں شان کی رفعت کے امر کو عیب و نقصان ظاہر کر کے اپنا انجام برباد کیا۔

## چیلنج :

ہر شیعہ و وہابی دیوبندی و دیگر فرقے قرآن جلانے کی نسبت حضرت عثمان کی طرف اتنا وثوق سے بیان کرتے ہیں کہ گویا یقیناً انہوں نے قرآن جلائے (معاذ اللہ) ہمارا چیلنج ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن جلانے کی نص دکھائیں اور دکھائیں گے بھی کہاں سے جب کہ حضرت عثمان قرآن کی صحیح ترتیب سے تو ابھی فارغ ہوئے اور ان کی چند نقلیں تیار ہوئیں جنہیں ممالکِ اسلامیہ میں بھیجدیں اور ایک اپنے پاس محفوظ رکھی، اس کے بعد کون سا فالتو نسخہ تھا جسے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلایا، اگر کسی کے پاس کوئی روایت ہے تو لائیے فان لم تفعلو اولن تفعلو فاتقوالنارالتی وقودہاا لناس والحجارہ.

## جلانے والی روایت :۔

اوّلاً جلانے والی روایت کو محدثین مخدوش قرار دیتے رہے ہیں اور جو جلانے کی تصریح کر رہے ہیں تو وہ بھی کہتے ہیں کہ ماسوی القرآن تھا یعنی قرأت شاذہ اور یادداشتیں اور تفسیری نوٹ وغیرہ وغیرہ لیکن صحیح یہی ہے کہ انہیں پہلے دھلوایا جب حروف صاف ہو کر پانی کے مٹکوں میں آگئے تو جن پر وہی تفسیری نوٹ وغیرہ مکتوب جلادیا اور یہ قرآن جلانا نہیں بلکہ ماسوی القرآن کو جلانا ہے جیسا کہ فقیر نے مکمل اصل روایت مع ترجمہ لکھ دیا ہے

اگرچہ اسلافِ صالحین اس روایت سے بھی پس و پیش کرتے ہوئے دھونے والی روایت کو ترجیح دے رہے ہیں لیکن افسوس ہے دیوبندیوں وہابیوں پر کہ علمی خیانت سے بے خوف ہو کر بھی ڈھنڈورہ پیٹ رہے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن جلائے تھے اسی لیے آج کے فتنہ وفساد کے دور میں بھی جلائے جائیں تو جائز ہے (انا اللہ وانا الیہ راجعون)

## امیر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجیہہ وجیہ کی توثیق :۔

فقیر نے سابقاً یہی عرض کیا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماسوی القرآن وغیرہ جلانا فتنہ کے انسداد سے تھا اس کی تائید حضرت ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ کی ایک روایت میں سے ہوتی ہے کہ۔

قال اسخاوی فلمافرغ عثمان من ام المصاحف حرق ماسواہا ورد تلک الصحف الاولی الی حفصة فکانت عندہا فلما ولی مروان المدینة طلبہا لیحرقہا فلم تجبہ حفصه الی ذلک ولم تبعثه بہا الیه فلماماتت حضر مروان جنازتہا وطلب الصحف من اخیہا عبداللّٰه بن عمر وعزم علیه فی امرہا فسیر ہا عندانصر افه فخر قہا خشیته ان تظہر فیعود الناس علے الا ختلاف (مرقات شرح مشکوۃ مطبوعہ بمبئی ص ۶۲۱ جلد ۲)

امام سخاوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصاحف کے کام سے فارغ ہوئے تو ماسوائے قرآن کے تمام نوٹ بک یادداشتیں جلادیں اور وہ پہلے صحیفے (قرآن کی مختلف قرأتوں والا قرآن) سیدہ حفصہ کو واپس کردیا یہی قرآن جمع کردہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا جب





مروان مدینہ طیبہ کا گورنر مقرر ہوا تو اس نے سیدنا حفصہ سے مذکورہ صحیفے طلب کئے تاکہ انہیں جلادے لیکن بی بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مذکورہ صحیفے طلب کیے تاکہ انہیں جلادیں لیکن بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا نے دینے سے انکار فرمایا جب بی بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا اور مروان ان کی نمازِ جنازہ پر حاضر ہوا تو ان کے برادرِ مکرم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہی صحیفے طلب کیے اس وقت تو آپ نے اسے ٹال دیا جب وہ چلا گیا تو آپ نے اسے خود جلادیا صرف فتنے کے خوف سے کہ لوگ پھر اس صحیفے (جس میں مختلف قرأت درج ہیں) سے اختلاف میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

## تبصرہ اویسی غفرلہ :

اس روایت میں صاف اور واضح ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن نہیں بلکہ نوٹ بک، یادداشتیں اور مختلف مضامین جلائے جسے ہر روایت میں ماسوی القرآن کی تصریح موجود ہے ورنہ اس وقت قرآن دو تھے۔ (۱) مُرتبہ شیخین، رضی اللہ تعالیٰ عنہما بقرأت مختلفہ وہ صحیح سالم آپ نے سیدہ حفصہ کو واپس کردیا۔ (۲) سیدنا عثمان کا اپنا مُرتب کردہ جو صرف لغتِ قریش پر مشتمل تھا جس کی نقول آپ نے مختلف بلاد کو بھجوائیں، مخالفین سے طلب امر یہ ہے کہ ماسوی القرآن کی تصریح کے باوجود بار بار امیر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ راشد پر بہتان تراشی کا کوئی گناہ بھی ملحوظِ خاطر ہے یا سیدھا جنہم جانے کا پروگرام ہے۔

حرق والی روایت بھی مخدوش کے علاوہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطمعِ نظر فتنہ کا انسداد تھا جیسا کہ سیدنا حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

خدشہ کا اظہار فرمایا اور عملی طور پر حضرت عبداللہ بن سمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر عثمان کی تائید فرمادی۔ اس کے باوجود پھر بھی کوئی نہیں مانتا تو ہم آیت "انما یفتری الکذب الذین لایومنون" کا وعید سنا کر اسے اس کے حال پر چھوڑتے ہیں۔

## بوسیدہ اوراق قرآن مجید اور اہلسنت :

ہم اہلسنت والجماعت کہتے ہیں کہ وہابیوں کا قرآن کے اوراق و سیپاروں کو جلانا صحیح ہے نہ قرآن پاک کے شایانِ شان ہے یہ لوگ اپنی کج طبعی و پست ذہنیت کے باعث ہمیشہ وہی طریقہ اختیار کرتے ہیں جس میں عظمت کا پہلو نہ پایا جائے اور خواہ مخواہ انتشار و نزاع واقع ہو، چنانچہ تجربہ شاہد ہے اور چند حوالہ جات فقیر پہلے عرض کر چکا ہے کہ یہ عوام میں ایسے امور کا ارتکاب کریں گے جس سے لڑائی جھگڑا اور انتشار و فساد پھیلے اور عقیدۃً و عملاً ایسے افعال کی پابندی کرتے ہیں جو عظمت و احترام والے کی عزت اور تکریم میں کمی ہو۔ قرآن مجید کو جلانے سے ان کا ایک مقصد یہ بھی ہے ورنہ اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام اور بہت ہی زیادہ واجب الاحترام ہے، اس لیے اوراقِ قرآن کے بوسیدہ و ناقابلِ تلاوت ہو جانے کے باوجود انہیں بے ادبی سے بچانے کے لیے جہاں تک ہو سکے حفاظت کا اہتمام کیا جائے۔

تفسیر صاوی میں ہے یدفنها في مکان طاهر بعید عن ممر الاقدام یعنی بصورتِ مسئولہ ایسی جگہ دفن کیا جائے جو پاک ہو، اور قدموں کی پامالی سے محفوظ ہو۔"





پانچ سو اکابر علماء اُمت کے مُرتب فرمودہ مجموعہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ "قرآن مجید پرانا بوسیدہ ہو گیا، اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق منتشر ہو کر ضائع ہوں گے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے، اور دفن کرنے میں اس کے لیے لحد بنائی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے، یا اس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ اس پر مٹی نہ پڑے۔ مصحف شریف بوسیدہ ہو جائے تو اس کو جلایا نہ جائے، (حوالہ جات کی تفصیل گزر چکی ہے)

## منشور اہلسنت :

یہ عمل اہلسنت کو آج بھی اور کل بھی ادب کی بدولت نصیب ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے منشائے کریمہ پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ادب کو اپنایا ان کے بعد تا حال ہم سنیوں نے اسے حرزِ جان اور نشانِ ایمان بنایا (الحمد للہ علی ذلک) تفصیل ادب کے لیے فقیر کی تصنیف "باادب بانصیب" ملاحظہ فرمائیں۔

## قرآن جلانا گستاخی بے ادبی ہے اور دفنانا ادب :

ہم اہلسنت قرآن جلانے والے کی جان کے دشمن ہیں ہاں دفنانے وغیرہ کو ادب بتاتے ہیں یہی ہمیں اسلام نے سکھایا، دیکھیے ہندو مُردوں کو جلاتے ہیں اس عمل سے مسلمان کا بچہ بچہ ہندوؤں پر لعنت بھیجتا ہے کہ مُردہ کو جلا کر اسے بے عزت کر ڈالا، لیکن اسلام نے ادب کی ایسی محبوب ادا سکھائی جس پر اہلِ مذہب رشک کرتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ مرنے کے بعد مردے کے کردار و کرتوت مت دیکھو بلکہ اس کی من حیث ابن آدم عزت و عظمت

کے پیش نظر نہاؤ دھلاؤ خوشبو لگاؤ بہترین کپڑے پہنا کر آگے رکھ کر ہاتھ
باندھ کر کھڑے ہو جاؤ اور نماز خدا کی پڑھو عزت و عظمت بندے کی بڑھاؤ پھر
اسے باادب ہو کر دفناؤ لیکن اس کی قبر کا نشان بناؤ تاکہ تاقیامت اس کی عزت و
عظمت میں کمی نہ آئے۔ یہ تمام امور متفق علیہا ہیں، اب فقیر اویسی غفرلہ کو
کہنے دو کہ اگر ایک مجرم و خطاکار کی اتنا عظمت من حیث الآدمتہ ہے تو
کلامِ الٰہی کی عزت و عظمت کروڑوں بلکہ بے شمار درجات بلند وبالا ہے پھر تم
ایسے بے شرم ہو کلامِ الٰہی کی عظمت کو پامال کر رہے ہو (تمہیں شرم نہیں آتی
) غور فرمائیے اہلسنت کا طریقہ عزت و عظمتِ قرآن ان کے ایمان کی تازگی کی
دلیل ہے یا نہیں۔

## آداب القرآن :

اہلسنت نہ صرف تحریق القرآن کو بے ادبی اور گستاخی سمجھتے ہیں بلکہ
ان کے ہاں بے شمار امور قرآن مجید کے متعلق آداب کا درس دیتے ہیں اور وہ
ان کے مذہبی معاملات میں داخل ہیں، اگرچہ وہابی دیوبندی اپنی گندی عادت
پر انہیں بدعات کہتے ہیں بے شک وہ کہتے رہیں لیکن ان کے ہاں بھی قاعدہ
اسلامیہ کی بناء پر بدعات حسنہ ہیں۔

## فہرست الآداب :

اہلسنت کے نزدیک آداب القرآن کے بے شمار طریقے ہیں چند
نمونے ملاحظہ ہوں۔

ا۔ قرآن پاک کو جیبی سائز یا اس سے بھی کم سائز چھاپنا مکروہ ہے





بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے ایک شخص کے ہاں جیبی سائز کا
قرآن دیکھا تو اسے کوڑے لگائے اور فرمایا عظموا کتاب اللہ تعالیٰ کتاب اللہ کی
عزت و عظمت کا خیال رکھو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، موٹے حروف سے
لکھے ہوئے قرآن مجید سے بہت خوش ہوتے۔

مذکورہ بیان سے ثابت ہوا کہ جیبی سائز کا قرآن مجید یا اس سے چھوٹے سائز کی
حمائل شریف وغیرہ گناہ اور سخت گناہ ہے لیکن دورِ حاضرہ میں قرآن مجید
کا ان تختی سے گھبراتے ہیں اور حمائل شریف کا جتنا چھوٹا سائز ہوگا اسے ترجیح
دی جاتی ہے کیا کبھی اس بدعت کے خلاف بھی دیوبندیوں وہابیوں نے نعرہ حق
**بلند کیا ہے کیا وہ خود اس بدعت کے ارتکاب میں ناشرین و قارئین کے سا
شریک تو نہیں ہیں۔**

**۲۔ دیواروں وغیرہ پر خواہ مسجد کی ہوں یا کہیں اور مکانوں میں، پہلے
زمانہ میں قرآن مجید یا اس کی آیت لکھنا مکروہ تھا، حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ
علیہ نے فرمایا" قال اصحابنا وتکرہ کتابتہ اصحابنا علی
الحیطان والجداران وعلی السقوف اشدکراہتہ (اتقان
ص ۱۷۰ ج ۲)**

**فائدہ: اس کراہت کی پرواہ کیے بغیر آج نہ صرف ہمارے ہاں بلکہ جنہیں
بدعت کا فتویٰ لگانا یاد رہے وہ بھی نہ صرف دیواروں پر لکھواتے ہیں بلکہ بڑے
بڑے رنگین کتبے لکھوا کر نہ صرف مساجد میں بلکہ گھروں کی زینت بناتے ہیں
یہ بھی عظمت قرآن کی ایک علامت ہے۔**

**(۳) قرآن پاک کی تعظیم کے لیے اٹھنا مستحب ہے اگرچہ یہ عمل
دیوبندیوں اور غیر مقلدین کی شریعت میں معمول بہ نہیں لیکن اسے فقہا کرام**

نے مستحبات سے گناہ ہے چنانچہ حضرت امام نووی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں

**ویستحب ان یقوم للمصحف اذاقدم به علیه لان القیام مستحب للفضلاء من العلماء والاخیا فالمصحف اولی و قد قرأت دلائل استحباب القیام فی الجزء الذی جمعة فیه**

(التبیان والاتقان ص ۲ جلد ۲)

ممکن نہ بلکہ یقین ہے کہ ایسے استحباب سے دیوبندی وہابی، سے انکار کریں کیونکہ جب انہیں علماء فضلاء کے آقاو مولا ﷺ کے قیام سے نہ صرف انکار بلکہ اس کے لیے کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار" ہر بدعت گمراہی جہنم میں ہے۔

پڑھتے پڑھتے نہیں تھکتے لیکن چونکہ علماء ایسے قیام للقرآن کو مستحب مانتے ہیں، اسی لیے یہ استحباب اپنے مقام پر حق اور صحیح ہے لیکن ہے پھر بھی بدعت چنانچہ حضرت امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا القیام للمصحف بدعة لم تعهد فی الصدرالاول (اتقان) لیجے صدر اول میں جس فعل کا وجود تک نہیں لیکن وہ ہمارے فقہا کے نزدیک بدعتہ حسنہ ہے بعینہٖ یہی قاعدہ اعلی حضرت عظیم البرکۃ شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہ نے بیان فرمایا تو دیوبندیوں وہابیوں نے اتنا شور مچایا کہ گویا اعلی حضرت قدس سرہ نے ان کو جانی نقصان پہنچایا ہے، دیوبندی وہابی پارٹی کو چاہیے کہ وہ فتویٰ جو اعلی حضرت پر (بدعتی ہونے کا) لگایا ہے وہی فتویٰ امام نووی و سیوطی و دیگر اسلاف پر بھی چسپاں کریں ورنہ خدا کا خوف کرکے اپنے باطل ارادوں سے تائب ہو جائیں۔





## قیام للقرآن کی علت:۔

قرآن پاک کو دیکھ کر اٹھنا یہ قیام تعظیمی ہے یہی اس کی علت ہے۔

اس کی علت امام سیوطی نے یوں بتائی ہے کہ لمافیه من التعظیم وعدم التهاون (اتقان ص ۲۷۱ جلد ۲) اس لیے کہ اس میں تعظیم اور قرآن کے سستی و کاہلی کا مظاہرہ نہیں ہے۔

## واہ سُنّی عوام:

عوام عملی لحاظ سے کتنا ہی گرے ہوئے ہوں لیکن انہیں قرآن مجید کا اعزاز دل میں بہت زیادہ ہے ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید کو جونہی باہر سے آتا دیکھتے ہیں فوراً تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں اور جہاں بھی قرآن مجید جلانے والوں نے ناشائستہ حرکت کی تو سب سے زیادہ جان ہتھیلی پر رکھ کر ایسے کمینوں سے برسرپیکار یہی عوام ہوتے ہیں۔ یستحب تقبیل المصحف لان عکرمة بن ابوجهل رضی الله تعالیٰ عنه.

## قرآن چومنا یعنی اسے بوسہ دینا:۔

یہ اہلسنت میں بہت مروج ہے، قرآن پاک کو چومنا مستحب ہے، اس کے استحباب پر امام نووی رحمتہ اللہ علیہ نے دارمی کی ایک روایت لکھی ہے وہ یہ کہ وروینا فی مسند الدارمی کان یصنع المصحف علی وجه ویقول کتاب ربی کتاب ربی ھ اور امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ اس کے استحباب پر عقلی و نقلی دلائل بھی لکھے ہیں وہ یہ کہ یستحب

تتبيل المصحف لان عكرمة بن ابى جهل رضى الله عنه كانٌفعله وبالقياس فى تتبيل الحجر، ولا نه هدية من الله فشؤع تتبيله كما يستحب تتبيل الولدالصغير (اتقان) لیکن دیوبندی وہابی پارٹی نے اس عمل کو بدعت جیسے مذموم اور مقبوح حملہ سے معاف نہیں کیا، حقیقت یہ ہے کہ ان کا مذہب ڈانواڈول ہے بدعت بھی کہتے جائیں گے اور اسے شیر مادر کی طرح ہضم بھی کرتے جائیں گے ورنہ کہاں بدعت اور کہاں استحباب۔

(۵) قرآن مجید کو سنگارنا اور اسے رحل وغیرہ پر رکھنا مستحب تو ہے لیکن خیر القرون میں اس کا وجود ہر گز نہیں تھا اس کے باوجود ہم تو بلا انکار اس کے عامل ہیں، لیکن مشکل تو دیوبندیوں اور وہابیوں کے لیے ہے کہ انہیں یہ بدعت ایسی چمٹی ہوئی ہے جس سے جان چھڑانا ان کے بس کا روگ نہیں۔

چاندی اور سونے سے قرآن مجید کو سنگارنا بھی جائز ہے، اگرچہ اس کا وجود خیر القرون میں موجود تھا چنانچہ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ عن الوليد بن مسلم قال سألت مالكاعن تفنيض المصاحف فاخرج الينا مصحفا فقال حدثنى ابى عن جدى انهم اهبوالتزآن فى عهد عثمان و انهم فغضو المصاحف على هذا (اتقان ص ۱۷۲ ج ۲)

فائدہ: یہ جملہ امور قرآن مجید تعظیم و تکریم کے لیے ہیں اور اہلسنت میں تو مروج ہیں ہی لیکن بدعات کے مفتیوں نے بھی ان میں شرکت کر رکھی ہے ان کے علاوہ ہزاروں امور علماء و مشائخ نے قرآن مجید کی تعظیم و تکریم کے طریقہ اختیار فرمائے جنہیں مخالفین بھی اپنائے ہوئے ہیں تفصیل دیکھیے فقیر





کا رسالہ "بدعات القرآن"۔

فیصلہ:۔ اہلِ اسلام فیصلہ خود فرمائیں کہ کلام الٰہی کی جب تعظیم و تکریم کو ہر شعبۂ اسلام میں ادب کی دولت نصیب ہے اور وہابی دیوبندی شیعہ قرآن جلانا روا رکھ کر جتنا بھی چاہے گستاخی کریں آخرت میں فیصلہ ہوگا اور خوب ہوگا۔

## قرآن کی بے ادبی:

وہابیوں دیوبندیوں کے متعلق کہنے لکھنے کی ضرورت نہیں ان کا بے ادب ہونا اظہر من الشمس ہے کہ جہاں بھی قرآن مجید کے جلانے کے واقعات پیش آتے ہیں یہی ٹولی پکڑی جاتی ہے اور پھر جواز کے لیے انکے علماء پیش پیش ہوتے ہیں شیعوں کا بے ادب ہونا بھی ظاہر ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ یہ ٹولی قرآن کو صحیفۂ عثمانی سمجھ کر جی بھر کر گستاخی بے ادبی کرتے ہیں بلکہ وہ تو آئمہ کرام سے بھی بے ادبی کے اظہار سے نہیں چوکتے صرف ایک حوالہ پر اکتفاء کر کے بحث کو آگے بڑھاتا ہوں۔

## شیعہ مذہب میں قرآن کی بے ادبیوں کے نمونے:

۱۔ اصول کافی (كتاب الحجته باب الاشاره والنص على امير المؤمنين عليه السلام ص ۱۸۰) میں ہے عن زيد بن جهم الهلالى عن ابى عبدالله عليه السلام قال سمعته يتول لمانزلت ولا ية على بن ابى طالب وكان من قول رسول الله صلى الله عليه وسلم سلموا على علی بامرة المؤمنين فكان مما اكد الله

تعالیٰ علیہما فی ذلک الیوم یازید قول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وآلہ وسلم فقال لہمارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم
اللّٰہ ومن رسولہ فانزل اللّٰہ تعالیٰ ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا
وقد جعلتم اللّٰہ علیکم کفیلا ان اللّٰہ یعلم ماتفعلون یعنی بہ قول
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ الہما وقولہما امن اللّٰہ اومن
رسولہ ولا تکونوا کالتی نقضت غزلہا من بعد قوۃ انکاثا تتخذون
ایمانکم دخلا بینکم ان تکون آئمہ ھی ازکی من ائمتکم قال
قلت جعلت قدالست قال ای واللّٰہ ائمہ قلت فانا نقرء اربی قال
فقال ما اربی واومی بیدہ فطر حہا الحدیث۔

ترجمہ :۔زید بن جہم ہلالی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ
السلام کو سنا کہ فرماتے تھے کہ جب علی ابن ابی طالب کی ولایت نازل ہوئی اور
منجملہ قول رسول اللہ ﷺ کے یہ تھا کہ تم علی کو امیر المومنین کہہ کر سلام
کرو پس اے زید منجملہ اس کے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس روز ان
دونوں (اس سے نسیعہ کی مراد حضرت صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہما ہیں) کو تاکید کی رسول اللہ ﷺ کا دونوں کو یہ فرمانا تھا کہ دونوں
اٹھو، اور علی کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرو دونوں نے کہا کیا یہ تاکید اللہ کی
طرف سے ہے یا اس کے رسول کی طرف پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ
اللہ کی طرف سے ہے اور اس کے رسول کی طرف سے ہے بس اللہ عزوجل
نے یہ آیتیں نازل کیں۔ولا تنقضوا الایمان بعد توکید ھا وقد
جعلتم اللّٰہ علیکم کفیلاان اللّٰہ یعلم ماتفعلون اللہ تعالیٰ
کو کفیل بنانے سے مراد رسول اللہ ﷺ کا دونوں سے یہ فرمانا کہ یہ تاکید اللہ





کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے ہے) اور دونوں کا یہ کہنا کہ (
کہ یہ تاکید اللہ کی طرف سے ہے یا اس کے رسول کی طرف سے ہے) ولا
تکونوا کالتی نقضت غزلہا من بعد قوۃ انکا ثا تتخذون
ایمانکم دخلا بینکم ان تکون ائمۃ ازکیٰ من ائمنکم زید
بن جہم کا بیان ہے کہ میں نے امام صادق سے یوں عرض کی، میں آپ پر قربان
ہو جاؤں کیا، (آیت قرآن میں) لفظ آئمہ ہے 'امام نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم
آئمہ ہے، میں نے عرض کی ہم تو اربی پڑھتے ہیں زید بن جہم کا بیان ہے کہ یہ
سن کر امام صادق نے فرمایا کہ "اربی کیا ہے ؟ تو اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا پس
اس کو پھینک دیا تھا۔

**تبصرہ اویسی** :امام صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہتان ہے کیا وہ ایسی بے
ادبی کر سکتے ہیں اس سے بڑھ کر قرآن کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے کہ صرف اتنا
کہنے کے قرآن میں آئمہ کے بجائے امتہ اور ازکیٰ کے بجائے اربی ہے آپ نے
غصہ میں آکر قرآن کو زمین پر دے مارا یہ قرآن مجید کی توہین نہیں تو اور کیا ہے۔

## عذر گناہ وبدتر از گناہ :۔

اس کا جواب شیعہ فرقہ نے دیا اسے مان لیا جائے تو شیعہ مذہب کی جہالت کا
کوئی ٹھکانا نہیں مثلاً

صافی شرح اصول کافی میں یوں ترجمہ کیا ہے، واشارت کرد بدست
خود مانند کیسی کہ دراستبعاد دست خود را بجنباند پس انداخت دست خود را
یعنی امام نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا، مانند اس شخص کے جو کسی بات کو بعید
سمجھنے کے وقت اپنا ہاتھ ہلاتا ہے، پس امام نے اپنا ہاتھ گرادیا۔

## تبصرہ اویسی :۔

طرحہا کی ضمیر کو صاحبِ صافی نے ید (ہاتھ) کو قرار دیا سو یہ عربی ادب کے بالکل خلاف ہے یعنی صافی میں۔

فطرجہا کی ضمیر کا مرجع ید (ہاتھ) کو قرار دینا درست نہیں کیونکہ اس طرح کے معنے پھینک دینے اور دور کرنے کے ہیں، اور یہ ہاتھ پر صادق نہیں آتے ہاں اگر ہاتھ جسم سے کاٹ دیا جائے تو اس وقت کہہ سکتے ہیں کہ ہاتھ کو پھینک دیا، مفردات راغب اصفہانی میں ہے، الطرح القاء الشئی والعباده والطردح االمکان البعید ورایته من طرح ای بعد والطرح المطروح لتلة الا عتدادبه قال اقتلوِایوسف واطرحوه ارضاً ترجمہ طرح کے معنے کسی چیز کا پھینک دینا اور دور کر دینا، ہے اور طروح کے معنے مکان بعید کے ہیں رایتہ من طرح کے معنے ہیں کہ میں نے اس کو دور سے دیکھا طرح کے معنے مطروح کے ہیں کیونکہ اس کا چنداں اعتبار نہیں کیا جاسکتا قرآن مجید میں اقتلوایوسف اواطرحوہ ارضا (یوسف کو قتل کر ڈالو یا اس کو کسی زمین میں پھینک دو) انتہی پس ہاتھ کے لیے لفظ طرح استعمال نہیں ہو سکتا اور عبارت اصول کافی میں کوئی اور لفظ نہیں جسے اس ضمیر کا مرجع قرار دے سکیں، بجز اس کے کہ آیت ان تکون امۃ ھی اربیٰ من امتہ یعنی اس صحیفہ کو جس پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی ضمیر کا مرجع بنایا جائے۔ اور یہی درست ہے کیونکہ تفسیر صافی میں ہے وفی الکافی والمتمی عنه انه قرآن تکون آئمة هی ازکیٰ من ائمتکم فتیل انا نتراء ها هی اربی من امته فتال وما





اربی واومی بیده فطرحها ترجمہ : اور اصول کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ امام جعفر صادق نے پڑھا ان تکون ائمه هی ازکیٰ من آئمتکم پس آپ سے عرض کیا گیا کہ ہم تو اس آیت کو یوں پڑتے ہیں اهی اربی من امة اس پر امام نے فرمایا "اور اربیٰ کیا ہے" اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ پس اس کو پھینک دیا انتہی۔ تفسیر صادی کی اس عبارت میں ہا کا مرجع دونوں جگہ آیت ہے بس اب صاف ظاہر ہو گیا کہ فطرحہا سے مراد یہ ہے کہ امام جعفر صادق نے اس صحیفہ کو جس پر آیۃ ان تکون امة هي اربى من امة لکھی ہوئی تھی پھینک دیا علاوہ ازیں مقام بھی اس معنے کا مقتضی ہے کیونکہ صادق ھی اربیٰ کو سن کر خفا ہو گئے پس انہوں نے خفگی میں اس آیت کو جو صحیفہ پر لکھی ہوئی تھی زمین پر پھینک دیا، اگر خلافِ لغت و مقتضائے مقام ہم تسلیم بھی کر لیں کہ فطرحہا کے معنے یہی ہیں کہ امام صاحب نے اپنے ہاتھ کو گرا دیا تب بھی ہمارا مقصود ثابت ہے کیونکہ اس عبارت سے کم از کم اتنا تو ظاہر ہے کہ امام نے ھی اربیٰ کو جو قرآن میں موجود ہے بنظر حقارت دیکھا اور فرمایا اربیٰ کیا ہے۔

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مصاحف کو جلا دیا جن میں آیتیں اور منسوخ قرأتیں تھیں اور کسی نے آپ پر انکار نہ کیا اور حلیمی کے سوا اوروں نے کہا کہ غسل سے احراق اچھا ہے کیونکہ غسالہ زمین پر گر پڑتا ہے اور قاضی حسین نے اپنے تعلیق میں بالجزم کہا کہ احراق منع ہے کیونکہ یہ خلافِ احترام ہے اور نووی نے کہا کہ احراق مکروہ ہے اور حنفیہ کی بعض کتابوں میں ہے کہ جب مصحف بوسیدہ ہو جائے اسے جلانا نہ چاہیے بلکہ اس کے لیے زمین میں گڑھا کھودنا چاہیے اور دفن کر دینا چاہیے اور اس میں تامل ہے کیونکہ پامال ہونے کا

احتمال ہے۔

**فائدہ :۔** جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل پر کسی صحابی نے اعتراض نہیں کیا تو معلوم ہو گیا کہ کم سے کم ان حالات میں وہی فعل جائز و درست تھا اور یہ بھی مرکوزِ خاطر رہے کہ ان مصاحف کے تلف کرنے سے اصل قرآن میں کوئی فرق نہ آیا۔ کیونکہ متواتر و مجمع علیہ اور منسوخ التلاوۃ آیات سے پاک قرآن موجود رہ گیا، اور رہا بھی اس لغت میں کہ جس میں پہلے نازل ہوا تھا اور امت ہمیشہ کے لیے اختلافِ ظیم سے بچ گئی اس کی وضاحت آتی ہے۔

## احراق عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجوہ :

"فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة" دانا کا کام خالی از حکمت نہیں ہوتا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ راشد اور جانشینِ مصطفیٰ ﷺ کا کام معمولی حیثیت کا حامل نہیں ہو سکتا، وہ دین و اسلام کا بہت زیادہ درد رکھتے تھے اور ساتھ ہی عظمتِ قرآن سے خوب واقف تھے، ان پر طعن و تشنیع کے بجائے کوئی بہتر محمل (تاویل) تلاش کرنی چاہیے ورنہ خاموشی بہتر ہے یہی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے چنانچہ امام ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فی روایة سواد بن غفلة عن علی قال لا تقولو العثمان فی احراق المصاحف الاخیراً فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ مصر جز تاسع کتاب فضائل القرآن ص ۱۷ ترجمہ اور سوید بن غفلہ کی روایت میں ہے کہ حضرت





علی نے فرمایا کہ احراق مصاحف کے معاملہ میں حضرت عثمان کے حق میں بجز نیکی کے کچھ نہ کہو۔

## عاشقانِ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

مُحبانِ علی کے لیے تو یہ حوالہ کافی ہے، بغض بھرے اور ضدی لوگوں کے ہم ذمہ دار نہیں ہاں اس کی نظیر حضور سرورِ عالم ﷺ کی طرف سے بھی ملتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔

لا تسبوا تبعافانه مؤمن "تبع کو گالی نہ دو اس کی مذمت نہ کرو اس لیے کہ وہ مجھ پر ایمان لا چکا ہے۔"

## پس منظر

حضرت تبع حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے ممالک فتح کرتا ہوا

## دیگر گستاخیاں :

الفروغ کافی للکلینی (کتاب الحیض، باب الحائض والنفساء نقرء ان القرآن ص ۵۱ مبی ہے علی بن ابراهیم عن ابیه عن ابن ابی عمیر عن زید الشحام عن ابی عبداللّٰه علیه السلام قال تقرء الحائض القرآن والنفساء والجنب ایضا ترجمہ :۔(حذف اسناد) امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حیض والی عورت قرآن پڑھ لے اور نفاس والی عورت اور جنب بھی پڑھ لیا کریں۔

### خلاصۂ بحث

شیعہ فرقہ سرے سے قرآن کو صحیفۂ عثمانی سمجھ کر اس کے جلانے

کے در پے رہتے ہیں وہابی دیوبندی اور ان کی شاخیں بھی اس کے جلانے کی روادار ہیں اور دلیل میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بہانہ بنایا تو الحمد للہ فقیر نے بہانہ خوروں کا بہانہ دریا برد کر دیا لیکن عادی مجرم اپنے جرائم سے باز نہیں آتا بالخصوص جب اس کا اپنا دنیوی مفاد بھی پورا ہو دور حاضرہ میں یہودی خفیہ تحریک قرآن جلانے اور کلمہ طیبہ کی توہین و دیگر اسلامی شعار کے مٹانے پر اندرونی طور پر کام کر رہی ہے اور ان کی سازش کو جو تقویت پہنچائے اسے وہ مالی امداد بھی کرتے ہیں، قرآن جلانے والے فرقے دانستہ یا نادانستہ ان کی تحریک کا آلہ کار بن رہے ہیں لیکن یہودیوں بلکہ جملہ اعدائے اسلام کو یقین ہونا چاہیے۔ ؎

زمانہ بدلے لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

اسی لیے تم جتنا زور لگاؤ گے اس سے بڑھ کر قرآن مجید کی شان ارفع و اعلیٰ ہوگی۔

## انگریزوں کا برا حال:

ہندوستان پر جب انگریزوں نے قبضہ جمایا تو سب سے پہلے انہوں نے یہی کام شروع کیا کہ ملک بھر سے تمام قرآن جمع کروا کر جلانے کا پروگرام بنایا لیکن ان کے کسی مشیر نے کہہ دیا کہ اوراق والا قرآن تو جلایا جا سکتا ہے لیکن وہ قرآن جو مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ ہے وہ کیسے جلایا جا سکتا ہے جب کہ مسلمانوں کے اکثر جوان، بوڑھے، عورتیں بچے قرآن کے حافظ ہیں۔

## غیرتِ مسلمان:

یہ بھی یاد رہے کہ جب کوئی ہونہار قرآن مجید جلاتے پکڑا جاتا ہے تو عوام مسلمان اس کی تکہ بوٹی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اس قسم کے سینکڑوں واقعات ہو چکے ہیں جو اکثر اخبارات کی زینت بھی بنے ہیں۔





اسی لیے قرآن جلانے والوں سے گزارش ہے کہ اس گندے کرتوت کے قریب نہ جاؤ ورنہ عوام کے ہاتھ لگ گئے تو تمہارا حال تباہ و، باد ہوگا بچ بھی گئے تو آخرت میں بھی عذابِ الٰہی سے نہ بچ سکو گے۔

## ایک مشکل کا حل اور تجویز:

مشینی دور (حاضرہ) میں جب کہ قرآن مجید کے ہر جگہ انبار نظر آتے ہیں انہیں کیا کیا جائے تو اس کے لیے عرض ہے کہ ہر شہر کے محلہ میں اور ہر دیہات میں قرآن مجید کے دفنانے کا کمرہ قبہ نما بنایا جائے اور ایک طرف ایک طاقچہ (مضبوط) رکھا جائے تاکہ بوسیدہ قرآن مجید ان میں ادب کے ساتھ رکھ دیئے جائیں، یہ کام ہر مسلمان اپنے طور اپنی مدد آپ خود کریں الحمد للہ ہم بعض مسلمانوں کی آبادیوں مین حاضری دیتے ہیں تو اس طرح کے قبے نظر آتے ہیں تو بھلے لگتے ہیں جو اس طرح کی کارروائی پر ہماری تجویز قبول کرلے تو جہاں اولیاء کرام کے قبہ جات بنانے والوں کو منجانب اللہ انعامات نصیب ہوں گے وہاں اس سے بڑھ کر اس کے کلام پاک کے اعزاز میں قبہ جات بنانے والوں کو اجر و ثواب نصیب ہوگا۔

ھذا آخر مارقمہ قلم الفقیر

القادری ابی الصالح محمد فیض احمد اویسی قادری

غفرلہ

۲۹ صفر المظفر ۱۴۲۰ھ ۱۴ جون ۱۹۹۹ء

بہاولپور پاکستان

**الحمد للہ!** اس پُر فتن دور میں بھی ایسے **ولی کامل** موجود ہیں جو عوام النّاس کے ایمان کی حفاظت کی فکر میں لگے رہتے ہیں انہی **ولی کامل** نے فرمایا کہ روزانہ اس طرح توبہ کرلیا کرو۔

**یا اللہ عزوجل! اگر مُجھ سے کوئی کلمئہ کفرسرزد ہوگیا ہو تو اس سے توبہ کرتا ہوں ۔**

**لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه**

******

**قطبِ مدینہ پبلشرز**
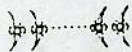
**اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه**

اس رسالے میں قرآن مجید کے فضائل وآداب بیان کیے گئے ہیں۔

درس قرآن اگر ہم نے نہ بھلایا ہوتا
یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا

# بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

امابعد!

عزیزم الحاج محمد بشیر احمد اویسی قادری زید مجدہ نے محترم الحاج محمد انیس قادری صاحب زید مجدہ کا پیغام پہنچایا کہ فضائل رمضان المبارک میں ایک رسالہ مرتب کر کے روانہ کیجئے تاکہ اسے ستائیسویں شب رمضان کے موقعہ پر تقسیم کیا جائے۔ فقیر نے چند لمحات اس رسالہ میں صرف کر کے خدمت اہل اسلام کا شرف پایا۔

گر قبول افتد زہے عزوشرف

## احادیث مبارکہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ”عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب کہ فتنے برپا ہوں گے۔“ میں نے عرض کیا۔”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر ان فتنوں سے نکلنے کا کیا ذریعہ ہے؟“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”کتاب اللہ“ کیونکہ اس میں تم سے قبل کے حالات، اور تم سے بعد کی خبریں اور تمہارے مابین معاملات (موجودہ امور) کا حکم ہے اور وہ فصل (قول فیصل) ہے کہ کوئی ہزل (یعنی ظرافت، ہنسی مذاق) نہیں جو جبار شخص اسے چھوڑ دے گا اللہ پاک اس کو ختم کر دے گا اور جو شخص قرآن کے سوا کسی اور کتاب میں ہدایت کو تلاش کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو گمراہ کر دے گا۔ قرآن ہی ایسی چیز ہے کہ اس کو نفسانی خواہشات لغزش میں نہیں لا سکتیں، زبانیں اس کے ساتھ ملتبس نہیں ہو سکتیں۔ علماء اس کے علم سے مستغنی نہیں ہوتے اور وہ باوجود کثرت سے تلاوت کرنے، بار بار پڑھے جانے کے باوجود پرانا نہیں ہوتا اور اس کے عجائبات ختم ہونے





میں نہیں آتے۔ اس کے مطابق کہنے والا سچا اور اس پر عمل کرنے والا مستحق اجر ہوتا ہے اور اس کے موافق حکم دینے والا عادل ہوتا اور اس کی جانب دعوت دینے والا راہ راست کی طرف ہدایت پاتا ہے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ پاک کے نزدیک آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے ان سب سے قرآن ہی زیادہ محبوب ہے۔

۳۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو مسلمان لیٹتے ہوئے کتاب اللہ کی کوئی سورۃ پڑھ لیتا ہے۔ اللہ پاک اس پر ایک فرشتہ کو محافظ مقرر کر دیتا ہے وہ فرشتہ کسی اذیت دینے والی چیز کو اس کے پاس نہیں آنے دیتا یہاں تک کہ جب تک وہ مسلمان بیدار ہوتا ہے اس وقت وہ فرشتہ بھی اپنی خدمت سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔ (دارمی)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ”جس شخص نے قرآن کو پڑھا تو بے شک اس کے دونوں پہلوؤں کے مابین نبوت کا استدراج ہو گیا مگر فرق یہ ہے کہ اس پر وحی نہیں بھیجی جاتی۔ صاحب القرآن کو یہ بات شایان شان نہیں ہے کہ وہ جد کرے اور جہالت کرنے والے کے ساتھ جہالت کرے حالانکہ اس کا سینہ قرآن سے منور ہو۔ (حاکم)

۵۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے اس میں خیر و برکت کی کثرت ہوتی ہے اور جس گھر میں قرآن نہیں پڑھا جاتا اس کی خیر و برکت گھٹ جاتی ہے۔ (بزار)

۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کی گئی ہے کہ تین اشخاص کو سخت خوف (قیامت کے ہنگامہ) کا کچھ ڈر نہ ہوگا اور نہ اس سے حساب پوچھا جائے گا، بلکہ وہ مخلوق کا حساب ہونے سے فراغت کے وقت تک ایک مشک کے ٹیلہ پر کھڑے

رہیں گے۔ منجملہ ان کے ایک وہ شخص جس نے محض خدا کے واسطے قرآن پڑھا ہے اور اس قرات کی حالت میں ایسی قوم کی امامت کی ہے جو کہ اس سے راضی ہے۔ (تا آخر حدیث) ترمذی وغیرہ۔

۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن ایسی تونگری ہے کہ اس کے بعد فقیر ہوتا ہی نہیں اور نہ اس کی برابر کوئی اور تونگری ہے۔ (طبرانی)

احمد رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے اگر قرآن کسی کھال میں ہو تو آگ اس کھال کو نہیں جلا سکتی۔ (فائدہ) یہاں کھال سے مومن کا قلب اور اس کا باطن مراد ہے جس میں اس نے قرآن کو بھر لیا ہو۔ ایک اور عالم کا قول ہے کہ جس شخص نے قرآن کو جمع کیا اور پھر بھی دوزخ میں گیا تو وہ خنزیر سے بھی بدتر ہے۔ ابن الانباری نے کہا ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ آگ اس کو باطل نہ کرے گی اور نہ اس کو ان کانوں سے محروم کرے گی جنھوں نے قرآن کو اپنے اندر بھر لیا ہے اور نہ ان حافظوں اور ذہنوں سے محروم کر سکے گی جنھوں نے قرآن کو حاصل کیا ہے جیسا کہ ایک حدیث قدسی میں ہے۔ ''میں نے تم پر ایسی کتاب نازل کی ہے جس کو پانی دھو نہ سکے گا۔'' یعنی اس کو باطل نہ کر سکے گا اور اس کو اس کے پاکیزہ ظروف اور مواضع سے الگ نہ کر سکے گا کیونکہ گو بہ ظاہر پانی قرآن کو دھو بھی ڈالے تاہم وہ یہ قوت ہرگز نہیں رکھتا کہ دلوں کے صفحات سے قرآن کا نقش زائل کر سکے۔

۸۔ طبرانی نے عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ''اگر قرآن کسی کھال میں جمع کر دیا جائے تو آگ اس کو جلا نہ سکے گی۔''

یہی راوی روایت کرتے ہیں کہ اگر قرآن کسی کھال میں ہو تو اس کو آگ نہ چھوئے گی۔

۹۔ طبرانی نے انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ''جس شخص نے قرآن کو اس طرح پڑھا کہ وہ رات دن اسے پڑھتا رہتا ہے اس کے حلال





کو حلال اور اس کے حرام کو حرام سمجھتا ہے تو اللہ پاک اس کے گوشت اور خون کو آگ پر حرام کر دے گا (یعنی آگ اسے جلا نہ سکے گی) اور اس شخص کو بزرگ اور نیک لکھنے والوں (السفرۃ الکرام البررۃ) کے ہمراہ رکھے گا یہاں تک کہ جب قیامت کا دن آئے گا تو اس دن قرآن اس کے لئے حجت ہو گا۔

۱۰۔ انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قرآن شافع مشفع اور ماجد مصدق ہے جس شخص نے اسے اپنے آگے رکھا، یہ اس کو جنت کی طرف لے جائے گا۔ جس نے اس کو پس پشت ڈالا یہ اس کو دوزخ کی طرف دھکیل دے گا۔

۱۱۔ طبرانی نے انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ قرآن کے حاملین اہل جنت کے (مشہور و معروف لوگ) ہوں گے۔

۱۲۔ نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اہل قرآن ہی اللہ اور خدا تعالیٰ کے خاص بندے ہیں۔

مسلم وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جس وقت وہ اپنے گھر والوں کے پاس آئے تو اس وقت وہ تین بڑی بڑی اور موٹی تازی حاملہ اونٹنیاں پائے؟ ہم لوگوں نے عرض کی ''بے شک'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' تین آیتیں ہیں ان کو تم میں سے کوئی شخص نماز میں پڑھے تو وہ اس کے لئے تین حاملہ اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔

۱۳۔ مسلم نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ بہترین گفتگو ''کتاب اللہ'' ہے۔

احمد نے معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے قرآن کو خدا تعالیٰ کے لیے پڑھا وہ صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ لکھ دیا گیا اور یہ لوگ

کیا ہی اچھے رفیق ہیں۔

۱۴۔ طبرانی نے الاوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ "جو شخص اپنے بیٹے کو قرآن کی تعلیم دے گا، اس کو قیامت کے دن ایک جنت کا تاج پہنایا جائے گا۔"

۱۵۔ ابو داؤد، احمد اور حاکم نے معاذ بن انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے قرآن کو پڑھا اور اس کو پورا یاد کیا اور اس پر عمل بھی کیا تو اس کے باپ کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی دنیا میں آئے ہوئے آفتاب کی روشنی سے بہتر ہو گی --- تو پھر تمہارا خود اپنا اس شخص کی نسبت کیا خیال ہے جو کہ اس پر عمل کرے"

۱۶۔ ترمذی، ابن ماجہ اور احمد نے علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ "جس شخص نے قرآن کو پڑھا اور اسے ازبر کر لیا اور اس کے حلال کو حلال سمجھا اور اس کے حرام کو حرام مانا، اللہ تعالےٰ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کے گھر والوں میں سے دس ایسے آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن کے لئے دوزخ واجب ہو گئی ہو گی۔"

۱۷۔ طبرانی نے ابو امامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ "جس شخص نے کتاب اللہ کی ایک آیت سیکھ لی ہے وہ آیت قیامت کے دن خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کرے گی۔"

۱۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ قرآن کا ماہر، بزرگ اور نیک کاتبوں (السفرة الكرام البررة) کے ہمراہ ہو گا اور جو شخص قرآن کو پڑھتا اور اس میں لڑکھڑاتا ہے حالانکہ وہ اس پر گراں ہے تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔ (بخاری و مسلم)

۱۹۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے





قرآن کو جمع کیا اللہ تعالےٰ اس کی دعا قبول کرے گا چاہے وہ جلد تر دنیا ہی میں اس کی دعا کا اثر ظاہر کر دے اور چاہے اسے آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ رکھے۔" (طبرانی)

۲۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو مومن قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال اُترج (لیموں) کی طرح ہے جس کا مزہ بھی اچھا ہے اور خوشبو بھی پاکیزہ اور اس مومن کی مثال جو کہ قرآن نہیں پڑھتا کھجور کی مانند ہے کہ اس کا مزہ خوشگوار ہے لیکن اس میں کوئی خوشبو نہیں ہے اور اس فاجر کی مثال جو کہ قرآن پڑھتا ہے۔ ریحان کی طرح ہے کہ اس کی بو عمدہ ہے مگر مزہ تلخ اور قرآن نہ پڑھنے والے فاجر کی مثال اندرائن کے پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی تلخ ہے اور کوئی خوشبو بھی نہیں (بخاری و مسلم)

۲۱۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ تم میں سے اچھا (اور ایک روایت میں تم سے افضل" کے لفظ آئے ہیں) وہ شخص ہے جو کہ قرآن کو سیکھے اور اسے دوسروں کو سکھائے۔ بیہقی نے "الاسماء" میں اس پر اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ "اور قرآن کی بزرگی تمام کاموں پر ایسی ہے جیسی کہ خدا کی فضیلت اس کی تمام مخلوقات پر ہے۔ (بخاری و مسلم)

۲۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ "بے شک وہ شخص جس کے پیٹ میں قرآن کا کچھ حصہ نہیں ہے وہ اس گھر کی طرح ہے جو ویران ہو۔ (ترمذی وغیرہ)

۲۳۔ حضرت ابو ذر غفاری سے روایت ہے کہ "بے شک یہ بات کہ تو صبح کو قرآن کی ایک آیت سیکھے۔ تیرے لئے نماز کی ایک سو رکعت ادا کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ (ابن ماجہ)

۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے کتاب اللہ کو سیکھا اور پھر جو کچھ اس میں ہے اس کی پیروی کی تو اللہ پاک اسے

قرآن کے وسیلہ سے گمراہی سے بچا کر ہدایت دیگا اور قیامت کے دن اس کو حساب کی تکلیف سے محفوظ رکھے گا۔" (طبرانی)

۲۵۔ حضرت ابی شریح خزاعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ قرآن ایک ایسی رسی ہے جس کا ایک سرا اللہ تعالےٰ کے دست قدرت میں ہے اور دوسرا کنارہ تمہارے ہاتھوں میں اس لیے چاہئے کہ تم اسے مضبوط تھام لو، کیونکہ اس کے بعد تم کبھی گمراہ اور ہلاک نہ ہو گے۔ (ابن ابی شیبہ)

۲۶۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن سایہ خدا کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہو گا اس دن حاملین قرآن عرش الٰہی کے سایہ تلے کھڑے ہوں گے۔ (دیلمی)

۲۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن صاحب قرآن میدان حشر میں آئے گا تو قرآن کہے گا یارب! اس کو لباس سے آراستہ فرما دیجئے چنانچہ اس کو بزرگی کا تاج پہنایا جائے گا پھر قرآن کہے گا یارب! تو اس کو اور زیادہ مرتبہ دے اور اس سے راضی ہو جا۔ اللہ پاک اس سے راضی ہو جائے گا اور اس سے فرمائے گا پڑھتا جا اور چڑھتا جا! اور ہر آیت کے عوض اس کی ایک نیکی بڑھ جائے گی۔"

(فائدہ) اسی راوی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ روزہ اور قرآن یہ دونوں بندہ کی شفاعت کریں گے۔

(فائدہ) اسی راوی نے ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ تم لوگ خدا تعالیٰ کے سامنے اس سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہ لے جاؤ گے جو کہ اسی سے نکلی ہو اور اس سے مراد قرآن ہے۔

## فضائل بعض سورتوں کے

بعض احباب بعض سورتوں کے پڑھنے کے شوقین ہوتے ہیں ان کے لئے مندرجہ ذیل مضمون حاضر ہے۔





## فضائل سورۃ فاتحہ

(۱) ابی بن کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ تورات، انجیل یا کسی اور کتاب میں "ام القرآن" کا مثل نہیں نازل فرمایا۔ اور یہی سورت سبع المثانی ہے (ترمذی۔ نسائی وغیرہ)

(۲) عبداللہ بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن میں سب سے بہترین سورت الحمد للہ رب العلمین ہے (احمد)

(۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "الحمد للہ رب العلمین" افضل القرآن ہے۔

بخاری نے ابو سعید بن المعلی سے روایت کی ہے کہ قرآن میں سب سے زیادہ عظمت والی سورت "الحمد للہ رب العلمین" ہے۔

عبداللہ نے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ "فاتحہ الکتاب" قرآن کے دو ثلث حصوں کے مساوی اور ہم پلہ ہے۔

## فضائل سورۃ البقرۃ آل عمران

(۱) ابوعبید نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس وقت کسی گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے اور شیطان اس کو سن پاتا ہے تو وہ فوراً اس میں سے نکل بھاگتا ہے۔

(۲) مسلم اور ترمذی نے النواس بن سمعان سے روایت کی ہے کہ قیامت کے دن قرآن اور ان اہل قرآن کو جو اس پر عمل کیا کرتے تھے اس شان سے لایا جائے گا کہ سورۃ البقرہ اور آل عمران ان کے آگے آگے ہوں گی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سورتوں کی تین مثالیں ایسی دی ہیں جنھیں میں کبھی نہیں بھولوں گا۔ آپ نے فرمایا گویا کہ یہ دونوں سورتیں دو سیاہ رنگ کی بدلیاں ہیں، یا دو پردے یا دو سائے ہیں کہ ان کے درمیان ایک شرف (بلند مقام) ہے یا گویا کہ یہ دونوں سورتیں دو صف باندھ کر

اڑنے والی چڑیوں کی قطاریں ہیں، جو اپنے صاحب (رفیق) کے لئے دلیل پیش کرتی اور اس کی طرف سے لڑتی ہیں۔"

(۳) احمد نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ "سورۃ البقرہ کو سیکھو" اس لئے کہ اس کا سیکھنا اور پڑھنا برکت ہے اور اسے چھوڑ دینا حسرت ہے اور کاہل لوگ اس کو نہیں سیکھ سکتے۔ تم لوگ سورۃ البقرہ اور آل عمران کو ضرور سیکھو کیونکہ یہ دونوں "زہراوان" (چمکتی ہوئی روشنیاں) ہیں اور قیامت کے دن یہ اپنے صاحب پر اس طرح سایہ افگن ہوں گی کہ گویا وہ دو ہلکی بدلیاں ہیں یا دو غیاتیں (پردے) اور یا دو قطاریں صف باندھ کر اڑنے والی چڑیوں کی ہیں۔"

(۴) ابن حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہر ایک شے کا ایک "سنام ابھار، چوٹی اور بلند مقام) ہوا کرتا ہے، اور قرآن کا سنام سورۃ البقرہ ہے۔ جو شخص اپنے دن کے وقت اپنے گھر میں پڑھے گا تو تین راتیں شیطان اس کے گھر میں نہ آئے گا۔"

بیہقی نے الشعب میں الصلصال کے طریق سے روایت کی ہے کہ جو شخص سورۃ البقرہ پڑھے گا اس کو جنت میں ایک تاج پہنایا جائے گا۔

ابو عبید نے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً روایت کی ہے کہ جو شخص ایک رات میں سورۃ البقرہ اور آل عمران کو پڑھے گا وہ قانتین کے زمرہ میں لکھ دیا جائے گا بیہقی نے مکحول سے مرسلاً روایت کی ہے کہ "جو شخص جمعہ کے دن سورہ آل عمران پڑھے گا، فرشتے اس کے لئے رات کے وقت تک دعائے رحمت کرتے رہیں گے۔"

## آیت الکرسی کی فضیلت

(۱) مسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ "کتاب اللہ میں سب سے بڑھ کر معظم آیت الکرسی ہے۔"





(۲) ترمذی اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہر چیز کا ایک سنام (کنگورہ و ابھار) ہوا کرتا ہے، اور قرآن کا سنام سورۃ البقرہ ہے اور اس سورت میں ایک آیت تمام آیات قرآنی کی سردار ہے۔ وہ آیت الکرسی ہے۔

(۳) حارث بن ابی اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرسل طور پر حسن سے روایت کی ہے کہ افضل القرآن سورۃ البقرۃ ہے اور اس میں سب سے بڑھ کر معظم آیۃ الکرسی ہے۔

(۴) ابن حبان اور نسائی نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی کو پڑھے تو، اس کو دخول جنت سے کوئی چیز مانع نہیں سوائے موت کے۔

(۵) احمد نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آیت الکرسی قرآن کا ایک چوتھائی ہے۔" (یعنی ثواب میں ربع قرآن کے برابر ہے)

## سورۃ البقرہ کے خاتمہ کی آیات

(۱) صحاح ستہ میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص ایک رات میں سورۃ البقرہ کے آخر کی دو آیتیں پڑھ لے، بس وہی آیتیں اس کے لئے کافی ہو جائیں گی۔

(۲) حاکم نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ پاک نے آسمانوں اور زمین کے پیدا فرمانے سے دو ہزار سال قبل ایک کتاب لکھی تھی، اسی کتاب میں سے اللہ تعالیٰ نے دو آیتیں نازل فرما کر سورۃ البقرۃ کو ان ہی کے ساتھ ختم فرمایا ہے۔ جس گھر میں وہ دونوں آیتیں پڑھی جائیں گی شیطان تین دن تک اس گھر کے قریب نہ جائے گا۔

## خاتمہ آل عمران کی فضیلت

(۱) بیہقی نے عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص کسی رات میں سورہ آل عمران کا آخر پڑھے گا، اس کے حق میں تمام رات قیام کرنے کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔

## سورۃ الانعام کی فضیلت

(۱) دارمی وغیرہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً روایت کی ہے کہ سورۃ الانعام قرآن کی بہت عمدہ اور افضل سورتوں میں سے ہے۔

(۲) احمد اور حاکم نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ "جس شخص نے سبع الطوال کو حاصل کر لیا وہی حبر (زبردست عالم) ہے۔

## سورہ ہود کے فضائل

طبرانی نے الاوسط میں ایک ضعیف سند کے ساتھ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ برائۃ، ہود، یٰسین، الدخان اور عم یتساءلون کی سورتیں کوئی منافق ہی ہوگا جو یاد نہ کرے گا۔

## سورۃ الاسراء کے اخیر حصہ کے فضائل

احمد نے معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ قولہ تعالیٰ "قل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک" تا آخر سورۃ یہ آیت العز ہے (یعنی عزت کی آیت ہے)۔

## سورۃ الکہف کے فضائل

(۱) حاکم نے ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے بروز جمعہ سورۃ الکہف پڑھی اس کو اس قدر نور عطا کیا جائے گا جو جمعہ اور اس کے بعد آنے والے جمعہ کے مابین زمانہ کو تاباں رکھے گا۔

---

سبع الطوال یعنی سات بڑی سورتیں یہ کہلاتی ہیں البقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ الانعام، اعراف اور توبہ۔ ۱۲





(۲) مسلم نے ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے سورۃ الکہف کی اول سے دس آیتیں حفظ کر لی ہوں، وہ دجال کے فتنہ سے پناہ میں ہو گیا۔

(۳) احمد نے معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روات کی ہے کہ "جس شخص نے سورۃ الکہف کے اول اور آخر کی قراءت کی تو یہ اس کے لئے سر تا بہ قدم ایک نور بن جائے گی اور جس شخص نے یہ پوری سورۃ پڑھی اس کے حق میں یہ آسمان سے زمین تک موجب نور ہو گی۔"

(۴) بزاز نے عمرو سے روایت کی ہے کہ "جس شخص نے کسی رات کو "فمن کان یرجو لقآء ربہ" (آلایہ) پڑھ لی، تو اس کو اتنا نور ملے گا جو کہ مدن سے مکۃ تک ہوگا اور اس نور میں فرشتے بھرے ہوں گے۔"

## سورۃ الم السجدۃ کے فضائل

(۱) ابو عبید نے المسیب بن رافع نے مرسلاً روایت کی ہے کہ سورہ الم السجدۃ قیامت میں اس شان سے آئے گی کہ اس کے دو بازو ہوں گے جن سے یہ اپنے صاحب پر سایہ کئے ہوگی اور کہتی ہوگی "لا سبیل علیک لاسبیل علیک

(۲) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ انہوں نے کہا سورہ تنزیل السجدۃ اور سورہ تبارک الملک کو قرآن کی دیگر سورتوں پر ساٹھ درجہ کی فضیلت حاصل ہے۔

## سورہ یٰسین کے فضائل

(۱) ابو داؤد، نسائی اور ابن حبان وغیرہ نے معقل بن یسار سے روایت کی ہے کہ یٰسین قرآن کا قلب ہے جو شخص بھی اس کو اللہ تعالیٰ سے ثواب اور دار آخرت حاصل کرنے کی

نیت سے پڑھتے گا یہ اس کی مغفرت کا باعث بن جائے گی۔ تم اس سورت کو اپنے مردوں پر ضرور پڑھو۔"

(۲) ترمذی اور دارمی نے انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہر ایک چیز کا ایک قلب ہوتا ہے اور قرآن کا قلب یٰسین ہے اور جو شخص یٰسین کو پڑھے گا اللہ تعالےٰ اس کے لئے دس مرتبہ قرآءتِ قرآن کرنے کا ثواب لکھ دے گا۔"

(۳) دارمی اور طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص محض رضائے الٰہی کی طلب میں رات کے وقت یٰسین کو پڑھے گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔"

طبرانی نے انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص ہر رات کو یٰسین کی قرآت پر مداومت کرے گا اور پھر وہ مر جائے گا تو شہید ہو کر مرے گا۔"

## فضائل حوامیم[1]

ابو عبید نے موقوفاً ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ "ہر چیز کا ایک لباب (خلاصہ) ہوتا ہے اور قرآن کا لباب "حوامیم" ہیں۔"

حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً روایت کی ہے کہ "حوامیم" قرآن کی دیباج ہیں۔"

## فضائل سورۃ الدخان

ترمذی وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے رات میں سورۃ حم الدخان پڑھی وہ ایسی حالت میں صبح کرے گا کہ اس کے واسطے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہوں گے۔"

[1] حوامیم" ان سورتوں کو کہتے ہیں جو "حم" یا "حمعسق" وغیرہ سے شروع ہوتی ہیں ۱۲ مصح





## فضائل مفصل[2]

فضائل مفصل کے بارے میں وارد شدہ حدیث:-

دارمی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ "ہر چیز کا ایک لباب ہوتا ہے اور قرآن کا لباب مفصل ہے۔"

## فضائل سورۃ رحمان

بیہقی نے علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ "ہر شے کی ایک عروس (دلہن) ہوتی ہے اور قرآن کی عروس "الرحمٰن" ہے۔

## فضائل المسبحات

احمد، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک شب کو سونے سے قبل "مسبحات" کی قرآت فرمایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان سورتوں میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں سے اچھی ہے۔

ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ جس آیت کی طرف اس میں اشارہ ہوا ہے وہ تو۔ تعا۔ "ھوالاول والاخر والظاھر والباطن وھوبکل شیء علیم" ہے۔

ابن ...... نے [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ہدایت فرمائی تھی کہ "جب اپنی خوابگاہ میں آؤ تو "سورۃ الحشر" پڑھ

[2] مفصل کی تعیین میں اختلاف ہے۔ بعض سورہ حجرات سے لے کر آخر قرآن تک کی منزل کو مفصل کہتے ہیں۔ بعض والصفات سے اخیر تک۔ بعض جاثیہ سے، بعض قتال (محمد) سے بعض انا فتحنا سے بعض قٓ سے بعض القف سے بعض تبارک سے بعض سبحٰ سے، بعض والضحیٰ سے اخیر تک کی منزل کو مفصل کہتے ہیں۔ ۱۲ اویسی غفرلہ

یہ رو... فرمایا کہ ''اگر تم اس اثنا میں مر جاؤ گے تو شہید ہو کر مرو گے۔''

ترمذی نے معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص صبح کے وقت تین آیتیں سورۃ الحشر کی آخر کی پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر ستر ہزار فرشتے مقرر کر دے گا کہ وہ شام ہونے تک اس شخص کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہیں گے اور اگر وہ اس دن مر گیا تو شہید مرے گا اور جو شخص شام کے وقت ان آیتوں کو پڑھ لے گا وہ بھی بہ منزلہ اسی شخص کے ہوگا۔

بیہقی نے ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ''جس شخص نے کسی رات یا دن میں ''سورۃ الحشر'' کے خاتمہ کو پڑھ لیا۔ وہ اسی دن یا رات کو مر گیا تو بے شک اللہ پاک نے اس کے لئے جنت واجب کر دی۔

## فضائل سورہ تبارک

حدیث کے آئمہ اربعہ اور ابن حبان اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجملہ قرآن کے ایک تیس آیتوں کی سورت ہے اس نے ایک شخص کی یہاں تک شفاعت کی کہ وہ بخش دیا گیا۔ وہ سورت یہ ہے۔ ''تبارك الذی بیده الملك''

ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ''یہی سورت مانعہ[1] اور منجیہ ہے جو عذاب قبر سے نجات دلاتی ہے۔''

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ''میں نے اس بات کو پسند کیا کہ ہر ایک مومن کے قلب میں ''تبارك الذی بیده الملك'' ہو''

نسائی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ''جو شخص ہر رات کو ''تبارك الذی بیده الملك'' پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے اس کو عذاب قبر سے

---

[1] مانعہ عذاب روکنے والی اور منجیہ عذاب سے نجات دلانے والی۔ ۱۲ (مصح)





محفوظ کر دیتا ہے۔''

## فضائل سورۃ الاعلیٰ

ابو عبیدہ نے ابی تمیم سے روایت کی ہے اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''مسبحات'' میں سے افضل سورۃ کا نام بھول گیا ہوں۔'' اس پر ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ''شاید وہ سبح اسم ربك الاعلى ہو۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ''بے شک'' یعنی یہی ہے۔

## فضائل سورۃ القیامہ

ابو نعیم نے کتاب الصحابہ میں اسمٰعیل بن ابی حلیم المزنی الصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ بے شک اللہ پاک ''لم یکن الذین کفروا'' کی قرآت کو سنتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرے بندے کو بشارت دے دو قسم ہے مجھ کو اپنی عزت کی، بے شک میں اس کو جنت میں مکین بناؤں گا اور ایسی قدرت دوں گا کہ وہ راضی ہو جائے گا۔

## فضائل سورہ الزلزلہ

ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے سورۃ اذا زلزلت کو پڑھا یہ اس کے لئے نصف قرآن کے برابر ہو جائے گی۔

## فضائل سورہ والعادیات

ابو جنید نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً روایت کی ہے کہ ''اذا ذلزلت نصف قرآن کے برابر ہے اور العادیات بھی نصف قرآن کے برابر ہے۔

## فضائل سورۃ التکاثر

حاکم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ تم میں سے کوئی

شخص ہر روز ایک ہزار آیتیں نہیں پڑھ سکتا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا تو پھر کون شخص یہ قوت رکھتا ہے کہ ایک ہزار آیتیں پڑھ سکے؟ فرمایا کیا تم میں سے کوئی الھاکم التکاثر پڑھنے کی قوت نہیں رکھتا۔

## فضائل سورہ الکافرون

احمد اور حاکم نے امیر معاویہ سے روایت کی ہے کہ تو"قل یایھا الکافرون کو پڑھ اور پھر اس کے خاتمہ پر سو جا اس لئے کہ بے شک وہ شرک سے براءت ہے۔"

ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ "قل یایھا الکفرون" قرآن کا ربع ہے (ایک چوتھائی حصہ) ہے

ابو عبیدہ نے ابن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت کی کہ قل یایھا الکفرون" ربع قرآن کے مساوی ہے۔

ابو یعلےٰ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ کیا میں تم کو ایک ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے نجات دلاتا ہے؟ تم سونے کے وقت "قل یایھا الکافرون" پڑھا کرو۔

## فضائل سورۃ النصر

ترمذی نے انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ "اذا جاء نصر اللہ والفتح" ربع قرآن ہے۔"

## فضائل سورہ اخلاص

مسلم وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ "قل ھو اللہ احد" ثلث قرآن کے مساوی ہے" اور اس باب میں صحابہؓ کی ایک جماعت سے ایسی ہی روایت آئی ہے





طبرانی نے اوسط میں عبداللہ ابن الشخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے اپنی مرض الموت کی حالت میں "قل ھو اللہ احد" پڑھی ہو وہ قبر کے عذاب میں مبتلا نہ کیا جائے گا۔ وہ عذاب قبر سے مامون رہے گا اور قیامت کے دن فرشتے اس کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر پل صراط سے گزار دیں گے اور جنت میں پہنچا دیں گے۔

ترمذی نے انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس نے ہر روز دو سو بار "قل ھو اللہ احد" پڑھا، اس کے پچاس سال کے گناہ محو کر دیئے گئے مگر یہ کہ اس پر کوئی قرض ہو۔ (یعنی قرض کا بار معاف نہ ہوگا) اور جس شخص نے اپنے بستر پر سونے کے ارادے سے داہنے پہلو پر لیٹ کر قل ھو اللہ احد کو ایک سو مرتبہ پڑھا تو قیامت کے دن اللہ پاک اسے ارشاد فرمائے گا کہ اے میرے بندے تو اپنی داہنی جانب سے جنت میں داخل ہو۔"

طبرانی نے ہی اپنی کتاب الاوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو شخص دس بار "قل ھو اللہ احد" کو پڑھتا ہی اس کے لئے جنت میں ایک قصر تعمیر ہو جاتا ہے اور جو بیس مرتبہ پڑھتا ہے اس کے واسطے دو قصر اور جو تیس مرتبہ اس کی قراءت کرتا ہے اس کے واسطے تین قصر جنت میں بنا دیئے جاتے ہیں۔

طبرانی نے ہی اپنی کتاب الصغیر میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص نماز صبح کے بعد بارہ مرتبہ قل ھو اللہ احد کو پڑھتا ہے تو گویا وہ پورا قرآن چار مرتبہ پڑھ لیتا ہے اور اگر وہ اللہ تعالےٰ سے ڈرے بھی تو اس دن وہ اہل زمین میں سب سے بہتر شخص ہوتا ہے۔

## فضل المعوذ تان ے

احمد نے عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے

ے "المعوذ تان" سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کو کہتے ہیں۔ ۱۲ (مصح)

(یعنی عقبہ سے فرمایا) کیا میں تجھ کو ایسی سورتیں نہ سکھاؤں جن کا مثل اللہ تعالیٰ نے توارۃ، زبور، انجیل فرقان میں سے کسی ایک کتاب میں بھی نازل نہیں کیا ہے۔'' عقبہؓ کہتے ہیں میں نے عرض کی بے شک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ مجھے ایسی سورتوں کی تعلیم دیں اور بتائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ''وہ قل ھو اللہ احد اور قل أعوذ برب الفلق اور قل أعوذ برب الناس ہیں۔''

نیز اسی راوی نے ابن عامر سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میں تجھ کو اس افضل چیز کی خبر نہ دوں جس کے ساتھ تعوذ کرنے والے تعوذ (پناہ مانگنا) کرتے ہیں۔ ابن عامر نے کہا ''بے شک'' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ''قل أعوذُ بربِ الفلق اور قل اعوذ برب الناس

ابوداؤد اور ترمذی نے عبداللہ بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو شام اور صبح دونوں وقت تین بار قل ھو اللہ احد اور معوذ تین پڑھا کر یہ تیرے لئے ہر ایک چیز سے کفایت کریں گی۔''

ابن السنی نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے نماز جمعہ کے بعد سات مرتبہ قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو پڑھ لیا اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے جمعہ تک برائی سے پناہ میں رکھے گا۔

نوٹ:۔ اختصار کے پیش نظر اتنا کافی ہے اور یہ تمام احادیث مبارکہ اتقان جلد دوم سے لی گئی ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کریم ناشر اور قاری اور فقیر کے لئے توشہ راہ آخرت بنائے۔ آمین

محمد فیض احمد اویسی غفرلہ بہاولپور
نزیل بالمدینہ کراچی



اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ

اس رسالے میں ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنے کے متعلق احکامات بیان کیے گئے ہیں۔

تیری سنتوں پہ چل کر میری روح جب نکل کر
چلے تم گلے لگانا مدنی مدینے والے ﷺ

# عرض ناشر

**الحمد الله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید النبیاء المرسلین .امابعد**

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا! "تم میں سے کوئی ایک مومن نہیں ہو سکتا جب تک مجھے اپنے والدین اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ مانے۔"

اس حدیث مبارک سے یہ ثابت ہوا کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کو تمام چیزوں سے زیادہ محبوب رکھے۔ اور محبت کی علامات ہوتی ہے کہ وہ جس سے محبت کرتا ہے۔ اس کی ہر ہر ادا کو اپناتا ہے۔ اس کے ہر ہر فرمان پر لبیک کہتا ہے۔

آج کے اس دور میں ہر مسلمان محبت رسول ﷺ کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر عملی یہود نصاریٰ کے طریقوں پر کرتا ہے ان ہی کی طرح کا لباس اور انہی کی طرح ننگے سر پھرتا ہے۔ اور حد یہ کہ ننگے سر ہی نماز بھی پڑھ لیتا ہے۔

مسلمانوں نے انگریزوں کی تقلید میں سر سے ننگا رہنے کی عادت بنا رکھی ہے۔ جو ایک نہایت قبیح امر ہے۔ اگر کسی وقت سر ڈھانپ بھی لیا تو۔ رومال سے یا جناح کیپ' قراقلی ٹوپی فلاح ٹوپی وغیرہ وغیرہ۔ جو ہر لحاظ سے سنت مصطفیٰ ﷺ کے خلاف ہے۔

حضرت علامہ مولانا ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے اپنے اس رسالے "نماز اور ٹوپی" میں ٹوپی پہننے کے احکامات اور ٹوپی اور عمامہ باندھنے کا فرق واضح کیا۔

علامہ اویسی صاحب مدظلہ العالی تحریر و تدریس کے میدان کے شہسوار ہیں آپ نے تین ہزار سے زائد کتب تحریر کی ہیں۔ آپ کی اکثر کتب غیر مطبوعہ ہیں قطب مدینہ پبلشرز کو یہ سعادت ملی کہ اس نے اس کتاب کی اشاعت کی۔ اس کی اشاعت میں ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ کہ یہ اغلاط سے پاک ہو۔ مگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ہمیں فوری مطلع فرمائیں۔

تاکہ تصحیح کر دی جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائیں

(آمین بجاہ نبی الامین ﷺ)

طالب دعا

محمد فضیل رضا عطاری عفی عنہ

۲۹ ذی الحجہ ۱۴۲۰

5اپریل بروز بدھ 2000ء





**بسم اللہ الرحمن الرحیم**

**نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم**

## پیش لفظ

# ٹوپی اور نماز

گزشتہ صدی میں ہمارے اہلسنت کے بعض علماء و فضلاء میں نزاع ہوا کہ ٹوپی سے نماز پڑھانا جائز ہے یا نہ، بعض نے عدم جواز کی بات کی تو محققین نے بزور قلم عدم جواز کے قائلین کو ساکت فرما دیا۔ اب پھر ہمارے دور میں آواز اٹھ رہی ہے کہ عمامہ سر پر سجانا ضروری ہے اور ٹوپی سے نماز پڑھائی جائے تو مکروہ ہے۔ فقیر اپنے اکابر کی سنت پر عمل کرتے ہوئے یہ رسالہ لکھا ہے اس سے نہ کسی کی تردید مطلوب ہے نہ کسی پر طنز ہے (الحمد اللہ علی ذلک)

نفس مسئلہ کے دلائل اور سابق صدی کی داستان کو بھی دہرا دیا ہے، تاکہ انصاف پسند حضرات سابقہ صالحین کی طرح حق کو قبول کر کے آپس میں نزاع بپا نہیں کریں گے (انشاء اللہ)

اس کی اشاعت کے لیے عزیزم محمد کراچی، باب المدینہ نے حامی بھری ہے، اللہ تعالیٰ فقیر کی مساعی قبول فرمائے اور ناشرین کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

**مدینے کا بھکاری**

**الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ**

پاکستان بہاولپور ۲۸ شوال ۱۴۲۰ھ ۵ فروری ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ۔

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصاً نبینا المصطفی وعلی آلہ واصحابہ البررۃ التقی والنقی

**امابعد** یہ رسالہ ''ٹوپی اور نماز'' ایک سوال کا جواب ہے، سوال یہ ہے کہ نماز کا امام اگر صرف ٹوپی پہنے ہے اور بعض مقتدی عمامہ باندھے ہوئے ہیں کیا عمامہ والوں کی نماز صرف ٹوپی پہننے والے کے پیچھے ہو جائے گی، جب کہ امام صاحب کی پگڑی بھی گھر پر یا حجرے میں موجود ہو، نماز تو بلا کراہت ہو جائے گی لیکن ایسے امام صاحبان پر افسوس ہے کہ وہ قوم کو از و عدم جواز کے چکر میں ڈالتے ہیں جب انہیں یقین ہے کہ عمامہ اس امام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے جن کی اقتداء کو انبیاء ملکوت علیہم اللہ ترستے ہیں اور یہ مرض نہ صرف امام نماز کو چمٹ گیا ہے بلکہ اکثر علماء کرام اور مشائخ عظام اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ دور حاضرہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرۃ پاک کے ہر باب کو مٹایا جا رہا ہے اور مٹانے والے غیر مسلم ہوتے تو بھی کوئی بڑی بات نہ تھی کیونکہ مخالفین اسلام کا ہمیشہ سے یہی دستور رہا ہے، افسوس تو اس بات کا ہے کہ اس مقدس نشان کو مسلم زادے خود ہی اپنے ہاتھوں سے مٹا رہے ہیں پھر دکھ کی بات تو یہ ہے کہ وہ علماء و مشائخ جنہیں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ اپنا جانشین بنا گئے ان کے اکثر خود ہی سیرۃ رسول ﷺ سے عملاً مخالف نظر آتے ہیں بلکہ جہاں تک ان کی اپنی زندگی و معاش کا تعلق ہے وہاں سیرۃ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹانے والوں کے ہم نوا بنے ہوئے ہیں یعنی سیرت رسول ﷺ بر عکس بلکہ اس سے دو قدم آگے بڑھ کر، مسلم زادوں نے انگریز کی تقلید میں سر سے ننگا رہنے کی عادت بنا رکھی ہے، جو ایک نہایت قبیح امر ہے جو قطع نظر از قباحت شرعی کے اصول طلب کے لحاظ سے بھی ضرر رساں ہے اگر کسی وقت سر کو ڈھانپتے ہیں تو معمولی ٹوپی، یا قراقلی ٹوپی، جناح کیپ، فلاں





کیپ، وغیرہ، رومال جو ہر لحاظ سے سنت مصطفیٰ ﷺ کے خلاف ہے، طرفہ یہ کہ اب جو پگڑی والا ہو وہ دقیانوس خیال کا لقب پاتا ہے، اور جو سر سے ننگا رہے یا کوئی کیپ اور دیگر انگریزی تہذیب کا دلدادہ ہو تو وہی بلند مرتبہ، ترقی یافتہ، مہذب انسان وغیرہ وغیرہ کہلائے، عوام اور کالجوں، اسکولوں اور انگریزی تہذیب سے مانوس لوگوں کی نظروں میں پگڑی والا گر گیا ہے، وہ صرف اس لیے کہ مسلم زادوں میں اسلامی تعلیم کا فقدان ہے اور ہم سے اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت کا جوہر سلب کیا گیا ہے، ہم دنیا کے گورکھ دھندوں میں ایسے پھنسے ہیں کہ ہمیں آخرت کی پچاس ہزار سالہ پیشی کا کوئی کھٹکا نہیں، ہمیں یقین ہے کہ دنیا چند روزہ ہے ہم اس علاقہ میں مسافر ہیں ہمارا ملک اور ہے ہم بڑے شاندار ماحول کے باشی ہیں، یہاں تو قید خانہ میں گزار رہے ہیں، جنہیں اپنے اصلی وطن کی کچھ معمولی طور خبر ہے تو وہ کبھی اس گندے ماحول (دنیوی) کی ظاہری رونقوں کے خوگر نہیں ہوتے اے مسلم زادے اپنی جاگیر (آخروی زندگی) کے حصول کی فکر کر جہاں تو نے ہمیشہ رہنا ہے اور اس جاگیر کے حصول کا واحد ذریعہ صرف ذاتِ مصطفےٰ ﷺ ہے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنتہ من کان یرجو اللہ والیوم الآخر

ترجمہ: بے شک تمہارے لیے حضور سرور عالم ﷺ کی سیرت پاک کافی ہے لیکن اس کے لیے جسے اللہ کی ذات اور یوم آخر کی ضرورت ہے۔

اور فرمایا

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (پ ۳ آل عمران)

ترجمہ: فرما دیجئے اگر تم اللہ تعالی سے محبت کرتے ہو تو میری تابعدار کرو اللہ تعالی تمہیں محبوب بنالے گا۔

## فائدہ :۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے قرب کا احسن طریقہ کیا بتایا ہے یہی نا کہ حضور سرور عالم ﷺ کی غلامی اختیار کرو، اور ہم مسلم زادے خود سوچیں کہ ہم حضور سرور عالم ﷺ کی غلامی سے کتنا دور ہیں ہم نے تو انگریز کی غلامی کو اختیار کر رکھا ہے اگرچہ بظاہر ہم آزاد ہیں لیکن اس کی تہذیب وتمدن کے تو دلدادہ ہیں۔

## اتباع رسول ﷺ ضروری ہے.

(۱) حضور علیہ السلام کی غلامی کیوں ضروری ہے وہ اس لیے کہ انسان فطرۃً مستغنی مزاج واقع ہوا وہ کسی کی غلامی اختیار نہیں کرتا، جب تک کہ اسے معلوم نہ ہو جائے کہ میں جس کی تابعداری کر رہا ہوں اس میں مجھے کوئی فائدہ بھی ہے یا نہیں ظاہر ہے کہ کل قیامت میں ہمیں حضور سرور عالم ﷺ کے بغیر کوئی بھی سہارا نہیں، لہذا ان سے ہمیں اپنا تعلق جوڑنا ضروری ہوا تاکہ کل قیامت میں ہم ان کے دامن پکڑنے کے اہل ہو سکیں، اور اسی تعلق جوڑنے کا نام غلامی ہے۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ادھر تو ہم دم بھرتے ہیں غلامی مصطفیٰ ﷺ کا ادھر ان کے احکام کی خلاف ورزی کر کے ان کے ناراض کرنے کا اسباب تیار کرتے ہیں۔

۲۔ حضور سرور عالم ﷺ کی محبت لازمی امر ہے، بلکہ حضور سرور عالم ﷺ نے تو ایمان کا دارومدار اپنی محبت کو بتایا ہے۔

کما قال ﷺ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین

تم میں سے کوئی ایک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجھے اپنے والدین اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ مانے۔ (متفق علیہ)

(ف) اس حدیث کو سنانے کے بعد میں مسلم زادوں سے پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ کیا





محبت اسی کا نام ہے کہ اپنے محبوب مدنی ﷺ کی سیرۃ وصورت سے عداوت اور ان کے دشمن انگریز کی تہذیب وتمدن سے پیار

۳۔ انسان اپنے حسن وجمال کے بڑھانے کا خوگر ہے اور ہونا بھی چاہیے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی تمام مخلوق سے حسین ترین بنایا ہے

کما قال اللہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

چونکہ حسن وجمال کسی کا فطرتی ہوتا ہے اور کسی کا عارضی اور فطرتی کو تو کسی دوری زیبائش وآرائش کی ضرورت نہیں کیونکہ حاجت شاطہ نیست روئے دلارام را

البتہ عارضی حسن کے لیے آرائش وزیبائش کے اسباب ضروری ہیں پھر اسباب وہ زیادہ بھلے لگتے ہیں جو شہرہ آفاق ہوں جیسے کہ آج کل اخبارات میں حسن وجمال کے بڑھانے کے لیے ملکوں کے لباس کے نمونہ جات شائع ہوتے ہیں۔

ہم بھی اپنے حسن وجمال کے اسباب زیبائش وآرائش کو عمل میں لائیں کہ جن کے حسن وجمال اور سیرۃ کے نقشہ پر ساری کائنات دیوانہ ہو، بلکہ نقاش ازل اس کے حسن وجمال کا شیدائی، جنہیں جبریل علیہ نبینا علیہ السلام دیکھ کر عرض گزر ہیں۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر تباں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزئے دیگری

کیا خوب فرمایا حضرت عارف رومی قدس سرہ نے۔

انبیاء حیران ز حسن روئے تو ہر ملک قربان ز حسن خوئے تو

ترجمہ: انبیاء علیہم السلام آپ کی حسن روئی پر حیران ہیں
ملائکہ کرام آپ کی حسن خوئی پر قربان ہیں

کتنا بڑا افسوس ہے کہ مسلم زادے ایسے حسین وجمیل محبوب ﷺ (وہ محبوب جو محبوبِ خدا ہے) کی سیرۃ سے نفرت کرتا ہے، اور انگریز دشمن اسلام کی

تہذیب و تمدن کو اپناتا ہے۔

(ف) پگڑی باندھنا ایک ایسی مقدس سیرۃ ہے جس پر حضور سرور عالم ﷺ نے مداومت فرمائی ہے، سفر ہو یا حضر کبھی بھی آپ نے اپنے سر مبارک کو پگڑی سے مزین نہ فرمایا ہو، سلطان العلماء علامہ سلطان علی القاری رحمتہ اللہ نے القامۃ العذبہ فی العمامہ والعذبہ میں فرماتے ہیں۔" انہ ثبت فی الاخبار والآثار نہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم تعمم بالعمامۃ مما کا دان یکون متواترا فی المعنی

یعنی اس سے ثابت ہوا کہ حضور سرور عالم ﷺ نے عمامہ شریف کو استعمال فرمایا یہاں تک کہ احادیث واخبار سے تواتر بالمعنی کا حکم ثابت ہوا، بلکہ آپ نے عمامہ شریف کے استعمال پر بہت بڑے فضائل بیان فرمائے۔

(ف) اس دور حاضرہ کے بعض مولوی نما لیڈران کی تردید بھی ہو گئی کہ کہا کرتے ہیں کہ پگڑی باندھنے کی ضرورت ہی کیا ہے جب کہ پگڑی باندھنا حضور علیہ السلام کی عادت میں شامل تھا، اور جو عمل عادی ہو اس پر عمل کرنا اتنا اہم نہیں یہ بات نہ کہو بلکہ یوں کہو کہ پگڑی باندھنے سے لیڈری میں فرق آتا ہے ورنہ ہمیں تو حضور کریم رؤف رحیم ﷺ کی ہر سنت پر عمل کرنے کا حکم ہوا ہے۔

پگڑی باندھنے کے فضائل

۱۔ اعتموا تزدادو حلماً رواہ الطبرانی والحاکم عن ابن عباس مرفوعاً

پگڑی باندھو اس کی وجہ سے تمہیں حلم اور حوصلہ نصیب ہو گا۔

(ف) اس حدیث پاک پر عمل نہ کرنے کا باعث آج کل لوگوں کے دلوں سے حوصلہ مفقود ہو گیا ہے کہ معمولی سی بات پر جھگڑا لڑائی ہو جاتی ہے۔

(۲) اعتموا و خالفوا الامم قبلکم رواہ البیہقی عن خالد بن معدان مرسلاً پگڑی باندھ کر سابقہ امتوں سے ممتاز ہو جاؤ۔





(ف) اعلیٰ قسم کے لوگوں کا ایک خصوصی لباس ہوتا ہے جو دوسرے عوام سے نمایاں رہتے ہیں ہم چونکہ تمام امتوں سے بالا و اعلی بین کما قال اللہ تعالی کنتم خیر امتہ تم تمام امتوں سے بہتر ہو۔ اسی لحاظ سے ہمیں پگڑی قومی لباس عطا ہوا ہے لیکن مسلم زادوں نے اپنے قومی شعار کو ہٹا کر عامی لباس اختیار کیا جب ہی تو مسلم زادے ذلیل وخوار ہیں۔

۳۔ اعتموا تزدادو حلماً والعمائم تیجان العرب رواہ ابن عدی والبیہقی عن اسامۃ عن عمر

پگڑی باندھو کیونکہ اسی سے حلم اور حوصلہ میں اضافہ ہوتا ہے اور پگڑی تو عرب کے تاج ہیں۔

(ف) عرب کی تخصیص شرافت کی وجہ سے ہے ورنہ پگڑی باندھنا حضرت انسان کا خصوصی تاج ہے خواہ وہ عربی ہو یا عجمی یہی وجہ ہے کہ حضرت انسان حضرت حق کا خلیفہ ٹھہرا ہے لیکن افسوس کہ اسلام کے نام لیوؤں نے اس مقدس تاج کو سر سے اتار لیا۔

۴۔ ان اللہ اکرم ہذہ الامۃ بالعمائم علی القلانس رواہ ابوداؤ و الترمذی عن رکانۃ

بے شک اللہ تعالی نے اسی امت کو پگڑیوں کو ٹوپیوں پر باندھوا کر معزز بنایا ہے۔

(ف) حکومت اپنے مخصوص لوگوں کو نشان عطا فرماتی ہے کسی کو نشانِ ہلال کسی کو نشانِ حیدر پھر وہ دنیا میں معزز سمجھا جاتا ہے اور اپنے نشان کی حفاظت میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا بلکہ اسے اس نشان سے فخر ہوتا ہے ایک ہم ہیں کہ ہمیں اللہ تعالی نے پگڑی کا اعزاز بخشا لیکن ہم نے اس کی قدر نہ کی۔

(۵) لعمامۃ علی القلنسوۃ فصل بانبینا وبین المشرکین یعطی المؤمن یوم القیمۃ لکل کورۃ یدورہا علی راسہ نورا رواہ

البا وردی عن رکانة وفی اخری من اعتم فله بکل کورة حسنته فاذا حط فله بکل حطة حط خطیئته

پگڑی کو ٹوپی کے اوپر باندھنے سے مشرکین اور ہمارے مابین امتیاز ہو جاتا ہے اور مومن کو قیامت میں پگڑی کے ہر بل پر نور عطا ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے جو پگڑی باندھتا ہے اسے ہر بل کے عوض ثواب ملے گا۔ اور جب اس کے بل کھولتا ہے تو ہر بل کے کھولنے پر گناہ جھڑتے ہیں۔

(ف) حضرت ملا علی القاری علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں۔

اگر یہ حدیث سخت ضعیف نہ ہوتی تو اس سے ثابت کیا جاسکتا تھا کہ موٹی پگڑیاں باندھنی چاہیں۔

## فائدہ :

(ف) ۱۔ کل قیامت میں جب کہ ہر فرد اپنی عزت بچانے کی فکر میں ہوگا، پگڑی باندھنے والوں کے سروں پر نور حق چمکتا ہوگا۔

۲۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس طرح پگڑی کے ہر بل کھولنے پر گناہ معاف ہوتے ہیں اس طرح باندھنے میں بھی ہر بل کے عوض ثواب ملے گا،

(۶) العمائم وقار المؤمن و عزلعرب فاذا وضعت العرب رواہ الدیلمی عن عمران بن حصین۔

(۷) العائم تیجان العرب فاذا وضعوا العمائم وضعوا عزانیه رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن ابن عباس

عمامے اہلِ ایمان کا وقار اور اہلِ عرب کی عزت ہیں جب اہلِ عرب عمامے ترک کر دیں گے تو عزت کھو بیٹھیں گے۔

(ف) اہلِ اسلام تو مانیں کہ ان کا آقا جو ہوا۔ انگریز دشمن اسلام بھی مانتا ہے





کہ حضور سرور کائنات ﷺ تمام اہلِ دنیا کے عقلمندوں کے سردار ہیں، افسوس ہے کہ اہل اسلام پر کہ ان کا آقا تو فرمائے کہ مومن کا وقار پگڑی باندھنے میں ہے اور مسلم زادے پگڑی سے نفرت کرے اور سر ننگا پھرے یا انگریز کے لباس کو اپنا وقار سمجھے۔ اللہ تعالیٰ سمجھائے ان بھلے مانس کو۔

۸۔ العمائم تیجان العرب والاحتباء حیطانها وجلوس المؤمن فی المسجد رباط رواہ القضاعی والدیلمی عن علی رضی اللہ عنه

پگڑیاں (عمامے) عرب کا تاج احتباء ان کی دیوار اور اہلِ اسلام کا مسجد میں بیٹھنا سرحدوں کی حفاظت کے مانند ہے۔

۹۔ رکعتان بعمامة خیر من سبعین رکعة بلاعمامة رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن جابر

بغیر عمامہ کی ستر رکعت سے دو رکعتیں عمامہ سے پڑھی ہوئی بہتر ہیں،

ف۔ نمازی حضرات اور علماء کرام و مشائخ عظام سے باادب ہو کر عرض کیا کہ آپ حضرات نماز پڑھتے وقت کبھی سوچا ہے جب کہ آپ حضرات کے سر مبارک پگڑی کی دولت سے محروم ہوتے ہیں کبھی رومال باندھ کر کبھی ٹوپی قراقلی یا انگریزی ساخت کے سرپوش بلکہ معمولی ٹوپی سے گزارہ کرتے ہیں اور اتنا بڑے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔

۱۰۔ صلوة تطوع اوفریضة بعمامة تعدل خمسمائة و عشرین صلوة بلا عمامة رواہ ابن عساکر عن ابن عمر

عمامہ سے ایک نماز نفل یا فرض اس پانچ سو پچیس نماز کے برابر ہے جو بغیر عمامہ کے پڑھی جائے (تلک عشرۃ کاملہ)

فضائل و مسائل عمامہ کی تفصیل و تشریح کے لیے دیکھئے فقیر کی کتاب "تاج الکرامہ علی

"من تعم العمامہ" عرف فضائل عمامہ

## عمامہ کا ترک اور ٹوپی کا استعمال قیامت کی علامت ہے۔

اگر فقیر اویسی غفرلہ کہدے کہ آجکل کے مسلمان اور بعض علماء کرام اور بعض پیران عظام قیامت کی نشانیاں ہیں تو ناراض ہونگے لیکن ان سے بصد ادب واحترام گذارش ہے کہ اپنے مرشد کریم اور نبی شفیق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم پڑھ کر ٹھنڈے دل سے سوچیں یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔

(۱) عمران بن حصین سے روایت ہے رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا عمامے مومن کا وقار اور عرب کی عزت ہیں جب عرب عمامہ باندھنا ترک کردیں گے تو اان کی عزت ختم ہوجائے گی دیلمی نے مسند فردوس میں حضرت عباس سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عمامے عرب کا تاج ہیں" جب وہ ان کو چھوڑیں گے اپنی عزت کھودیں گے، یہ پیشن گوئی حضور اکرم ﷺ کے معجزات سے ہے کیونکہ عمامہ عربوں کے لباس میں شامل تھا اور یہ تصور بھی نہیں کیاجاسکتا تھا کہ عرب اس کو چھوڑ دیں گے۔ لیکن جب بہت سے بلادِ عربی اور بلادِ اسلامیہ میں ترکی کی حکومت ہوئی تو ترکی ٹوپی کارواج پڑگیا، اور لوگوں نے عمامہ باندھنا ترک کردیا، اور اسی وقت عرب نے اپنی عزت کھوئی، اور ان پر نو آبادیاتی نظام مسلط ہوگیا، جب نو آبادیاتی نظام نے اپنے پیر جمائے اور عرب نے ان کے اخلاق کو اپنالیا اور ہر چیز میں ان کی تقلید کی اور کفار نے اپنے سروں کو ننگا کرلیا حتی کہ ہیٹ بھی اتار پھینکے تو عرب نے اس میں بھی ان کی تقلید کی اور انہوں نے بھی اپنے سروں کو، ننگا کرلیا، اور عمامہ وترکی ٹوپی بھی اتار پھینکی تواب گویا عرب فطرتِ اسلامیہ سے جدا ہوگئے یہی حال دوسروں کا ہوا، کیونکہ انہوں نے ان تمام باتوں میں سے ایک ناپسند اندھی تقلید کی جب کہ اپنی عزت پہلے ہی کھو چکے تھے، اس بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا"





میری امت اس وقت تک فطرت پر رہے گی جب تک کہ وہ ٹوپی پر عمامہ باندھے گی" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی امت ٹوپی پر عمامہ باندھنا چھوڑدے گی" وہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح کہ آج لوگ عمامہ اتار کر ننگے سر ہوکر اور انگریز کی تقلید کرتے ہوئے چل پڑے ہیں، یعنی دینِ فطرت سے جدائی اور دین کے اخلاق سے پرہیز۔

ایک اور عجیب چیز یہ ہے کہ یورپ میں ایسے نوجوان پر مشتمل ایساگروہ موجود ہے جس نے اس ترکی ٹوپی میں اور اختراع کرتے ہوئے مختلف رنگوں کے ٹکڑے لگالیے ہیں جیسے کہ کمبل وغیرہ میں ہوتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا قومی لباس ہے، ایسے لوگوں کا تذکرہ بھی احادیث میں خصوصیت سے ملتا ہے چنانچہ ترمذی نے نو ادر الاصول میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آخر زمانہ میں قراء کیڑوں کی طرح پائے جائیں گے (مراد کثرت ہے) توجو شخص اس زمانہ کو پائے وہ پناہ مانگے اور یہ لوگ بہت بدبودار ہوں گے، پھر رنگین ٹوپیاں رواج پائیں گی تو اس وقت زنا سے کوئی شرم نہ کی جائے گی اور اس وقت دین پر قائم رہنا ایسا ہوگا جیسے مٹھی میں انگارہ پکڑنا۔ اور جو اس وقت میں دین پر قائم رہے گا اس کو پچاس کا اجر ملے گا" صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ ہم میں سے ہوں گے یا ان میں سے؟" فرمایا تم میں سے ہوں گے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن رنگین ٹوپیوں کا ذکر فرمایا ہے وہ یہی ترکی ٹوپیاں ہیں، جو اس سے قبل ایسی معروف نہ تھیں اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ آج بدکاری اس قدر عام ہے کہ کوئی شرم نہیں رہی، ان ترکی ٹوپیوں کے رواج کے تقریباً پانچ سال بعد ہی جب دوسری عالمگیر جنگ ہوئی تو اس وقت اسپین اور یورپ کی افواج شہر طنجہ میں داخل ہوئیں اور پھر ان کے سبب اس علاقہ میں اس قدر بدکاریاں

پھیلیں کہ اس سے قبل کسی اسلامی شہر میں ایسا نہ ہوا تھا۔ حتی کہ اسپینی اور مغربی فوج کے افراد اس حالت میں پائے گئے کہ کہیں باغات کی دیواروں کے سہارے دن میں عورتوں کے ساتھ اس فحش عمل میں مصروف نظر آئے اور بہت سے لوگوں نے اس چیز کا مشاہدہ کیا، تقریباً تین سال تک طنجہ میں یہی عالم رہا بلا آخر اسپینی (ان پر اللہ کی لعنت) وہاں سے دفع ہوئے تو حالات کچھ درست ہوئے اگرچہ بہت سے لوگ وہیں رک گئے تھے۔

قارئین غور فرمائیں کہ حضور ﷺ کے قول مبارک "فلا یستحیی یومئذ من الزنا" "اس وقت زنا سے شرم نہ کی جائے گی،" اس چیز پر بالکل صادق آرہا ہے جو طنجہ میں پیدا ہوئی یعنی طوائف خانے اور تمام وہ فحاشی کے اڈے اور ثقافت کے نام پر بدکاریوں کے کلب (Colb) جو دنیا کے ہر گوشہ میں قائم ہیں، کیونکہ ان کے اندر داخل ہو کر بدکاری کرنے والا بالکل نہیں شرماتا۔

حکومت اور حکام کی مدد سے ان فحاشی کے اڈوں کو ایجاد کرنا ہی "زنا کا اعلان عام کرنا ہے" مزید یہ کہ حکومتیں ان معاملات میں ان کی مدد کرتی ہیں، اور ان کو خصوصی مراعات دی جاتی ہیں تاکہ ان فاحشہ عورتوں کی صحت و تندرستی برقرار رہ سکے، ان عورتوں کو باقاعدہ یہ احکامات ملے ہوتے ہیں کہ وہ ہر ہفتہ ڈاکٹر سے معائنہ کرائیں تاکہ ان کے گمان کے مطابق امراض پھیلنے نہ پائیں (ان سب پر خدا کی لعنت) تو مذکورہ حدیث اس چیز پر صاف طریقہ سے دلالت کررہی ہے کہ "نو آبادیاتی نظام کے حامی عناصر" بلادِ اسلامیہ میں بھی فحاشی کے اڈے قائم کریں گے اس کی تائید حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول مبارک سے ہوتی ہے "قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا" جہل کی کثرت ہوگی۔ زنا کی زیادتی ہوگی اور شراب نوشی بکثرت ہوگی۔ (بخاری و مسلم)۔





آپ کا اور ہمارا مشاہدہ ہے کہ اس دور میں لوگ اس بدعملی سے بالکل نہیں شرماتے اور حکومت کے اشاروں پر طوائف خاتون میں خوب بدکاریاں ہو رہی ہیں۔ اللہ ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ (آمین)

## اب ٹوپی کی سنئے :۔

نماز اسلام کا اہم رکن ہے۔ معراج المؤمنین کا خصوصی لقب نماز کیلئے ہے لیکن افسوس کہ اسکی جتنی اہمیت ہے اتنا ہی مسلمان ان سے بے اعتنائی برتتا ہے نہ پڑھنے والوں کا گلہ تو اسلام کو ہی ہے کہ مسلمان ہو کر نماز نہ پڑھے تعجب ہے۔ لیکن اکثر پڑھنے والوں کا حال بھی زبوں ہے۔ جسکے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ نماز میں براہ راست خالق حقیقی سے بندے ناتواں کا رابطہ قائم ہو جاتا ہے اور لازم تھا کہ ہم اسمیں بے اعتنائی نہ برتیں ادائیگی میں ہزار خرابیوں کو چھوڑ یئے حاضری کا حال اس سے زبوں تر ہے مثلاً معمولی لباس پہن کر نماز میں کھڑے ہو جانا، اور عموماً سستی اور غفلت سے سر نہ ڈھانپنا یا معمولی سی ٹوپی سر پر رکھ لینا وغیرہ وغیرہ۔ اس میں نماز کے جواز و عدم جواز کی بحث نہیں بلکہ دیکھنا یہ ہے کس بارگاہ کی حاضری ہے اگر کسی دینوی جاہ و جلال والے کے پاس جانا ہے تو پھر کتنا اہتمام کیا جاتا ہے اور یہاں احکم الحاکمین ہے۔

اس وقت فقیر کو ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنے سے گفتگو کرنی ہے اور وہ بھی صرف جواز و عدم جواز کے متعلق کیونکہ ہمارے بعض معاصرین کا کہنا ہے کہ ٹوپی کے ساتھ نماز نہیں ہوتی عمامہ باندھنا ضروری ہے یہ انکا خیال غلط ہے یہ صحیح ہے کہ عمامہ کی نماز ٹوپی والی نماز سے ہزاروں بار بہتر ہے جسکے فضائل فقیر نے رسالہ، "فضائل عمامہ" میں عرض کردیئے ہیں لیکن یہ غلط اور زیادتی ہے کہ کہدیا جائے کہ ٹوپی کے ساتھ نماز جائز نہیں یا مکروہ ہے۔ ہاں ننگے سر ہو کر نماز پڑھنا ضرور مکروہ ہے اسکی

تفصیل فقیر نے رسالہ، ننگے سر نماز، میں لکھدی ہے۔

(نوٹ) یادرہے کہ ۱۳۳۹ھ میں یہ مسئلہ ہمارے دوبزرگوں کے درمیان اٹھاتھا۔ جانبین کی دلائل کے بعد جو فیصلہ ہوا وہ آنے والے اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔

مکالمہ

# العلامۃ والقاضی رحمہما اللہ تعالیٰ

علامہ شریف کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا قاضی فضل احمد مرحوم مصنف رسائل کثیرہ چونکہ اول الذکر بزرگ کے دلائل قوی ہیں، فقیر انکے دلائل پر تردید نقل کر کے آخر میں اپنی طرف سے کچھ عرض کرے گا۔

(یہ نقل ہفت روزہ "الفقیہ امرتسر" سے لیا گیا ہے۔)

# ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا:

(از جناب مولانا مولوی ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی رحمۃ اللہ)

۵ ذی الحج کے پرچے میں میں نے ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنے کے متعلق لکھا تھا کہ عمامہ احسن اور افضل ہے لیکن ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا بغیر کراہت درست ہے، اگرچہ ترک اولے ہے، اور ترک اولے متلزم کراہت کو نہیں، اس جواب پر میرے مکرم و معظم دوست جناب مولوی قاضی فضل احمد صاحب اور ہسایونی نے ۲۱ محرم مطابق ۵ اکتوبر کے الفقیہ میں تعاقب فرمایا ہے آپ نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ میں اپنے فتوے میں بغورِ نظر ثانی کروں اور اس بحث میں قاضی صاحب موصوف اور محدث پیلی بھیتی کے مؤلفات کا مطالعہ کروں پس سنئے حسب ارشاد اپنے فتوے پر نظر ثانی کی اور قاضی صاحب کا رسالہ اور مولینا وصی احمد مرحوم کا رسالہ اور قاضی





صاحب کا مضمون مندرجہ اخبار میں پڑھا مجھے کوئی ایسی روایت فقہ کی کسی معتبر کتاب کے حوالے سے نہ ملی، جس میں ٹوپی کے ساتھ نماز کو پڑھنا مکروہ ہوتا تو ضرور مکروہات نماز میں کوئی تو لکھتا سنئے کتب فقہ کے ابواب مکروہات نماز کو بغور دیکھا مگر ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنے کی کراہت کسی معتبر کتاب کے حوالے سے نہ ملی مکرمی جناب قاضی صاحب کی پیش کردہ آیات واحادیث وعبارات فقہا سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو صرف یہی کہ عمامہ احسن افضل ہے جس کو ہم بھی مانتے ہیں، اگرچہ جواب اتنا ہی کافی ہے، لیکن ہم مزید توضیح کے لیے ذرا تفصیل کرتے ہیں۔

حضرات فقہاء علیہم الرحمۃ نے تین کپڑوں میں نماز پڑھنا مستحب لکھا ہے اور وہ تین کپڑے تہ بند، کورتا، دستار بیان کیے ہیں، اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہی تین کپڑے نماز کے مستحب ہونے کے لیے ضروری ہیں یا اس میں تغیر تبدل بھی ہوسکتا ہے، پس بجائے تہ بند کے اگر کوئی پاجامہ پہنے یا جائے کرتے کے کوئی شخص چادر اوپر لے لے یا چوغہ یا کوٹ یا انگرکھی کی پہن لے تو کیا اس کی نماز بسببِ ترک ازار یا ترک قمیص جو مستحب کپڑے تھے مکروہ ہوگی؟۔

خود قاضی صاحب نے منیہ کی عبارت کے ترجمہ میں ازار کی جگہ پاجامہ کی بھی اجازت لکھی ہے، اور مولینا وصی احمد مرحوم نے بھی منیہ صفحہ ۳۴۹ کے حاشیہ میں اَوتسراویل لکھا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ بجائے ازار کے اگر سراویل ہو تو بھی استحباب ادا ہو جاتا ہے، صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے جواب میں فرمایا (صلے رجل فی ازادورداء اووقمیص فی ازاروقباء فی سراویل ورداء فی سراویل و قمیص الحدیث) جس سے معلوم ہوا کہ بجائے ازار اگر پاجامہ ہو اور بجائے قمیص چادر یا قبا تو بھی ہوسکتا ہے علامہ عینی شرح صحیح بخاری کے صفحہ ۲۳۵ جلد ۲ میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے

ہیں، ولم یتصد بذلک العدد الحصر بل الحق بذلک ما یقوم متامه یعنے اس عدد میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حصر کا قصد نہیں کیا بلکہ جو کپڑا جس کپڑے کو قائم مقام ہوا اس کو اس کے ساتھ ملحق فرمایا۔ مولانا وصی احمد مرحوم شرح مینہ کے صفحہ ۳۴۹ میں تحفہ اور بدائع سے نقل کرتے ہیں، اما المستحب فھوان یصلے فی ثلثۃ اثواب ازار ورداء وعمامۃ پھر آگے فرماتے ہیں وقال محمد ان المستحب للرجل ان یصلے فی ثوبین ازار ورداء یعنے مستحب ہے کہ تین کپڑوں میں تہبند اور چادر پگڑی میں نماز پڑھے کہا امام محمد نے دو کپڑوں میں نماز مستحب ہے چادر اور تہبند میں اس سے بھی معلوم ہوا کہ بجائے قمیص چادر ہو تو بھی مستحب ادا ہو جاتا ہے تو ثابت ہو گیا کہ یہ جو فقہا نے تہبند کوڑتا اور پگڑی کے ساتھ نماز پڑھنا مستحب لکھا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ضرور یہی کپڑے ہوں بلکہ ان کے قائم مقام اگر دوسرے کپڑے بھی ہوں تو استحباب ادا ہو جاتا ہے ازار ہو یا اس کی جگہ پاجامہ ہو کوڑتا ہو یا اس کی جگہ چادر یا قبا ہو پس اس طرح پگڑی ہو یا اس کی جگہ ٹوپی ہو یا چادر سے ہر صورت میں نماز بلا کراہت ادا ہو جائے گی۔

یہی وجہ ہے کہ حضرات فقہا علیہم الرحمۃ نے تمام بدن کو ڈھانک کر ایک کپڑے سے نماز پڑھنا بھی جائز بلا کراہت لکھا ہے، چنانچہ بحر الرائق صفحہ ۲۵ جلد ۲ میں ہے وفی الخلا صۃ وغیرھا لا باس ان یصلے الرجل فی ثوب واحد متوشحأبه جمیع بدنه ویوم کذلک والمستحب ان یصلے الرجل فی ثلثۃ اثواب قمیص و ازار و عمامۃ اما لوصلے فی ثوب واحد متوشحابه جمیع بدنه کازارا لمیت تجوزصلا ته من غیر کراھۃ انتہے یعنی ایک کپڑے میں سارا بدن ڈھانک کر نماز پڑھنا اور پڑھانا بغیر کراہیت جائز ہے اس عبارت کے متعلق قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ کلمہ ویوم کذلک غالبا بحر الرائق میں بھی نہ ہو میں کہتا ہوں





بحر الرائق میرے پاس موجود ہے صفحہ ۲۸ جلد ۲ میں یہ عبارت بعینہا دیکھ سکتے ہیں مولینا وصی احمد شرح منیہ کے صفحہ ۳۴۸ میں لابن امیر الحاج کے حوالے سے ازار کے متعلق لکھتے ہیں۔ اما لو کان طویلا یمکن التوشیح به بروصبلے اوصلے فی قمیص واحدجازت صلاته من غیر کراھۃ کما مرحوا به ودلت علیه االسنة انته ے یعنی اگر ازار اتنا لمبا ہو کہ اس سے بدن ڈھانیا جا سکے یا ایک ہی قمیص میں نماز پڑھے تو نماز بلا کراہت جائز ہے جیسے کہ فقہاء نے تصریح کی اور سنت نے اس پر دلالت کی اس طرح عالمگیری صفحہ ۴۵ جلد ۱ میں جواز بلا کراہت کی تصریح ہے اس طرح کبیری شرح منیہ صفحہ ۳۲۷ میں ہے لیکن صاحب کبیری نے قاضی صاحب کی دو باتوں کا جواب یہی دے دیا ہے، قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ ایک کپڑے میں نماز کی اجازت کپڑا نہ ملنے کی وجہ سے ہے، دوسری یہ کہ مستحب کی ترک سے کراہت پیدا ہوتی ہے، صاحبِ کبیری فرماتے ہیں ولو صلے فی ثوب واحد متوسحابه جمیع بدنه کما یفعله القصارفی المقصرة جازفے المقصرة جاز من غیر کراھۃ مع تیسر وجود الطائر الذائد ولکن فیه ترك استحباب انتہے یعنے اگر ایک کپڑے میں نماز بدن ڈھانپ کر باوجود میسر ہونے پاک کپڑے زائد کے نماز پڑھ لے تو جائز بلا کراہت ہے لیکن اس میں مستحب کا ترک ہے تو معلوم ہوا کہ ترک مستحب سے کراہت لازم نہیں آتی کیونکہ ایک کپڑے میں سارا بدن ڈھانپ کر نماز پڑھ لینا ترک مستحب ہے مگر مکروہ نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حکم لاچاری کی حالت کا نہیں کیونکہ بوقت میسر ہونے زائد کپڑے کے جواز بلا کراہت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرات فقہاء علیہم الرحمۃ نے تصریح کی ہے کہ اگر پگڑی ایسی باندھ کر سر کی چوٹی ننگی ہو، تو مکروہ ہو گی دیکھو بحر الرائق صفحہ ۲۳ جلد ۲ اور عالمگیری صفحہ ۸۵ جلد اول تواب دیکھیے پگڑی باندھے ہوئے بھی نماز مکروہ ہوئی دیکھو

بحر الرائق صفحہ ۲۳ جلد ۱ اور عالمگیری صفحہ ۸۵ جلد اول تو اب دیکھئے پگڑی باندھی ہوئے بھی نماز مکروہ ہوئی اس لیے کہ وسط سر ننگا ہے، بس چاہیے کہ ازروئے تکاسل ننگے سر نماز نہ پڑھے پگڑی سے یا ٹوپی وغیرہ سے ڈھانک لے۔

اور یہی وجہ ہے کہ حضرات فقہا علیہم الرحمۃ نے تصریح کی ہے کہ اگر کسی کے سر سے نماز پڑھتے ہوئے ٹوپی اتر جائے تو وہ پھر رکھ لے، کیونکہ اگر نہ رکھے گا تو سر ننگا رہے گا اور نماز مکروہ ہوگی اور اگر رکھ لے گا تو کراہت سے بچ جائے گا۔ در مختار میں ہے ولو سقطت قلنسوتہ فاعادتہا افضل یعنی اگر ٹوپی گر جائے تو اس کا پھر سر پر رکھ لینا افضل ہے پس اگر ٹوپی سے نماز پڑھنا مکروہ ہوتا تو فقہاء پھر رکھ لینے کی کیوں اجازت دیتے۔

علاوہ اس کے مولینا وصی احمد مرحوم نے شرح منیہ صفحہ ۳۴۹ میں مستحب لباس کے بیان میں ازار ورداء و عمامۃ اونحوھا فرمایا ہے کہ پھر اسی صفحہ میں ونحوھا کی تفسیر ای القلنسوۃ کے ساتھ فرمائی ہے تو مولینا کی اس تصریح سے معلوم ہوا کہ ٹوپی مثل عمامہ کے ہے فثبت ماقلنا

نیز اثواب مستحبہ کے بیان میں عمامہ سے مراد کل مایغطے الراس ہے اور ٹوپی کو بھی شامل ہے جیسے کہ حدیث شریف میں محرم کو عمامہ پہننے کی ممانعت ہے تو اس کی شرح میں ملا علی قاری شرح سنہ کے صفحہ ۱۴ میں لکھتے ہیں المراد بھا ھنا کل مایغطے یعنی اس جگہ سے عمامہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جو سر کو ڈھانک لے فلیکن المراد بھا فیما نحن فیہ کذلک تو اس تحقیق سے ثابت ہوگیا کہ ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا پڑھانا جائز بلا کراہت ہے۔

کتب حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے بعض اوقات زائد کپڑے موجود ہوتے ہوئے بھی ایک کپڑے میں بدن شریف ڈھانپ کر





نماز پڑھی اور پڑھائی اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم خصوصاً حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم جابر و خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہم نے زائد کپڑے ہوتے ہوئے ایک کپڑے سے نماز پڑھی اور پڑھائی دیکھو شرح سنہ صفحہ للقاری صفحہ ۸۷، ۸۹ نیز جمہور صحابہ و تابعین و فقہاء و محدثین خصوصاً امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ ایک اس طرح ایک کپڑے سے نماز جائز ہے کما حققہ العینی فی شرح الصحیح للبخاری تو ٹوپی سر پہ ہوتے ہوئے نماز پڑھنا پڑھانا کس طرح مکروہ ہو سکتا ہے۔

نیز حالتِ احرام میں جو بلا اتفاق بغیر عمامہ نماز پڑھنے پڑھانے کا حکم ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ بغیر عمامہ کے نماز مکروہ نہیں ہوتی۔ اگر مکروہ ہوتی تو حالتِ احرام میں ننگے سر اس لیے رہ نہیں کہ وہاں ہیبت تذلل وانکساری ہے۔ واللہ تعالی اعلم

## قاضی صاحب کے دلائل کا رد

آیت یمدد کم ربکم بخمسۃ الاف من الملئکۃ مسومین سے خاص پگڑیوں کے وجوب یا سنیت پر استدلال صحیح نہیں، البتہ پگڑی باندھنے کا جواز زیادہ سے زیادہ افضیلت ثابت ہو سکتی ہے اور اس کا ہمیں انکار نہیں اور وہ بھی اس صورت میں جب کہ مسومین سے عمامہ باندھنے والے مراد لیے جائیں کیونکہ یہ بات تو مسلم ہے کہ فرشتوں نے اپنے آپ کو یا اپنے گھوڑوں کو کسی خاص علامت سے معلم کیا ہوا تھا۔ مگر اس میں بڑا اختلاف ہے کہ وہ علامت کیا تھی، بعض نے لکھا ہے کہ انہوں نے رنگدار صوف کے ساتھ گھوڑوں کی پیشانیوں اور دموں پر نشان کیا ہوا تھا اور بعض نے پگڑیاں، پھر کسی نے سرخ کسی نے زرد لکھا ہے، تو اس صورت میں صرف ایک ہی معنے کو متعین کر لینا

بغیر کسی قوی دلیل کے مناسب نہیں ہے۔

(۲) آیت خذوا زینتکم سے مراد ستر عورت ہے اور امام محمد رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ازار اور چادر میں نماز پڑھنے سے ستر عورت اور زینت دونوں حاصل ہیں، علاوہ اس کے ٹوپی بھی زینت میں داخل کابلی کلاہ اور ترکی ٹوپیاں علاوہ ان کے اور عمدہ ٹوپیاں جو اکثر مسلمان پہنتے ہیں باعث زینت ہیں پاس اس آیت سے بھی ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنے کی کراہت ثابت ہوئی۔

(۳) حدیث تسوموا فان الملئکة قدتسومت بالصوف الابیض فی قلانسھم ومغافرھم ذکرہ البغوی بغیر سند یعنی حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو بدر کے دن فرمایا کہ نشان کرو کہ ملائکہ نے سفید صوف کے ساتھ اپنی ٹوپیوں اور مغفروں میں نشان کیا ہے تو ثابت ہوا کہ ملئکہ ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔ اور ٹوپیوں پر سفید صوف کے نشان تھے تو حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو بھی نشان کا حکم فرمایا کہ اگر اس حدیث میں پگڑی پہننے کا حکم ہے تو کیا بدر سے پہلے صحابہ پگڑی نہیں پہنتے تھے یا بدر کے دن صحابہ کے سروں پر پگڑیاں نہ تھیں، اگر یہی بات ہے تو پھر آپ کا یہ قول کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے فرشتوں کو اُسی لباس میں بھیجا جو لباس آنحضرت ﷺ و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہنے ہوئے تھے" باوجود اس کے حدیث کی سند مذکور نہیں کہ صحیح ضعیف معلوم ہوسکے، لیکن اگر صحیح ثابت بھی ہوجائے تو بھی اس سے ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنے کی کراہت ثابت نہیں ہوتی۔

۴۔ حدیث اتعمموافان الملئکة قدتعممت کی بھی یہی سند مذکور نہیں لیکن اس سے بھی ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنے کی کراہت نہیں نکلتی۔

حدیث علیکم بالعمائم جس سے قاضی صاحب نے وجوب عمامہ ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے اس کو عزیزی نے شرح جامع صغیر صفحہ ۴۵۲ میں ضعیف لکھا ہے





اور ضعیف حدیث سے نہ وجوب ثابت ہوتا ہے سنیت۔

(۵) جن احادیث سے قاضی صاحب نے عمامہ کو مسلمانوں اور کافروں کا امتیازی نشان ثابت کیا ہے، ہم مانتے ہیں کہ اس زمانہ اور اس ملک میں ہوگا لیکن کما علامہ حفنی نے حاشیہ سراج المنیر میں فلبس العمامة سنته للمتميز بيننا وبين الكفار وتكون بقدر عاده اهل البلد یعنی عمامہ پہننا اپنے اور کفار کے درمیان تمیز کے لیے سنت ہے، اور یہ سنت بقدر عادت اہل بلد کے ہوگی۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں مسلمانوں کا امتیازی نشان عمامہ نہیں کیونکہ اکثر ہندو سکھ و چوہڑے چمار بھی عمامہ باندھتے ہیں، آج اگر لباس میں مسلمانوں کا کوئی امتیازی نشان ہے تو صرف ترکی ٹوپی ہے۔ اگر عمامہ ہی مان لیں تو اس سے بھی ٹوپی کی کراہیت نہیں نکلتی، غایۃ ما فی الباب عمامہ کی فضیلت ثابت ہوگی۔ اور بس۔

(۶)۔ حدیث دیلمی کی سند مجھے نہیں ملی ظن غالب ہے کہ ضعیف ہوگی اور حدیث رکانہ رضی اللہ تعالی عنہ کی جس کی بنا پر بعض علماء نے ٹوپی کو مشرکین کی وضع لکھا ہے، یقیناً ضعیف ہے اس کی سند میں ابوالحسن عقلانی اور محمد بن رکانہ اور ابو جعفر ہیں، اور یہ تینوں مجہول ہیں دیکھو تقریب و میزان نیز اس کے معنوں میں بھی اختلاف ہے، علامہ طیبی نے شرح مشکوۃ میں اور مجمع البحار کے صفحہ ۴۳۰ میں لکھا ہے فرق ما بيننا العمائمه على القلانس اے الفارق بيننا انا نعم على القلانس والمشركون يكتفون بالعمائم یعنی ہم مسلمان ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے ہیں اور مشرکین عمامہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اشعۃ اللمعات صفحہ ۵۸۳ جلد ۳ میں فرماتے ہیں۔ ایں عبارت دو احتمال دارو کہ مادستارمے نیدیم برکلاہ و ایشاں عمامہ مے بند ندبے کلاہ وگفتہ اندکہ مراد معنے ثانی است چہ عمامہ بوشیدن بیقین معلوم است و پوشیدن

کلاہ تنہا غیر واقع انتہ ے نواب قطب الدین دہلوی نے بھی مظاہر حق میں انہی معنوں کو ترجیح دی ہے۔ اور ظاہراً یہی معنی صحیح معلوم ہوتے ہیں اس لئے کہ اکثر ہندو اور سکھ وغیرہم پگڑیاں تو باندھتے ہیں۔ لیکن ٹوپیوں پر نہیں باندھتے ہیں الا ماشاء اللہ۔

**فائدہ :۔**

ہاں اگر مشرکین سے قوم نصارے مراد ہو تو خاص وہی ٹوپی جو نصاریٰ کی مخصوص ہے بسبب مشابہت کفار نماز اور غیر نماز میں منع ہوگی۔ دوسری ٹوپیاں جو مخصوص بالکفار نہیں منع نہ ہوں گی۔

ملا علی قاری مرقاۃ صفحہ ۴۲۷ جلد ۴ اور ۴۲۴ جلد ۴ میں لکھتے ہیں کہ آج (یعنی علی قاری کے زمانہ میں) صرف ٹوپی پہننا مشائخ یمن کا شعار ہوگیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عرصہ سے صرف ٹوپی پہننا مسلمانوں کا اور وہ بھی مشائخ کا شعار مقرر ہو چکا ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس کی ممانعت کسی حدیث صحیح میں نہیں ہے۔

(۷) حدیث خم عدیر مرسل ہے اور اس کی روایت میں بھی کلام ہے دیکھو میزان ذہبی ترجمہ عبداللہ بن بسر صفحہ ۲۲ جلد دوم اور اس سے بھی ٹوپی کی کراہت نہیں نکلتی۔

(۸) وہ حدیثیں جنہیں عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنے کی بہ نسبت بلا عمامہ کے فضیلت بیان کی گئی ہے صرف فضیلت عمامہ ثابت کرتی ہیں اور بس اور وہ ضعیف بھی ہیں جس طرح گھر کی نماز بہ نسبت مسجد کے۔

(۹) مسجد کی تنہا بہ نسبت جماعت کے اور مسجد محلہ کی بہ نسبت مسجد جامع کے اور مسجد جامع کی بہ نسبت مسجد نبوی کی بہ نسبت مسجد اقصے کے ثواب میں کم وبیش ہیں لیکن مکروہ نہیں، اس طرح نماز بلا عمامہ بہ نسبت باعمامہ کے فضیلت میں کم ہے مگر مکروہ نہیں۔





## جواز پر استدلال سرور عالم ﷺ کا بغیر عمامہ ٹوپی پہننا

جواز کی ایک دلیل یہ ہے کہ سرور عالم ﷺ کا بغیر عمامہ ٹوپی پہننا سے ثابت ہے۔ جناب قاضی صاحب نے بڑی زور سے حضور علیہ السلام کے بغیر عمامہ ٹوپی پہننے سے انکار کیا ہے۔ اور اس انکار پر مرقاۃ کا حوالہ دیا ہے۔ مگر افسوس اگر قاضی صاحب مرقاۃ کے اسی باب کو غور سے دیکھتے تو امید ہے کہ انکار نہ کرتے۔ سفر السعادت میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ گاہ مہ بے کلاہ پوشیدہ وگاہے باکلاہ دگاہے۔

شرح ابو داود صفحہ ۹۶ جلد ۴ امام غزالی رحمہ اللہ علیہ احیاء العلوم صفحہ ۶۲۸ جلد دوم میں فرماتے ہیں ان یلبس القلنسوۃ بغیر عمامۃ ویلنس العمامۃ بغیر قلنسوۃ انتہے عون المعبود شرح ابو داود صفحہ ۹۶ جلد ۴ امام غزالی رحمہ اللہ احیاء العلوم صفحہ ۲۶۸ جلد دوم میں فرماتے ہیں کان یلبس القلانس تحت العمامۃ وبغیر عمامۃ اھ یعنے رسول کریم ﷺ کبھی عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے اور کبھی بغیر عمامہ کے پہنتے تھے علامہ سیوطی رحمہ اللہ جامع صغیر میں لکھتے ہیں کان یلبس القلانس تحت العمائمہ وبغیر العمائم ویلبس العمائمہ بغیر قلانس اھ سراج المنیر شرح جامع الصغیر صفحہ ۱۸۳ اسی حدیث کو علی قاری رحمہ اللہ نے حوالہ جامع صغیر مرقاۃ میں بھی لکھا ہے نیز امام سیوطی رسائل اثناء عشر کے صفحہ ۲۷ میں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔ وقد ذکر البارزی فی توثیق عرسے الایمان ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یلبس القلانس تحت العمائم ویلبس انقلانس بغیر عمائمہ ویلبس العمائم بغیر قلانس اھ پھر اس کے آگے فرماتے ہیں کہا رسم بن یزید طحان نے میں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بصرہ میں دیکھا وعلیہ قلنسوۃ طیۃ اس پر ٹوپی لاطیہ تھی، جو سر کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے اسے سمجھا جاتا ہے کہ ٹوپی بغیر عمامہ تھی۔ اور مشکوۃ: میں ایک ضعیف حدیث

میں آیا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے صحابہ کرام کی ٹوپیاں کشادہ تھیں جو سر پر لگی ہوئی ہوتی ہیں۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ کبھی حضور علیہ السلام صرف ٹوپی بھی پہنتے تھے چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول کریم ﷺ کے سر مبارک پر مغفر تھی جو آہنی ٹوپی کو کہتے ہیں پس کبھی ٹوپی اور کبھی پگڑی پہننے والا ہرگز تارک سنت نہیں ہے۔

## قاعدہ :

## ترکِ مستحب سے کراہیت لازم نہیں آتی

قاضی صاحب نے در مختار کی عبارت سے یہ مسئلہ سمجھا ہے کہ تمام سنتوں اور مستحبوں کا ترک کراہت پیدا کرتا ہے، لیکن افسوس کہ شامی میں اس کی تفصیل دیکھ لیتے۔ علامہ شامی صفحہ ۴۸۲ میں حوالہ الرائق فرماتے ہیں لایلزم من ترک المستحب ثبوت الکراھۃ اذلابدلھا من دلیل خاص اھ یعنے ترک مستحب سے ترک کراہت لازم نہیں آتا۔ کیونکہ کراہت کے لیے دلیل خاص کی ضرورت ہے پھر آگے لکھتے ہیں کہ خلاف اولے عام ہے ہر مکروہ تنزیہہ خلاف اولے ہے لیکن ہر خلاف اولے مکروہ نہیں۔ مثلاً ترک نماز ضحٰی خلاف اولے ہے مگر مکروہ نہیں

## ۔کیا ٹوپی پہننا ترک سنت ہے؟

قاضی صاحب فرماتے ہیں یہاں ترک سنت ہے اور ترک سنت بالا دلے مستلزم کراہت ہے میں کہتا ہوں مواظبت نبویہ جو دلیل سنیت ہے۔ وہ ہے جو عبادات میں ہو بھی عادات میں کمانی شرح الوقایہ وغیرہ اور عمامہ کی مداومت اگر ثابت بھی





ہو جائے تو وہ عادات سے ہے فلا یکون ترکہ مکروہا۔ نعم الاولے الاقتداء به صلے الله علیه وسلم کما حققه الشیخ الکھنوی فی نقع المفتی فی صفحہ ۳۷ مکرد عرض ہے کہ اگر فقہ کی کسی معتبر کتاب میں ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا پڑھانا مکروہ لکھا ہو تو علے الراس والعین خاکسار کو مان لینے میں ہرگز تامل نہیں ہوگا۔

## اس مسئلہ میں دوسرے علماء کے آراء گرامی

مولوی عمر الدین ہزاروی نے خاص اس بحث میں ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام "ازالة الملامة عن الامامة بغير العمامة" ہے، جو تحفہ حنفیہ میں شائع ہوا اس میں مولینا نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا اور پڑھانا بلا کراہت جائز ہے۔ اس پر بہت علماء کے دستخط اور تقریظیں ہیں۔ سید حیدر شاہ صاحب متوطن کچھ بھوج مولنا عبد المقتدر بدایونی۔ مولنا محب احمد بدایونی وغیرہم نے اس رسالہ کو بہت پسند فرمایا ہے بالخصوص مولنا وصی احمد محدث مرحوم کی بڑی لمبی تقریظ ہے۔ جس میں انہوں نے اس رسالہ کو پسند فرما کر مولف کی تصویب و تحسین فرمائی۔

## فاضل بریلوی مدظلہ کا فتوے۔

اسی رسالہ پر اعلی حضرت قبلہ فاضل بریلوی کی تقریظ ہے جو ناظرین کو مزید اطمینان کے لیے بعینہ لکھی جاتی ہے۔ آپ کے الفاظ طیبہ یہ ہیں۔

اللھم لک الحمد الحکم الذی ذکرہ الفاضل المجیب فھو معق ومصیب فی الواقعه بے عمامہ کے صرف ٹوپی سے امامت موجب کراہیت نہیں اگرچہ عمامہ احسن وافضل ہے، ہاں بالکل برہنہ سر نماز مکروہ ہے وہ بھی جب کہ براہ کسل ہو اور اگر بہ نیت تذلل ہے تو وہی افضل ہے۔ علے مانص علیه

امام برہان الدین صاحب الھدیۃ رحمہ اللہ تعالیٰ فی التجنیس والمزید مراقی الفلاح میں
ہے تکرہ وھومکشوف الراس تکاسلالترک الوقار لا للتذلل والتضرع
وقال فی التجنیس یستحب له ذلک حاشیہ علامہ طحطاوی میں ہے قوله
ویستحب له ذلک به علم رد قول من قال انه عند قصده ذلک خلاف
الاولیٰ واللہ سبحانه و تعالیٰ اعلم و علمه جل مجده اتم واحکم۔

الفقیہ:۔امر تسر جلد ۳ نمبر ۳۵ ص ۱۱ ۵ دسمبر ۱۹۲۰ء ۱۳۳۹ھ

## جائز ہے کے کرشمے

اس علمی مکالمہ سے ثابت ہوا کہ ٹوپی سے نماز بلا کراہت جائز ہے لیکن بعض حضرات کا یہ کہنا (یہ جائز ہے) یہ تو نہیں کہتا کہ رسول اللہ ﷺ کی محبوب سنتوں کو ترک کر دیا جائے اور یہ جائز ہے پر عمل کیا جائے مثلاً

۱۔ کھڑے ہو کر بوقت ضرورت پیشاب کرنا جائز ہے تو کیا ہمیشہ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے رہو گے۔

۲۔ کھڑے ہو کر بوقت ضرورت پانی پینا کھانا جائز ہے تو کیا ہمیشہ کھڑے ہو کر کھاتے رہو گے۔

۳۔ بوقت ضرورت قبلہ رخ پیشاب وغیرہ کرنا جائز ہے تو کیا ہمیشہ قبلہ رخ پیشاب وغیرہ کرتے رہو گے۔

۴۔ بوقتِ ضرورت حرام کھانا پینا جائز ہے تو کیا ہمیشہ حرام کھاتے پیتے رہو گے۔

۵۔ بوقتِ ضرورت ننگے سر اور ننگے بدن نماز پڑھنا جائز ہے تو کیا ہمیشہ ننگے سرلور ننے بدن نماز پڑھتے رہو گے۔





## غیر مقلدین وہابی:

غیر مقلدوں کے اکثر مسائل اسی قانون و قاعدہ پر چلتے ہیں کہ وہ روایات و احادیث نکال لاتے ہیں۔ جنہیں ہم جائز تو کہہ سکتے ہیں لیکن سنت نہیں مثلاً ننگے سر نماز پڑھنا پاک جوتے پہن کر نماز پڑھنا وغیرہ سنت وہی کہلائے گی جس فعل پر حضور سرور عالم ﷺ نے مداومت فرمائی ہے۔ اسی جواز کے سہارے پر انگریز نے ہمارے ملاؤں سے جواز کے کے دلائل لکھوا کر سنن مصطفیٰ ﷺ پر پانی پھیرا۔ مثلاً کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور کھڑے کھڑے کھانا پینا، پگڑی اتار پھینکنا،۔ اور ننگے سر پھیرنا وغیرہ وغیرہ۔ اسی لیے فقیر اویسی غفرلہ کی گزارش ہے کہ علماء کرام و مشائخ عظام کو جواز کے چکر میں پھنسنے کے بجائے اپنے اور اپنے متعلقین پر کڑی نگرانی کرتے ہوئے یہ سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر پابندی فرمایئے بلکہ مستحبات تک ہاتھ سے نہ جانے دیجیے، اسی میں حضور ﷺ کی خوشنودی ہے اور سنت کے ترک پر ناراضگی۔

## حکایت سرکار سیرانی (رحمۃ اللہ علیہ)

یہ مُسلّم ہے کہ موت کے بعد انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے اجساد مبارکہ مزارات میں تا قیامت محفوظ رہتے ہیں اور ہر عوام کے اجسام تین دن کے بعد قبور میں پھٹتے ہیں اور پھر مٹی میں مٹی ہو جاتے ہیں سوائے چند خوش قسمت انسانوں کے۔ ان میں ایک جو کسی سنت نبوی پر مداومت (ہمیشگی) کرنے والا، سیدنا محکم الدین سیرانی قدس سرہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک آدمی بڑا نیک تھا لیکن دریا کی طغیانی کی وجہ سے اس کی قبر کو نقصان پہنچا جب عوام نے اس کا صندوق قبر سے باہر نکالا تو سوائے ہڈیوں کے اور کوئی چیز باقی نہ تھی۔ آپ نے فرمایا جو شخص رسول اللہ ﷺ کی سنت کی

پیروی کرے گا اس کا جسم سلامت رہے گا اگر ذرہ برابر بے پروائی کرے گا تو باوجود کمالات کے نقصان ہوگا۔ (ذکر سیرانی صفحہ ۴۱۔ ۴۲)

## حکایت سرکار گولڑہ (رحمتہ اللہ علیہ)

حرمین طیبین کے سفر میں وادی حمراء میں یہ راستہ بدر مدینہ طیبہ کے قریب ایک وادی ہے فقیر اویسی غفرلہ اسی وادی کی زیارت سے بارہا مشرف ہوا ہے) حضور سرور عالم ﷺ نے حضرت گولڑوی قدس سرہ کو زیارت سے مشرف فرما کر ارشاد فرمایا کہ "میری سنت پر تم عمل نہ کروگے تو اور کون کرے گا وہ یوں ہوا کہ شاید کسی خاص وجہ سے آپ سے سنن عشاء ترک ہوگئیں اس ترک پر انتباہ فرمایا گیا اسی واقعہ کی طرف حضرت گولڑہ قدس سرہ نے اپنے کلام میں بھی اشارہ فرمایا۔

اس طرح کے بے شمار واقعات پیش کئے جاسکتے ہیں فقیر ان علماء و پیر صاحبان سے باادب ہو کر عرض کرتا ہے جو سنت مصطفیٰ ﷺ چھوڑ کر جواز کے چکر اعدائے اسلام کے طریقوں پر عمل پیرا ہیں کہ آپ حضرات ہمارے اسلام کی کشتی کے کشتیبان ہیں آپ کا فرض ہے کہ ادائے مصطفےٰ ﷺ کو خود بھی اپنائیں اور اپنے حلقہ اثر میں بھی اسی کو رواج دیں۔

## ادائے رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہر ادا کی قسم یاد فرمائی ہے آخر ہے تو سہی کچھ اس راز داری میں اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ اسلام ہے ہی ادائے رسول ﷺ کا نام بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی دلیل ہے۔

حضور اقدس ﷺ کا کوئی خاص لباس نہ تھا جس کا التزام کیا جاتا ہو۔ جو کچھ میسر ہو تا بلا تکلف زیب تن فرماتے۔





## روزمرہ کا لباس

لباس چادر قمیص اور تہبند تھی حضور اقدس ﷺ قمیص کو بہت پسند فرماتے تھے۔ (زاد المعاد مواہب اللدنیہ)

آپ ﷺ کے قمیص کی آستین ہاتھ مبارک کے گٹے تک ہوتی۔ (ترمذی، ابوداود)

جب آپ ﷺ کرتہ مبارک زیب تن فرماتے تو داہنے سے شروع کرتے (ترمذی) سیدھا ہاتھ سیدھی آستین اور پھر الٹا ہاتھ الٹی آستین میں)

بعض اوقات آپ نے اونی جبہ شامیہ بھی استعمال فرمایا جس کی آستین اس قدر تنگ تھی وضو کرنا چاہا تو چڑھ نہ سکی اور ہاتھ کو آستین سے نکالنا پڑا۔

جبہ کسروانی بھی پہنا جس کی جیب اور دونوں آستیوں پر دیبا کی سنجاف تھی خیال رہے یہی وہ جبہ تھا جو کہ آپ کے وصال کے بعد پہلے حضرتِ ام المومنین عائشہ صدیقہ اور ان کے بعد حضرت اسماء بنتِ ابی بکر کے پاس محفوظ تھا وہ فرماتی ہیں کہ اسے دھو کر بغرض شفا بیماروں کو پلاتے ہیں۔ (مسلم)

یمن کی دھاری دار چادریں جن کو عربی میں حِبَرَہْ کہتے ہیں بہت زیادہ پسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نیا لباس جمعہ کے روز پہنتے۔ (فتح الکبیر)

آپ ﷺ کے اوڑھنے کی چادر لمبائی میں چار گز اور چوڑائی میں دو گز ایک بالشت ہوتی تھی۔ (زاد المعاد)

آپ ﷺ کبھی چادر کو اس طرح اوڑھتے کہ چادر کو سیدھی بغل سے نکال کر الٹے کندھے پر ڈال لیتے۔ (تاکہ جواز کی صورت نکل آئے نہ یہ کہ ہمیشہ اس طرح فرماتے)

آپ ﷺ نے ایک ایسی اونی چادر بھی پہنی جس پر کجاوہ کی شکل بنی ہوئی تھی۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

آپ ﷺ نے ہمیشہ تہبند باندھا ہاں، امام احمد اور اصحاب سنن اربعہ نے شلوار کا کپڑا خریدنے کی روایت کی لیکن پائجامہ یا شلوار پہننا صراحتہً ثابت نہیں۔

آپ ﷺ تہبند ہمیشہ ناف سے نیچا باندھتے اور نصف پنڈلی سے اونچا رکھتے۔ (مواہب اللدنیہ)

حضور ﷺ کے تہبند کا اگلا حصہ پچھلے سے قدرے نیچا ہوتا۔

(ابو داود عن عکرمہ عن ابن عباس)

بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے حلہ حمراء بھی استعمال فرمایا حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں چاندنی رات تھی حضور ﷺ حلہ اوڑھے ہوئے تھے میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی حضور کے چہرہ انور کو، بالآخر میرا فیصلہ یہی تھا کہ فاذاھوا حسن عندی من القمر کہ حضور چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ (مشکوۃ، ترمذی، دارمی)

**مسئلہ :۔**

حمراء اگرچہ سرخ رنگ کو کہتے ہیں لیکن آپ نے خالص سرخ رنگ کا لباس کبھی نہ پہنا بلکہ حلہ حمراء ایک قسم کی یمنی چادر تھی جس میں سرخ دھاریاں ہوتی اگرچہ آپ کی تمام زندگی فقر و سادگی کی مظہر ہے تاہم آپ نے کبھی کبھی نہایت قیمتی اور نفیس لباس بھی زیب تن فرمایا (اسی لیے پیر و مرشد سرکار خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن شریف قدس سرہ کے سرخ رومال پر اعتراض کرنا جہالت ہے) کیونکہ وہ سرخ ہے لیکن دھاری دار۔

## مزید عبارات فقہاء برائے جواز

مکالمہ مذکورہ کے چند مضامین الفقیہ ۲۱ مئی ۱۹۳۲ تا ۷ جون ۱۹۳۲ء ملاحظہ ہوں، غالباً حضرت مولانا علامہ محمد مصائب علی صاحب جادرہ لکھتے ہیں۔





مسئلۃ الامامہ بالقلنسوہ والعمامہ۔

دینیات میں علماء پر بے تامل اتہام لگانا کب درست ہو سکتا ہے یہ بات تو علیحدہ ہے کہ قاضی صاحب نے جامع صغیر کا ملاحظہ کر لیا ہو اور حوالہ دینا غیر ضروری سمجھ کر ترک فرما دیا ہو، اور جامع صغیر کا ان کے پاس کوئی نسخہ ایسا ہی ہو کہ جس میں لفظ بغیر العمائم نہ ہو، لیکن عبارت حدیث وہ صحیح ہے جو مفتی صاحب نے لکھی ہے اور اس کی تصدیق علاوہ دیگر روایات کے کتاب التیسیر شرح جامع صغیر مطبوعہ مصر جز ثانی صفحہ ۲۸۴ سے بھی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ احیاء العلوم کے باب آداب اللباس میں لکھا ہے کان یلبس القلانس تحت العمائم وبغیر عمامة و ربما نزع قلنسوته من راسه فجعلها سترة بین یدیه ثم یصلی الیها یعنی آنحضرت ﷺ ٹوپی پہنتے تھے عمامہ کے نیچے اور بغیر عمامہ کے اور کبھی ٹوپی کو سر مبارک سے اتار کر سامنے اس کو سترہ کر لیتے تھے۔ اور اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔

امام عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث جامع صغیر کے بقیہ حصہ کو شرح کرتے ہوئے لکھا ہے (ویلبس) القلانس (ذوات الآذان) اذا کان (فی الحرب وکان ربما نزع قلنسوته) ای اخرج راسه منها (فجعلها ستره بین یدیه وهویصلی) ای اذا لم یتسیرله حنذ مایستتربه اوبیانا للجواز یعنی آنحضرت ﷺ جہاد کی حالت میں گوشہ دار ٹوپی پہنتے تھے اور کبھی اس کو سر سے اتار کر سترہ کر لیتے تھے۔ اور اس کی طرف نماز پڑھتے تھے جب کہ سترہ کرنے کے قابل اس وقت کوئی اور شے موجود نہ ہوتی۔ یا اظہار جواز کے لیے، سفر السعادت میں ہے، النبی ﷺ لبس السراویل ولبس العمامة بغیر قلنسوة و مع القلنسوة القلنسوة بغیر العمامة جس کا ترجمہ کتاب مذکورہ کی شرح میں شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے آنحضرت ﷺ گاہ عمامہ بی کلاہ می

پوشیدگاہ کلاہ بلی عمامہ

عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے کشف الغمہ میں لکھا ہے، کان ابن مسعود رضی اللّٰہ تعالی عنہ یقول سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول کان علی موسی علیہ الصلوۃ والسلام یوم کلمہ ربہ سراویل صوف وجبۃ صوف و کساء صوف کمتہ صوف ونعلان من جلد حمار المیت الکہر والقسنوۃ والصغیر علی الراس عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے جس روز اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا ان کا زیرِ جامہ اور جبہ اور چادر اور ٹوپی اور مردہ گدھے کا چمڑہ کے پاپوش پہنے ہوئے تھے یہ حدیث ترمذی شریف وغیرہ میں بھی آئی ہے۔

صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم بالعموم ٹوپی بھی استعمال کرتے تھے اور اس سے انکار جہالت ہے متعدد احادیث کتب صحاح وغیرہ میں وارد ہیں خوف طوالت سب کی نقل کو ترک کیا گیا اگر کوئی چاہے دیکھ سکتا ہے خصوصاً یہ کہ جب حج کے موقعہ پر نبی کریم ﷺ سے احرام کی حالت میں دوسرے لباس کے استعمال کو دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ قمیص، زیر جامہ، ٹوپی، موزے وغیرہ جامہ ہائے دوختہ پہنیں پس اگر صحابہ ٹوپیاں پہنتے نہ ہوتے تو منع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

ان روایات واحادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمامہ پہنتے تھے، ساتھ ٹوپی کے اور کبھی عمامہ بغیر ٹوپی کے اور کبھی ٹوپی بغیر عمامہ کے اس صورت میں قاضی صاحب نے جن احادیث کا حوالہ دیا ہے یا ان کے علاوہ اور احادیث اس باب میں وارد ہیں کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان میں ٹوپی پر عمامہ باندھنا فرق ہے اس لیے احادیث مندرجہ بالا کی یہی موافقت ہے، کہ مابہ الامتیاز درمیان اہلِ اسلام اور مشرکین کے یہ کہ کہا مرقاۃ میں ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے





نحن نتعیم علی القلانس وھم یکتفون بالعمائم ہم عمامہ باندھتے ہیں ٹوپیوں پر اور وہ صرف عماموں پر اکتفا کرتے ہیں یا یہ کہ تصریح کی قاضی ابوبکر وغیرہ نے انھم یکتفون بالقلانس یعنی وہ صرف ٹوپیوں پر اکتفا کرتے ہیں قاضی صاحب کا یہ قول صحیح قرار نہیں پاتا کہ آنحضرت ﷺ نے صرف اکیلی ٹوپی کو کبھی نہیں پہنا اور اس قول کو ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ کی طرف نسبت کیا گیا ہے بحوالہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت ﷺ کا ٹوپی کو بغیر عمامہ کے پہننا روایت نہیں کیا گیا یعنی صرف اکیلی ٹوپی کو کبھی نہیں پہنا، یہ بھی غلطی ہے اس وجہ سے کہ صاحبِ مرقاۃ نے لکھا ہے کہ (حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ) ٹوپی کو بغیر عمامہ پہننا روایت نہیں کیا گیا ہے اور اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ بالکل آنحضرت ﷺ کا ٹوپی اس طرح پہننا کسی روایت میں بھی نہیں آیا ہے جیسا کہ قاضی صاحب نے ان کے قول میں یہ بڑھا دیا کہ یعنی صرف اکیلی ٹوپی کو کبھی نہیں پہنا بلکہ عدم روایات کا اشارہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف سے سمجھ میں نہیں آتا کہ بغیر تحقیق وتلاش صحیح فتوے کی تردید اور مفتی صاحب کی تحریف کا اعلان کر دیا گیا۔ آگے بڑھ کر قاضی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ "اور جو حدیث (مفتی صاحب نے) لکھی اس کا ترجمہ بھی درست نہ کیا" حالانکہ مفتی صاحب نے نظر بر اختیار ترجمہ لکھا ہی کب ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قاضی صاحب نے تردید لکھنے میں تامل سے مطلق کام نہ لیا۔

قاضی صاحب لکھتے ہیں جو حدیث جامع صغیر سے مفتی صاحب نے لکھی ہے اس کا تعلق امامت سے بالکل نہیں ہے اس کے بعد خود جو احادیث نقل کیں چاہیے تھا کہ اعتراض کی تائید میں آپ کوئی دلیل پیش کرتے جس سے ثابت ہوتا کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ عمامہ سے نماز پڑھائی اور ٹوپی سے کبھی نہیں پڑھائی مگر ایسی کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی ہے پھر لکھتے ہیں دیگر کتب فقہ میں ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ لکھا

ہے مگر یہ ذکر نہیں کیا کہ کن کتابوں میں لکھا ہے کہیں ایسا بھی لکھا ہو یہ ممکن ہے مگر بطور اجمال بعض کا خاص طور پر ذکر کرنا نہایت ضروری تھا اور معارضہ روایات کے مقابلہ میں حق مرجح اور قول مختار کی تشریح کرنا چاہیے تھی تاکہ دیکھنے والے کو اطمینان ہو سکتا اور یہ کہ مفہوم عبارت در حقیقت یہی ہے یا نہیں اور کراہت و ناجوازی کی علت کیا ہے اور ٹوپی کسی خاص قسم کی یا مطلق ٹوپی سے نماز مکروہ ہے جب تک حوالہ کتب نہ لکھا جائے اطمینان کیونکر ہو سکتا ہے۔

ستر عورت واجب اور لباس مستحب اور جائز کی جو تحدید کی گئی ہے ان کے دیکھنے سے تو قاضی صاحب کا فتوی اور اعتراض ضعیف معلوم ہوتا ہے۔

ا۔ فرمایا اللہ تعالی عزوجل نے خذوازنیتکم عندلکل مسجد یعنی پہن لو اپنی زینت کا لباس ہر نماز کے وقت والمراد بالزنیة مایواری العورة اور مراد زینت سے وہ ہے جو چھپاوے عورت کو وایں دلیل است بروجوب ستر عورت در نماز یعنی یہ دلیل ہے نماز میں ستر عورت کے واجب ہونے پر شیخ الاسلام تفسیر احمدی وغیرہ ایسا ہی لکھا ہے کتب احادیث وفقہ میں۔

۲۔ شیخ عبدالوہاب الشعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے کشف الغمہ میں لکھا ہے "کان صلی اللہ علیه وسلم یا مربستر الراس فی الصلوة بالعمامة اوالقلنسوة وینهی عن کشف الراس فی الصلوة آنخضرت ﷺ حکم دیتے تھے نماز میں سر ڈھانکنے کا عمامہ سے یا ٹوپی سے اور منع فرماتے تھے سر کھولنے سے نماز میں،

قابلِ غور ہے کہ جب خود سردار دو جہاں ﷺ حکم دیں کہ نماز میں عمامہ یا ٹوپی سے سر ڈھانک لینا چاہیے تو ٹوپی پہننا موجب، اس حدیث کے مسنون و مستحب ہوگا یا نعوذ باللہ مکروہ۔





۳۔ بخاری شریف میں ہے عن محمد بن المنکدر قال صلی جابر فی ازار قدسره من قبل قفاه وثیابه موضوعة علی المشجب فقال له قال تصلی فی ازاروا حدفقال انما صنعت ذلک یرانی احمق مثلک واینا کان له ثوبان علی عهدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احمد ابن المنکدر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ کہا نماز پڑھی جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے صرف ایک چادر میں کہ باندھا اس کو گردن کی جانب سے اور اس وقت کپڑے ان کے پاس رکھے ہوئے تھے پس کہا ان سے ایک کہنے والے نے کہ تم صرف ایک ہی کپڑے سے نماز پڑھتے ہو تو جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ یہ میں نے اس وجہ سے کیا کہ دیکھے مجھ کو تم جیسا احمق اور وہ مجھ سے دریافت کرے تو میں اظہار جواز کے طور پر اس کو جواب دوں کہ ہم میں سے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کس کے پاس دو کپڑے تھے۔

اس حدیث کا ترجمہ اور شرح اشعتہ اللمعات میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے عن محمد ابن المنکدر گفت نماز گزادر جابر درازارے که بتحقیق بست آن رادر جانب گردن ازار چادر یست که اور ادرته می بند ند) وجابر آن رابند کرد تاکه دن و بربست وہمیں راپوشیده نماز گزار دپس گفت مرجابر راگونیده آیا میگزاری تو نماز دریک ازار باوجود آنکه جامه ہائے تو حاضراست پس گفت جابر نه کروم من آن. را مگر برائے آنکه تامے بنید مرا جاہلے مانند تو دبداز که نماز گزاردن دریک جامع جایزاست و خلاف سنت نیست و کدام یک ازمابود مراورا دوجامه درزمان پیغمبر ﷺ واگرچه بعداز وسعت وقدرت نماز گزاردن دردو جامه وتجمل درہیت نماز مستحب و متحسن است چنانکه جابر کرد نه بطریق تہادن وتکاسل انتہی ملخصا

اور شیخ الاسلام شرح بخاری میں لکھا ہے کہ پس گفت جابر نہ کردہ ام من آن رامگر برائے آنکہ بہ بیند بیخبردے ہمچوتودبداند کہ نماز گزاردن دریک جامہ جایزاست یعنی بقصد کردہ ام برائے تسلیم جواز وتوسعہ برعباد اگرچہ افضل نماز دردو جامہ باشد۔

## فائدہ :۔

شارحین نے اس حدیث کی تشریح کی ہے کہ نماز ادا کرنا ایک کپڑے میں جائز ہے اور خلافِ سنت نہیں ہے اگرچہ سرکار مدینہ ﷺ کے زمانہ مبارک کے بعد سعت اور قدرت دو کپڑوں کے ساتھ نماز ادا کرنے پر حاصل ہونے کی وجہ سے دو کپڑوں کے ساتھ اور اچھے لباس سے نماز پڑھنا مستحب اور مستحسن ہے اسی طرح شیخ الاسلام کے قول سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نماز ایک کپڑے سے ادا کرنا جائز ہے اس وجہ سے کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے کپڑے موجود ہوتے ہوئے صرف ایک کپڑے سے قصداً نماز پڑھی تاکہ لوگ اس کے جواز سے واقف ہو جائیں اور حکم میں گنجائش اور آسانی رہے، اگرچہ افضل نماز دو کپڑوں سے ہے۔ اس لحاظ سے نماز میں کراہت اگر دو کپڑوں کے علاوہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق ٹوپی بھی سر پر سجالے تو کیا حرج ہے۔

## ازالہ قول وہابیہ

ہمارے دور میں وہابی غیر مقلد بلاوجہ ننگے سر نماز پڑھتے ہیں اور دلیل بناتے ہیں حضرت جابر والی روایت کو دلیل بنا کر ہمیشہ ننگے سر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ ان کی حدیث صرف اظہار جواز کے لیے تھی، اور علامہ عینی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے





ہیں کہ ایک وجہ تھی کہ اس دور میں بعض مجتہدین سے فتویٰ جاری کردیا کہ ننگے جسم نماز پڑھنا ناجائز ہے، یہ قاعدہ اصولیہ ہے کہ تردید میں اس قسم کی سختی کا اظہار ہوتا رہتا ہے تو اب چاہیے کہ غیر مقلدین صرف ننگے سر نماز نہ پڑھیں وہ قمیص بھی اتار کر وہی صورت اختیار کریں جو احادیث میں ہے، اس مسئلہ کی تفصیل فقیر کے رسالہ " ننگے سر نماز میں پڑھیے

## ٹوپی سے نماز کے جواز کے مزید دلائل

علیه شرح منية المصلى مں ہے، وفى التحفة والبدائع واما المستحب فهوان يصلى فى ثلثة اثواب ازارو رداء وعمامة وكذاذكر الفقيه ابوجعفر الهندوانى فى غريب الروايته عن اصحابنا ومشى عليه فى الحاوى القدسى وقال محمد رحمته الله تعالى ان المستحب للرجل ان يصلى فى ثوبين ازادو رداء لانه يحصل ستره العورة والزنية جميعا قلت وهو الموافق لماقد مناه عن ابى حنفية رحمه الله عليه من انه من اخلاق الكرام ثم يمكن ان يكون المراد بالنسبة الى ماعدالداس للعلم باستحباب ستره بعمامة و نحوها الى القلنسوة وجريان العادة غالباً بذلک كما قد مناه مثله فى التوشح و جوازنا ان يكون هو الحاصل على عدم التعرض لسترالراس

یعنی تحفہ اور بدائع میں لکھا ہے اور لیکن مستحب پس وہ ازار چادر عمامہ تین کپڑوں سے نماز پڑھنا ہے اور ایسے ہی ذکر کیا فقیہہ ابو جعفر ہندوانی نے نادر روایت میں ہمارے اصحاب سے اور اسی قول پر چلے ہیں حاوی قدس میں اور کہا محمد رحمتہ اللہ علیہ نے یہ کہ واسطے آدمی کے مستحب یہ ہے کہ نماز پڑھے دو کپڑوں ازار اور چادر سے اس

واسطے کہ اس سے ستر عورت اور زینت دونوں حاصل ہو جاتے ہیں میں کہتا ہوں اور وہ
موافق ہے اس کے جو ہم نے ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے قبل ازیں ذکر کیا کہ ایسا کرنا
بزرگوں کی عادات سے ہے پھر ممکن ہے کہ باوجود سر کو عمامہ یا ٹوپی وغیرہ سے ڈھانکنے کا
استحباب معلوم ہوتے ہوئے ماعدا الراس کی نسبت یہ دو کپڑوں کا استحباب بیان کیا ہو اور
اس واسطے کہ غالبا عادت لوگوں کی یہی جاری ہے جیسے کہ مقدم ذکر کیا ہم نے مثل اس
کے توشح میں اور جائز کیا ہم نے وہی حاصل ہونا استحباب کا ستر الراس کے متعلق تعرض
نہ کرتے ہوئے، اس شرح میں ہے، ثم یتخلص ان المستحب من اللبس فی
حال السعة للرجل ازار ورداء وعمامة اونحوها اوقمیص وازار و عمامة
اونحوها وان الجائز منه من غیر کراهة للرجل التوشح بالثواب الواحد
من تغطیته الراس ببعضه ان لم یکن مستوراً بعمامة اونحوها الخ

یعنی پھر صاف ہوتی ہے یہ بات کہ گنجائش اور وسعت میں آدمی کے واسطے
لباس مستحب ہے ازار چادر اور عمامہ یا مثل اس کے کوئی اور شے یا قمیص اور ازار اور عمامہ
یا مثل اس کے اور تحقیق ہے، یہ کہ اس مجموعہ لباس میں سے آدمی کے واسطے پہننا
صرف ایک کپڑے کا کہ اسی سے سر بھی چھپ جائے۔ جائز ہے بلا کراہت اگرچہ ڈوپٹہ یا
ٹوپی سر پر نہ ہو،

فتاوی عالمگیری میں ہے والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلثة
اثواب قمیص وازار و عمامة امالو صلی فی ثوب واحد متوشحا به تجوز
صلاته من غیر کراهته

رسالہ ازالتہ الملامتہ عن الامامتہ میں بھی اس طرح لکھتے ہوئے مولانا محمد عمر
الدین ہزاروی نے لکھا ہے کہ ٹوپی سے امامت کرنا ہرگز ہرگز مکروہ نہیں ہے اس
رسالے پر عبدالغفور صاحب مرزا محمد صاحب نور محمد صاحب، حیدر شاہ صاحب





کچھوچھی ہدایت رسول صاحب لکھنوی، مولانا فقدانا مولوی احمد رضا خان صاحب جیسے
محقق عالم کا فتوے ہمارے اطمینان کے لیے کافی ہے مگر مزید تشریح واستفسار کے لحاظ
سے یہ رسالہ تحریر کیا گیا۔

(مسئلہ:) فتاوی برہنہ میں ہے در کنز گفتہ کہ کلاہ از سر فتاد افضل آنست کہ
بیک دست بر سر نہند اگر ٹوپی نماز سے مکروہ ہو تو اثنائے نماز میں سر سے گری ہوئی ٹوپی
کو پھر اٹھا کر سر پر رکھ لینے کو افضل لکھنے کی کیا ضرورت تھی، نماز تو دو کپڑوں سے بھی
ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: شرح منیہ میں ہے ان ستر المنکبین فی الصلوة مستحب یکرہ ترکہ تنزیہا عند اصحابنا
بے شک ڈھانکنا مونڈھوں کا نماز میں مستحب ہے اور نہ ڈھانکنا مکروہ تنزیہی ہے ہمارے
اصحاب کے نزدیک جب ایک کپڑے سے نماز پڑھنے کی حالت میں مونڈھے ڈھانکنے
سے آدمی استحباب میں داخل ہوا تو دو اور تین کپڑوں میں نماز مکروہ کیوں کر ہو سکتی ہے یہ
مسئلہ ردالمختار میں بھی لکھا ہے یعنی عندنا ستر المنکبین مستحب

## قاضی صاحب کا اعتراض نمبر ا

اب رہا یہ اعتراض کہ ٹوپی کے ساتھ امامت کرنے کے جواز کا جو فتوے دیا گیا
ہے وہ صحیح نہیں ہے اور یہ ہرگز ثابت نہ ہوگا کہ آنحضرت ﷺ نے ٹوپی پہن کر نماز
بھی پڑھائی ہے۔ اور دیگر کتب فقہ میں ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ لکھا ہے اور امامت
کرانا ٹوپی کے ساتھ بالا والے مکروہ ہے، یہ بالکل ثابت نہیں کہ سرور عالم ﷺ و
خلفائے راشدین و صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم یا آئمہ اربعہ نے ٹوپی کے ساتھ
جماعت یا امامت کروائی ہو، اس واسطے ایسا حکم دینا خلاف سنت ہے، (انتہی عبارت
اعتراض)

اس اعتراض پر کہ ٹوپی سے امامت کے جواز کا جو فتوے دیا گیا ہے وہ صحیح نہیں

ہے، یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا امامت اور اقتدار کے لیے کسی خاص لباس امتیازی کی بھی قید ہے اور کیا عمامہ شرائط امامت میں داخل ہے، سوائے افضیلت کے اور کیا اگر صرف ایک کپڑے سے نماز پڑھائی گئی ہو تو دو اور تین کپڑوں سے نماز پڑھانے کا جواز ثابت نہیں ہو سکتا، دیکھئے، البحر الرائق میں لکھا ہے، وفی الخلاصة وغیرھا لا باس ان یصلی الرجل فی ثوب واحد متوشحابه جمیع بدنه ویوم کذلک یعنے خلاصہ وغیرہ میں ہے کہ کچھ حرج نہیں ہے ایک کپڑے سے نماز پڑھنے میں جب کہ آدمی تمام جسم پر وہ کپڑا پہنے ہوئے ہو، اور ایسے ہی امامت کرے۔

احیاء العلوم میں ہے کانت له ملحفه مطبوغة بالزعفران وربما صلے با الناس فیها وحدها

یعنی آنحضرت ﷺ کے پاس ایک اوڑھنے کی چادر تھی زعفران سے رنگی ہوئی کبھی آپ صرف اسی چادر سے لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔

اس پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ نے زعفرانی رنگ کے لباس سے منع فرمایا ہے، چنانچہ جامع الصغیر وغیرہ میں ہے منع فرمایا ہے نبی ﷺ نے مردوں کو زعفران سے کپڑے رنگنے سے، جواب اس کا یہ ہے کہ اگرچہ بقول مختار زعفرانی رنگ کی مردوں کے کراہت ثابت ہے، لیکن فی الجملہ یہ مسئلہ اختلافی ہے کہ کہا گیا ہے یہ ممانعت صرف حالتِ احرام کے لیے مخصوص تھی، اور تائید قول احیاء العلوم میں اور بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں چنانچہ کشف الغمہ میں ہے قال انس رضی الله تعالی عنه کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصبغ ثیابه کلها بالزعفران حتی عمامة کہا انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑے زعفران سے رنگتے تھے یہاں تک کہ عمامہ بھی، بہر حال یہ اعتراض عث مانحن فیه سے خارج ہے، احیاء العلوم میں لکھا ہے وربما لبس الا زار الواحد





لیس علیه غیره ویعقد طرفیه بین کتفیه وربما ام به الناس علی الجنائز یعنی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف چادر پہنتے تھے کہ اس پر کوئی اور شے نہیں ہوتی تھی اور دو کنارے اس کے درمیان مونڈھوں کے باندھتے تھے اور کبھی امامت کرتے تھے لوگوں کی اسی چادر سے اوپر جنازوں کے۔

اس سے شرح جامع الصغیر سے حدیث لکھی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ جہاد کی حالت میں گوشہ دار ٹوپی پہنتے تھے اور کبھی اس کو سر سے اتار کر سترہ کر لیتے تھے، اور اس کی طرف نماز پڑھتے تھے وہ اتنی دراز ہوتی تھی کہ اس کو بجائے سترہ کے رکھ لیتے تھے تو قرینہ کے لحاظ سے یہ بات یقینی ہے کہ آپ اس کو بلا عمامہ اوڑھتے تھے، پھر بعید از قیاس ہے کہ اس حالت میں نماز پڑھانے کا اتفاق نہ ہوتا ہو۔ کیونکہ حالت سفر میں اور خصوصاً جہاد میں زیادہ تر فرائض وواجبات ہی پڑھنے کا اتفاق ہوتا تھا قصر کی وجہ سے۔

ترمذی میں ہے عن انس ابن مالک قال دخل النبی ﷺ عام الفتح و علی الراس المغفر یعنی انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ کہا تشریف لائے نبی ﷺ فتح مکہ کے سال اس حال میں کہ سر مبارک پر مغفر یعنی خود آہنی تھا کہ جو ٹوپی کے اندر پہنا جاتا ہے قاموس وصراح میں لکھا ہے زرد من الدرع یلبس تحت القلنسوة یعنی زرہ خود پہنا جاتا ہے ٹوپی کے نیچے پس یہ بھی ٹوپی کی جنس سے ہے اور حدیث مغفر موئید ہے حدیث مذکورہ بالا کی۔

## قاضی صاحب کا اعتراض نمبر ۲

اور اس کا جواب اس کے بعد قاضی صاحب کا یہ اعتراض کہ دیگر کتب فقہ میں ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ لکھا ہے معلوم نہیں وہ دیگر کتب کون سی ہیں اور کونسی ٹوپی سے نماز مکروہ لکھی ہے۔ مکروہ ہونے کی کیا وجہ ہے اکثر کتب فقہ میں تو جائز

لکھا ہے الامامت مع القلنسوۃ لیس بمکروہ کذا فی الواقعات سواء کانت العمامۃ موجودۃ اولیٰ کذافی المحیط وخزانۃ المسلمین حاشیہ فتاوی برہنہ امامت ساتھ ٹوپی کے مکروہ نہیں ایساواقعات میں لکھاہے اور برابر ہے عمامہ موجود ہویا نہ ایسامحیط اور خزانۃ المسلمین میں لکھاہے۔

## جواز کا حتمی فیصلہ :

امام احمد رضا کی فقاہت کالوہا آپ کے مخالفین بھی مانتے تھے لیکن آج کے ٹیڈی مجتہدین ان کے نام کا کھا کر بھی ان سے منحرف ہورہے ہیں
ہیں عجب کھانے غرانے والے
فقیران کا فتوی مبارک لکھ کر بحث کو ختم کرتا ہے۔

سوال :۔اگر مقتدی عمامہ باندھے ہوں اور امام فقط ٹوپی پہنے تو نماز مکروہ ہوگی یا نہیں۔

جواب :۔اس میں شک نہیں کہ نماز عمامہ کے ساتھ بے عمامہ سے افضل ہے کہ وہ اسباب تجمل ہے اور یہاں تجمل محبوب اور مقام ادب، اسی لیے تلاوت قرآن کے وقت تعمم (عمامہ باندھنا) مندوب ہوا کما فی الفتاوی قاضی خان اور نماز میں گویا دربار عظیم الشان حضرت ملک السمٰوت والارض جل جلالہ کی حاضری ہے، رعایت آداب بہ نسبت تلاوت کے اہم اور امام کہ سردار و مطاع قوم ہے اس کے ساتھ احق و الیق ہے لہذا نظافت ثوب وپاکیزگی لباس تقدیم استحقاق امامت سے قرار پائی (کمافی الدرالمختار) مگر بایں ہمہ صرف ترک اولی ہوا تو اس سے کراہت لازم نہیں آتی تاوقتیکہ اس کا ثبوت کسی خاص دلیل شرعی سے نہ ہو ورنہ نماز چاشت اور اشراق وغیرہا ہر مستحب کا ترک مکروہ ٹھہرے اور یہ صحیح نہیں یہاں عربی عبارت لکھ کر آخر میں فرمایا کہ جب تک





اس بار ہے میں نہی ثابت نہ ہوگی کراہت نہ مانی جائے گی۔ (فتاوی رضویہ صفحہ ۲۷۳ جلد ۳)

وہ بیماری جس میں بریلوی و دیوبندی مبتلا ہیں۔

اکثر مسجدوں کے امام عمامہ کے بجائے چھوٹے رومال ٹوپی کے اوپر یا ٹوپی کے بغیر نماز پڑھارہے ہیں اس سے امام ومقتدیوں کی نماز ضائع ہورہی ہیں،

## چھوٹے رومال کا حکم :

امام احمد رضا محدیث بریلوی قدس سرہ ایک سوال کے جواب میں لکھا کہ رومال اگر بڑا ہو کہ اتنے پیچ آسکیں جو کہ سر کو چھپالیں تو وہ عمامہ ہی ہوگا اور چھوٹے رومال جس سے صرف دو ایک پیچ آسکیں لپیٹنا مکروہ ہے اور بغیر ٹوپی کے عمامہ بھی نہ چاہیے نہ کہ رومال۔

حدیث شریف میں ہے فرق ما بیننا و بین المشرکین العمائم علی القلانس ہم میں اور مشرکوں میں فرق یہ ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ صفحہ ۴۱۸ جلد ۳)

فائدہ

یہی کیفیت گلوبند کی ہے اس کے متعلق بھی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا تو مذکورہ حدیث سے استدلال فرما کر اسے خلاف سنت بتایا اور اس کی بھی وہی تفصیل بتائی جو اوپر رومال کے متعلق لکھی گئی ہے (فتاوی رضویہ ص ۴۳۵ جلد ۳)

مسئلہ :امام بغیر عمامہ کے ہو اور مقتدی عمامہ سے تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ ننگے سر نہ ہو ٹوپی یا بڑا رومال سر پر ہو، ہاں خلاف اولی ہے اور اس سے نماز میں خلل نہیں آتا اور

نہ ہی کراہت (فتاوی رضویہ ص ۳۷۲ جلد ۳)

## تبصرہ اویسی غفرلہ

معقولہ مشہور ہے کہ ضد ایمان سے بھی پیاری ہے یہ ضد کے کرشمے ہیں کہ دیوبند کو اذان سے پہلے اور بعد کو صلاۃ و سلام سے ضد ہے تو اس کے روکنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں گے اس کے روکنے کے لیے مرنے مارنے کو جہاد سمجھیں گے لیکن ان کی اور اہلسنت مساجد کے اندر اسپیکر پر اذانیں ہو رہی ہیں اس کے لیے کبھی ان مجاہدوں کی رگ حمیت نہیں پھڑکتی حالانکہ مسجد کے اندر اذان (اسپیکر ہو یا بلا اسپیکر) باتفاق دیوبندی و بریلوی مکروہ تحریمی ہے تحقیق کے لیے دیکھیے فقیر کا رسالہ "نفحۃ الغبر علی الاذان عند المنبر" فقیر کی دونوں پارٹیوں سے دردمندانہ اپیل ہے کہ اذان مسجد کے اندر بند کراؤ مسجد کے باہر کمرے میں یا بڑے محراب میں سپیکر فٹ کراؤ۔

ادھر اس بری کراہت میں دونوں پارٹیاں مبتلا ہیں کہ ان کی مساجد کے اندر امام صاحبان عمداً یا لاشعوری میں شرعی عمامہ کے برعکس رومال سجا کر خواہ وہ عربی ہو یا عجمی نمازیں پڑھا رہے ہیں جو بالاتفاق مکروہ ہے اس کا محاسبہ امام مساجد سے ہوگا اور **مقتدیوں کو ایسے امام صاحبان سے عمامہ شریف سر پر سجانے کی اپیل کریں یا خود بہترین قیمتی عمامہ امام صاحب کو خرید کر کے دارین کا اجر و ثواب کمائیں اس سے امام صاحبان کی نماز کے علاوہ جتنے مقتدی حضرات جتنی نماز پڑھیں گے آپ کو بھی ثواب ہوگا۔**

## اچھا طریقہ

کراچی باب المدینہ لاہور اور پاکستان و انڈیا کی اکثر مساجد میں امام صاحب کے لیے عمامہ شریف منبر پر تیار رہتا ہے اس سے امام پڑھا کر واپس منبر کی زینت بنا کر چلے





جاتے ہیں یہ بھی اچھا طریقہ ہے لیکن امام صاحب ہمیشہ اپنا عمامہ سر کو سجائیں تو کیا ہی خوب ہوگا۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "فضائل عمامہ")

## آخری اپیل:

فقیر علماء و مشائخ اہلسنت اور عوام برادری سے اپیل کرتا ہے کہ عمامہ سجانے کی سنت کی طرف توجہ دیں یہاں تک کہ آپ کے مریدین و منسلکین کے ذہنوں پر اس سنت کا تصور غالب ہوا ہے کہ انہیں اس کے ضروری ہونے کا خیال نہ جم جائے، جیسے حضرت امیر ملت پیر طریقت سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث علی پوری کا سہانا دور تھا کہ ان کا مرید عمامہ سے مزین نظر آتا تھا، لیکن مسئلہ بھی ان کو سمجھا دیا جائے تاکہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو۔

## حکایت:

جگر گوشہ امام احمد رضا حضرت علامہ شاہ حامد رضا قدس سرہما جب دیوبندیوں کے آخری اور فیصلہ کن مناظرہ کی مسجد وزیر خان لاہور میں فتح پائی تو حضرت امیر ملت قدس سرہ نے انہیں اپنے دولتکدہ پر دعوت دی نماز کا وقت ہوا تو امیر ملت قدس سرہ نے سیدنا علامہ حامد رضا قدس سرہ کو مصلی پر کھڑا کر دیا اس وقت آپ نے صرف ٹوپی سے نماز ادا فرمائی تو عوام میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں تو حضرت امیر الملت قدس سرہ زبردست خطاب فرمایا اور بڑے دلائل سمجھایا کہ افضل عمامہ سے نماز پڑھنا ہے اور ٹوپی سے بھی نماز جائز ہے اور حضرت علامہ حامد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عمداً ٹوپی سے نماز پڑھادی تاکہ تمہارے ذہنوں میں عمامہ ضروری ہونے کا جو تصور بیٹھا ہوا ہے وہ دور ہو جائے۔ فقط والسلام

**مدینے کا بھکاری**

الفقیر القادری ابو الصالح

**محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ** بہاولپور پاکستان۔

۲ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ

۵ فروری ۲۰۰۰ء

بروز ہفتہ بارہ بجے

# سُلگتی لاشیں

حضرتِ سیّدُنا عیسٰی رُوحُ اللّٰہ علٰی نبیّنا وَعلیہ الصّلوٰۃُ والسّلام
ایک بار کسی جنگل سے گزر رہے تھے کہ ایک بھیانک منظر دیکھ کر وَہیں کھڑے ہوگئے۔ دیکھا کہ ایک مَرد پر آگ جَل رہی ہے۔ آپ علیہ السّلام نے پانی لے کر آگ کو بُجھانا چاہا تو آگ نے نَو عُمر لڑکے کی صورت اختیار کرلی۔ سیّدُنا عیسٰی علیہ السلام نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عَرض کی، یَا اللّٰہ عزوجل، اِن دُونوں کو اپنی اصلی حالت پر لوٹا دے تاکہ میں اِن سے معلوم کرسکوں کہ اِن کا گناہ کیا ہے۔ چُنانچہ اب آپ کے سامنے ایک مَرد اور ایک لڑکا موجود تھے۔ مَرد کہنے لگا، یا رُوحَ اللّٰہ علیہ السلام ! میں نے زندگی میں اِس لڑکے سے دوستی کی تھی۔ افسوس ! مجھ پر شہوت نے غلبہ کیا حتّٰی کہ میں نے شبِ جمعہ اِس سے بَدفعلی کی، دُوسرے دن بھی کالا مُنہ کیا۔ ایک ناصِح نے خدا عزوجل کا خوف دلایا تو میں نے اس سے کہہ دیا۔ جا، میں نہیں ڈرتا۔ پھر جب میں مَرا اور پھر میرا یہ دوست مَرا تو اللّٰہ عزوجل نے ہم پر آگ مُسلّط فرمادی۔ ہم باری باری آگ بنکر ایکدوسرے کو جَلاتے ہیں اور ہمارا یہ عذاب قیامت تک کیلئے ہے۔ (سُرورِ خاطر)

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه

## کیا یعقوب نبی علیہ السلام نابینا ہو گئے تھے؟

اس رسالے میں نابینا حضرات کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔

# اداریہ۔۔۔۔۔۔

قطب مدینہ پبلشرز جو کہ سیدی قطب مدینہ حضرت علامہ ضیا الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت اور آپ کے فیضان کرم سے دین کی اشاعت کا کام کر رہا ہے۔ اس ادارہ نے حضرت علامہ مولانا ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدِ ظلہ العالی کی کتب کی اشاعت کا بیڑ اٹھایا اور بہت ہی کم عرصے میں۔ قبلہ مفتی صاحب کی بے شمار کتب کو منظر عام پر پیش کی۔ قطب مدینہ پبلشرز کی یہ انتھک کوشش اور لگن ہی ہے کہ۔ ہر ماہ۔ تین 3 سے چار کتب مارکیٹ میں طباعت کے ساتھ آجاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اراکین قطب مدینہ پبلشرز کی اس سعی کو قبول فرماتے ہوئے۔ ان کے جذبہ میں مزید اضافہ فرمائیں۔ اور ان کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ اور رب کریم قطب مدینہ پر اپنی رحمتوں کا نزول فرما کر ان کو مزید اہلسنت والجماعت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

"خادم اہلسنت"

محمد فضیل رضا عطاری غفی عنہ

۲۶ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ

مطابق 31 مئی 2000ء بروز بدھ (کراچی)





## پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

## اما بعد

عرصہ دس سال پہلے فقیر کے ایک دوست نے اپنے عزیز کی معرفت سوالات بھیجے، مختصر جواب بھیج دیا لیکن حضرت یعقوب حضرت ایوب علی نبینا وعلیہما السلام کے متعلق عوام بلکہ بعض اہلِ علم میں غلط فہمی سمائی ہوئی ہے ارادہ ہوا کہ اسے مکمل طور محقق کیا جائے، چنانچہ یہ مختصر رسالہ حاضر ہے، اس کا نام رکھا ہے۔

"انارۃ القلوب ببصارۃ یعقوب" عرف کیا یعقوب نبی نابینا ہوگئے تھے"

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی

۲۸ شوال ۱۴۲۰ بروز ہفتہ

# یعقوب وشعیب علی نبینا وعلیہما السلام کیا واقعی نابینا تھے ؟

حضرت مفتی اعظم شیخ معظم علامہ ابو الصالح شیخ الحدیث والقرآن مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمتہ اللہ علیہ

یعقوب وشعیب علی نبینا وعلیہما السلام کیا واقعی نابینا تھے۔ نیز زید ایک علاقہ کا واعظ ہے اس نے ایک وعظ میں بیان کیا کہ سیدنا ایوب علیہ السلام کے جسم پر کیڑے امنڈ آتے تھے، آپ کے گوشت پوست اور خون سے پرورش پاتے تھے اور کسی وقت کسی کیڑے کو جسم سے گرتا سیدنا ایوب علیہ السلام دیکھ لیتے تو اٹھا کر پھر جسم اطہر پر رکھ دیتے اور فرماتے تیری غذا میرا بدن ہے جس سے وہ خونخوار کیڑے پلتے تھے، اس پر عمرو نے اعتراض کیا اور کہا کسی نبی کے جسم کو درندے کیڑے مکوڑے گزند نہیں پہنچا سکتے، اور یہ واقعہ کسی مستند کتاب یا کسی معتبر تفسیر سے ثابت نہیں پھر یہ کہنا ایک قوم کا مقتدا پیشوا، نبی ایک موذی جانور کو جسم پر برائے اذیت خود اپنے ہاتھ سے مسلط کرے عقل کیسے باور کر سکتی ہے۔

میں نے جولباً کہا حقیقت یہی ہے اجسام انبیاء محفوظ عن اذیت الحشرات ضرور ہوتے ہیں لیکن یہ ایوب نبی اللہ پر خصوصی امتحان تھا اس پر نبی کی توہین نہیں بلکہ اظہار صبر ہے حضرت عارف باللہ مولانا شیخ فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب پند نامہ میں جسم ایوب علیہ السلام میں فرمایا کہ قوت کرماں داد خدا نے امتحاناً اس جسم کو کیڑوں کی روزی ہر حال گفتگو بہت ہوئی ہم آپ سے ہیں یہ قصہ کہاں تک درست ہے





آپ اپنی تحقیق انیق کی روشنی میں کسی مستند ومعتبر کتاب سے مطلع فرمائیں۔
مسلمانوں کو اس پر کیا عقیدہ رکھنا چاہیے ہوافتوجروا السائل
(مولانا) غلام سرور نشان گلتر خطیب جامع مسجد) ضلع سیالکوٹ (پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

## محترم مولانا صاحب زید مجدہ

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم امام بعد خطہ ملا یاد آوری کا شکریہ، نفس مسئلہ سمجھنے سے پہلے ایک مقدمہ ذہن نشین رکھیے۔

(۱) حضرت سادات انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام ہر عیب ونقص سے پاک ہوتے ہیں۔ خواہ وہ عیب علمی ہو یا عملی روحانی ہو یا جسمانی ظاہری ہو یا باطنی نابینا ہونا عیب ہے ظاہر ہے کہ جسم پر کیڑے پڑ جانا، بھی ایک نقص ہے بلکہ بہت بڑا اور برا عیب ہے۔

(۲)۔ جن روایات میں یہ واقعات آئے ہیں وہ نہایت غیر معتبر وغیر مستند بلکہ اسرائیلیات۔

(۳)۔ اسرائیلیات (روایات کتب سابقہ) تین قسم ہیں۔ معتبر وہ جو شرع مصطفے ﷺ کے موافق ہوں، ۲۔ جائز وہ جو مخالف نہ ہو۔ (۳) صراحتہً مخالف ہو جیسے یہی ان تینوں انبیاء علیہم السلام پر عیوبکا اظہار، تفصیل دیکھیے اتقان وغیرہ اور فقیر نے احسن البیان حصہ سوم میں اسے تفصیل سے لکھا ہے۔

۴۔ علم القوائد کی کتب میں ہے کہ انبیاء وعلیم السلام کو ہر عیب سے پاک۔ سمجھنا ضروری ہے چند تصریحات ملاحظہ ہوں۔

ا۔ علامہ عبدالعزیز پدہاروی رحمتہ اللہ علیہ نے نبراس صفحہ ۴۵۵ میں فرمایا۔

"والصحیح انشاء اللہ تعالی تنزیہم من کل عیب"

انشاءاللہ صحیح یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو ہر عیب سے منزہ سمجھنا چاہیے۔

۲۔ مسامرہ (علم کلام کی نہایت معتبر کتاب) میں ہے کہ نبوت کے شرائط گناتے ہوئے لکھتے ہیں،" تنزیہم من کل عیب والسلامة من العیوب المنفرة منہا کالبرص الجزام "

انبیاء علیہم السلام کا ہر اس عیب سے منزہ سمجھنا ضروری ہے جو نفرت کا موجب ہیں۔

جیسے برص : جزام وغیرہ اور اندھاپن اور کیڑے پڑنا جسم میں عیوب ہیں۔

۳۔ شفاء شریف حضرت قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے فرماتے ہیں کہ

الانبیا منزھون عن النقائص فی الخلق والخلق

سالمون من العاہات والھائب

انبیاء علیہم السلام خلق اور خلق میں ہر قسم کے عیب سے منزہ اور معائب سے مبرا ہوتے ہیں ولا التفات لمایقع فی التاریخ جو کسی تاریخ میں آیا ہے وہ غیر ملتفت ہے یعنی اس کی طرف التفات نہ کیا جائے۔

(زرقانی شرح مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۳۷۷۔

۳۷۸۔ اور تفسیر کبیر وغیرہ میں ہے کہ حضرت علامہ سبکی نے کہا ہے کہ پیغمبروں پر نابینائی جائز نہیں کیونکہ یہ نقص ہے کوئی پیغمبر نابینا نہیں ہوا،





حضرت شعیب علیہ السلام کی نسبت جو کہا گیا ہے کہ وہ نابینا تھے سو وہ ثابت نہیں کیونکہ تقدیر ثبوت وہ نابینائی مضر نہیں کیونکہ وہ تحقق نبوت کے بعد طاری ہوئی، رہے یعقوب علیہ السلام سو ان کی آنکھوں پر پردہ آگیا تھا۔ اور وہ دور ہو گیا، مشہور یہ ہے کہ پیغمبر (صم) بہرہ نہیں ہوتا۔

۵۔ حضرت امام اسماعیل حقی حنفی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

وسئل الامام الرستغفی عن قول بعض ان آدم علیہ السلام لمابدت منہما تلک الذلتہ اسودمنہ جمیع جسدہ فلما اھبط الی الارض امر باالعیام والصلوة وفی فابیض جسدہ الصیح ہذا القول، قال لایجوز فی الجملتہ القول فی الانبیا علیہم السلام بشیء یؤدی الی العیب والنقصان فیھم وقد امرنا بحفظ اللسان عنھم لان مرتتھم ارفع وھم علی اللہ اکرم وقدقال علیہ اسلام اذا ذکرت اصحابی فامسکوفلما امرنا ان لانذکر الصحابتہ رضی اللہ عنھم بشی یرجع الی العیب والنقص فلان نمسک ونکف الانبیاء اولی و روح البیان (پ ۱) تحت آیتہ ولاتسئل عن اصحابہ الجحیم O

حضرت امام رستغفی رحمتہ اللہ تعالی علیہ سے پوچھا گیا کہ ایسے شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو کہتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو آپ کا سارا جسم سیاہ ہو گیا۔ پھر جب آپ زمین پر اترے تو اس کے بعد آپ کو روزہ اور نماز کا حکم ہوا۔ آپ نے روزہ اور نمازلوافرمایا پھر آپ کا جسم سفید ہو گیا۔ کیا اس کا یہ قول صحیح ہے، آپ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں ایسے قول نہ کہے جائیں، کہ جن میں

ان کا عیب یا نقصان ظاہر ہوتا ہو۔ ہم ان کے متعلق خاموشی کے مامور ہیں، کیونکہ ان کا مرتبہ اللہ تعالی کے ہاں بہت اونچا ہے، اور وہ اللہ تعالی کے برگزیدہ ہیں، نبی اکرم ﷺ تو اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے بارے میں فرماتے ہیں، کہ جب میرے صحابہ کا ذکر تمہارے سامنے نقص و عیب کے ساتھ آئے تو تم خاموش رہو، جب ہمیں حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے متعلق کفِ لسان کا حکم ہے تو پھر انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق بطریق اولیٰ ہے کہ خاموشی سے کام لیں۔ (روح البیان) ترجمہ اویسی، مسمّی بہ فیوض الرحمٰن پ ۱)

سوال :۔ اسی روح البیان پ ۱۳ تحت آیۃ وابیضت عیناہ" تین انبیاء علیہم السلام کو نابینا لکھا ہے وہ تین حضرت ہیں۔

(۱) اسحاق علیہ السلام (۲)۔ یعقوب علیہ السلام۔ (۳)۔ شعیب (علیہ السلام)

**جواب** :۔ یہاں نابینا ہونے سے عرفی معنی مراد نہیں بلکہ طبی اصول پر ہے، عرف میں نابینا ہونا کسی حادثہ یا امراض وغیرہ سے ہوتا ہے اور ان حضرات کا نابینا ہونا کسی حادثہ سے نہیں تھا بلکہ خدائی خوف کی وجہ سے بکثرت گریہ اتنا ہوا کہ بینائی میں کمی آگئی اور طب کی کتب میں ہے کہ کبھی بکثرت گریہ، بینائی میں کمی پیدا کرتا ہے اور یہ عیب نہیں اگرچہ انہیں کمی بینائی کی وجہ سے نابینا کیا گیا تو کوئی حرام نہیں۔

۶۔ امام نووی رحمتہ اللہ علیہ :۔ حضرت قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ سے نقل کرکے لکھتے ہیں ان الانبیاء صلوات الیه وسلامه علیهم منزهون عن النقائص فی الخلق والخلق سالمون من العاهات والمعاییب قالو اولا





التفات الی ماقاله من لاتحقیق له من اهل التاریخ فی اضافة بعض العاهات الی بعضهم بل نزههم السكامن کل عیب و کل شئی یبغض العیون اوینفر القلوب (نووی صفحہ ۱۲۷)

بے شک انبیاء علیہم السلام خلق ظاہری جسم اور خلق باطنی عادات کے نقائص سے منزہ ہوتے ہیں بیماریوں اور عیوب سے سالم ہوتے ہیں اور جن لوگوں نے بلا تحقیق ان کی طرف نقائص و عیوب منسوب کیے ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ وہ ہر عیب سے پاک ہوتے ہیں بلکہ ان امور سے بھی پاک ہوتے ہیں جو بظاہر لوگوں کی آنکھوں میں اچھا نہ لگے اور ان سے دلوں کو نفرت ہو۔

۷۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ مدارج النبوۃ صفحہ ۲۵۲ جلد ۱ میں لکھا ہے کہ علامہ سبکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام پر نابینائی یعنی آنکھوں کی روشنی کا زائل ہو جانا بھی جائز نہیں اس لیے کہ یہ نقص و عیب ہے اور کوئی نبی بھی اعمیٰ و نابینا کبھی نہیں ہوئے، (اس کے بعد مخالفین کا وہم زائل فرماتے ہیں۔

## ازالہ وہم :

اور وہ جو حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں مذکور ہے وہ ثابت نہیں ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی چشم مبارک پر پردہ آگیا تھا جس نے روشنی کو ڈھانپ لیا تھا۔

۸۔ امام علامہ فخر الدین رازی کا استدلال

امام فخر الدین رازی قدس سرہ ابیضت عیناہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں

کہ ان پر گریہ وبکا غالب ہو گیا اور غلبۂ گریہ وبکاء کے وقت ان کی آنکھوں میں بہت پانی آجاتا گویا کہ وہ سفید ہو گئیں۔ اور وہ سفیدی پانی سے تھی۔

## تائید مزید:

یہ اس قول کی صحت پر دلیل ہے کیونکہ غلبہ بکا میں غم اثر انداز ہوتا ہے نہ یہ کہ بینائی ختم ہو جاتی ہے اس کے بعد امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کا اختلاف ہے کہ "وہ کلیتہً نابینا ہو گئے تھے بعد ازاں حق تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص مبارک کی برکت سے بصارت واپس لوٹا دی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ کثرت بکاؤ حزن سے ان کی بصارت کمزور ہو گئی تھی۔

اور وہ بصارت کی کمزوری محسوس کرتے تھے پھر جب حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص مبارک ان کے چہرہ انور پر ڈالی گئی تو ان کی بصارت قوی ہو گئی اور بصارت اور ضعف جاتا رہا۔

۹۔ علامہ سبکی علیہ الرحمۃ نے نابینائی کے جائز نہ ہونے کی علت اس کا نقص وعیب ہونا قرار دیا ہے، تو انبیاء علیہ السلام پر ایسے امراض میں مبتلا ہونا جو نفرت کا موجب ہیں کہ ان اطلاق پر بھی یہ حکم زائل ہے خصوصاً وہ ابتلاؤ امتحان جو حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں عارض ہیں (ان کے لیے ایسے مرضوں کی نسبت جو موجب نقص وعیب ہیں جیسے جزام، نابینائی وغیرہ ان سب کی نسبت جائز نہیں ہے کیونکہ امراض منافی شان نبوت اور موجب نقص ونفرت ہیں انبیاء علیہم السلام ان سے معصوم ہیں، اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام کی نابینائی کا قصہ بوجہ عدم ثبوت کے





ان سے اس کی نسبت کرنا سراسر تحکم اور دیدہ دلیری ہے البتہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بصارت کے بارے میں صحیح ہے اسی لئے حق تعالیٰ نے فرمایا۔

فَارْتَدَّ بَصِيرًا تو ان کی بصارت لوٹ آئی مروی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے چھ سال تک نہیں دیکھا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص سے بینائی واپس آگئی یہ امام فخر الدین رازی کا قول ہے۔

## ازالۂ وہم

امام رازی کی طرح بعض مفسرین کا یا دوسرے حضرات کا ان پر نابینا ہونے کا اطلاق عرفی اعتبار سے نہیں طبی اصول پر ہے جس کی توجیہ فقیر نے عرض کر دی ہے۔

۱۰۔ حضرت صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی نے آیت وابیضت عینا کے تحت لکھا ہے کہ روتے روتے آنکھ کی سیاہی کا رنگ جاتا رہا اور بینائی ضعیف ہو گئی۔

(خزائن العرفان)

(نوٹ:) تقریباً اسی طرح اکثر مفسرین اور محدثین اور فقہاء علماء و مشائخ نے لکھا ہے پر اکتفا کرتا ہوں ہاں یعقوب علیہ السلام کی بینائی کی کمی کا نکتہ صاحب روح البیان لکھتے ہیں چونکہ وہ ایک مفید مضمون ہے اسی لیے سپرد قلم کرتا ہوں۔

(نکتہ) روح البیان شریف میں ہے کہ

وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ اور یعقوب علیہ السلام کی دونوں

آنکھیں سفید ہو گئیں اور ان کے سفید ہونے کا موجب یوسف علیہ السلام کی جدائی سے گریہ اور آنسو بہانا تھا۔ اس لیے کہ طبی اصول ہے کہ جب آنکھوں سے آنسو بکثرت نکلیں تو آنکھیں سفید ہو جاتی ہیں، جیسے شعیب علیہ السلام کے متعلق مروی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں اتنا روئے کہ نابینا ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کی بینائی لوٹا دی اسی طرح یعقوب علیہ السلام خوب روئے یہاں تک کہ بصارت چلی گئی یہی قول صحیح تر ہے جیسے فَارْتَدَّ بَصِیرًا سے معلوم ہوتا ہے۔

ز گریہ بر سر مردم یقین کہ خانہ چشم

فرو رود شب ہجراں ازبس کہ بارانست

ترجمہ: لوگوں کا بہت رونا آنکھوں کی بینائی کا چلے جانے کا سبب ہے پھر اس کا کیا حال ہو گا جو محبوب کے فراق میں ہر وقت آنسوؤں کا مینہ برساتا ہے۔

## فائدہ:

مروی ہے کہ یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے فراق سے اسی سال مسلسل روئے تھے تھوڑی سے لمحے میں بھی آپ کی چشم ہائے مبارک سے آنسو نہیں رکے اور روئے زمین پر یعقوب علیہ السلام جیسا اور کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم ترین نہیں تھا۔

سوال:۔ یعقوب علیہ السلام کی چشمان مبارک کی بینائی یوسف علیہ السلام کے فراق و اشتیاق سے کیوں چلی گئی؟

جواب: تاکہ اولاد کو دیکھ کر مزید حزن و ملال کا اضافہ نہ ہو۔ اس لیے قاعدہ ہے کہ ایک شے کو دیکھنے سے دوسری شے یاد آجاتی ہے۔ یوسف علیہ





السلام کے ساتھ ایک قسم کی شفقت اور رحمت تھی۔

جواب ۲:۔ صرف یعقوب علیہ السلام کے اظہار رفعت کے پیش نظر۔ اس لیے کہ شہود جمال الٰہی کا مرکز حضرت یوسف علیہ السلام تھے جب وہ اوجھل ہو گئے تو غیروں کو دیکھنا گوارہ تھا نہ اس لیے بینائی کو بھی روپوش کر لیا گیا۔ جب یوسف علیہ السلام مل گئے تو بینائی بھی لوٹا دی گئی (روح البیان)

## نابینا حضرات کے فضائل:

نابینا حضرات مایوس نہ ہوں کہ ہم عیبی ہیں بلکہ میرا مشورہ ہے کہ آپ یہ تصور کریں کہ ہم آزمائش الٰہی میں ہیں اسمیں ہم کامیاب ہوئے تو قیامت میں آپ سے بڑھکر کوئی سعادتمند نہ ہو گا۔

## حدیث قدسی

حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے روایت کر کے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل اس بندے کی جزا کیا ہونی چاہیئے جس کی آنکھیں چھین لی جائیں۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔ یا اللہ ہمیں کیا معلوم ہم تو اس قدر جانتے ہیں جس قدر تو نے ہمیں علم عنایت فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی جزا یہ ہے کہ وہ شخص ہمیشہ میرے گھر میں رہ کر میرے چہرہ اقدس کو دیکھتا رہے۔ یعنی وہ دیدار الٰہی سے سرفراز ہو۔

(روح البیان پ ۱۳)

حدیث شریف ۲: اللہ تعالیٰ کا دیدار قیامت میں سب سے پہلے نابینا کو نصیب ہو گا۔

چنانچہ : حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ اکشف علوم الاخرمیں فرماتے ہیں
کہ فی الحدیث الصحیح اول با یقضی اللہ فیہ الدماء
اول من یعطی اللہ اجو رہم الذین ذہبت ابصارہم
ینادی ید م القیمہ با لمکفوفین فیقال لھم انتم اجری
احق ینظر الیناثم یستحی اللہ تعالیٰ منھم ویقول لھم
اذھبو االی ذات الیمین ویعقدھم رایتہ وتجعل
بیدشعیب علیہ السلام فیصیر امامھم ملائکۃ النور
مالا یحصی عددھم اللہ تعالیٰ یزفونھم کماتزف
العروس فیھم بھم علی الصراکا لبرق الخاطف وصفۃ
احدھم العبر والحکم کا بن عباس ومن ضاھامن
الائمہ رحمھم اللہ تعالیٰ کلتذکرۃ اللامام القرطبی۔

(البلادوالسافرہ سیوطی)

صحیح حدیث شریف میں ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے اللہ
تعالیٰ قتل ناحق کا فیصلہ فرمائے گا اور قیامت میں سب سے پہلے حضرات کو
اور ان کی طرح اور نابینے حضرات کا انعام عطا فرمائے گا جو دنیا میں نابینا ہو گئے
تھے قیامت میں نابیناؤں کو اعلان ہو گا کہ سب سے پہلے تم زیادہ مستحق ہو کہ
میرا دیدار کرو پھر اللہ تعالیٰ ان سے حیاء سے فرما کر حکم دیگا کہ تم میری
دائیں جانب آجاؤ پھر ایک جھنڈا حضرت شعیب علیہ السلام کے ہاتھ میں
دے کر فرمائے گا کہ تم نابینا حضرات کے سردار ہو کر آگے چلو ان کے ساتھ
بے شمار نور کے فرشتے ہوں گے وہ نابیناؤں کو تیز رفتار سے بھی زیادہ تیز پل





صراط سے گزار دیں گے لیکن اس سے وہ نابینے مراد ہیں جنہوں نے صبر اور
حوصلہ سے زندگی بسر کی ہو جیسے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرھم)۔

## فائدہ

نابینا حضرات کی اس سے بڑھ کر اور فضیلت کیا ہو گی کہ قیامت
میں سب سے پہلے دیدار الٰہی سے سرشار ہوں گے اور سب سے پہلے آرام
سے پل صراط سے گزر کر بہشت میں تشریف لے جائیں گے۔

## اللہ تعالیٰ کے پیارے

یہ حضرات اللہ تعالیٰ کو اتنے پیارے ہیں کہ انکے لئے اللہ اپنے
حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خصوصی ہدایات کے طور پر سورۃ
عبس کا تحفہ عطا فرمایا۔ جسکی ابتدائی آیات یہ ہیں "عبس وتولی .ان
جاء ہ الاعمی"
(نوٹ) اس آیت کے علاوہ نابینا حضرات کے فضائل وکمالات کے متعلق
فقیر کا رسالہ باکمال نابینے :۔ پڑھئے۔

## نبی علیہ السلام کے پیارے

ان آیات کے نزول کے بعد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے نابینا حضرات کی حوصلہ افزائی کے لئے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم (
نابینا صحابی جنکے لئے سورۃ عبس نازل ہوئی کا نبی پاک بیحد اکرام فرماتے۔ چنانچہ
امام زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آیت ہذا کے نزول کے بعد

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور اپنی چادر مبارک بچھا کر اس کے اوپر بٹھایا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم آپ کی تکریم کرتے تھے۔ جب آپ ابن مکتوم کو دیکھتے تو فرماتے۔ مرحبا بمن عاتبنی فیه ربی (مرحبا یہ وہ ہیں جن کی وجہ سے مجھے اللہ تعالیٰ نے (مجبوبانہ) عتاب فرمایا) یعنی بقاء الجبتہ۔ (میں نے اسے محبوبانہ عتاب سے تعبیر کیا ہے۔ (اویسی غفرلہ) اور فرماتے۔ هل لک من حاجته (کوئی حاجت ہو تو بتاؤ۔)

## ازالۂ وہم

بعض جہلاء نابینا حضرات کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ نابینا کے پیچھے نماز ناجائز ہے۔ یہ کہنے والے عموماً جہلاء ہوتے ہیں جنہیں ایسی باتوں کا کرنا گناہ ہے کیونکہ شریعت کا مسئلہ غلط بتانا جہنم میں جانے کے مترادف ہے۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ نابینا طہارت میں محتاط اور خود کو صفائی و ستھرائی میں رکھے اور بقدر ضرورت مسائل کی واقفیت رکھتا ہو اور سنی المذهب تو بلا کراہت نماز جائز ہے۔ سیدنا ابن ام مکتوم نابینا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں دو بار نماز کا خلیفہ بنایا جب آپ جنگ کے لئے تشریف لے جاتے بعض نے تین بار کا بھی کہا ہے۔

## نابینا حضرات کو نہ ستاؤ

ہر بیماری و نقص اللہ تعالیٰ کی عطاؤ انعام ہے۔ اسپر صبر کیا جائے تو سیدھا





بہشت بالخصوص نابینا کو اللہ تعالیٰ نے کو بہشت کی نوید بھی سنائی ہے چنانچہ:-

عن انس رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول ان الله عزوجل قال اذا بتلیت عبدی حبیتیه فصبر عوضته منهما الجته یرید عیثیه (رواه البخاری)

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب اپنے بندے کو دو محبوب چیزوں میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو میں ان کے عوض انہیں جنت دوں گا فرمایا محبوب چیزوں سے مراد اس کی دو آنکھیں ہیں۔

## فائدہ

بینائی نہ ہونا جنت کی بشارت ہے یہ نوید اس نابینا صاحب کے لئے ہے جو ایمان کی دولت کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری سے بھی مال مال ہو۔

سوچنے کی بات ہے کہ ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے ہی اس حالت میں بنایا ہے تم ان پر ہنسو یا انہیں ستاؤ تو گویا تم صنعت خداوندی کا مذاق اڑاتے ہو تمہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی اندھے ہو جاؤ۔

## عجوبہ

بچپن میں فقیر کی آنکھوں سے ریشہ بہتا رہتا جو ایک بڑا عیب

محسوس ہوتا، ایک دیندار جاہل نے نفرت سے نہایت متکبرانہ انداز میں کہا یہ لڑکا کون ہے، قدرت نے، آنکھوں سے دکھایا کہ اسکا لڑکا پیدا ہوا جس کی آنکھیں موٹی ابھری ہوئی اور بینائی سے بھی محروم جو اسے پہلی نظر دیکھتا ڈر جاتا۔

## نابیناؤ نہ گھبراؤ :۔

نابینا حضرات بڑے خوش بخت ہیں کہ سب سے پہلے دیدا الٰہی پائینگے اور ایسے جواہر قیمتی (اولیاء) کے ساتھ اٹھینگے جنکا آج نام سنکر اہل دل لوگوں کا جی للچاتا ہے کہ کاش ہم نابینا ہوتے ایک، مختصر سی فہرست ملاحظہ فرمائیں۔

## نابینا بزرگوں کی فہرست :

(۱) اشرافِ اقوام سے مندرجہ ذیل حضرات نابینا ہوئے :۔

۱۔ عبد المطلب بن ہاشم۔
۲۔ امیہ بن عبد شمس۔
۳۔ زہرہ بن کلاب۔
۴۔ مطعم بن عدی۔

(۲) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مندرجہ ذیل حضرات نابینا ہوئے۔ ان میں بعض حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں، بعض آپ کے وصال کے بعد نابینا ہوئے وہ یہ ہیں۔





۱۔ البراء بن عازب
۲۔ جابر بن عبد اللہ۔
۳۔ حسان بن ثابت
۴۔ الحکم بن ابی العاص
۵۔ سعد بن ابی وقاص
۶۔ سعید بن یربوع۔
۷۔ صخر بن حرب ابو سفیان
۸۔ عباس بن عبد المطلب۔
۹۔ عبد اللہ بن الارقم
۱۰۔ عبد اللہ بن عمر۔
۱۱۔ عبد اللہ بن عباس
۱۲۔ عبد اللہ بن عمیر۔
۱۳۔ عبد اللہ بن اوفی
۱۴۔ عتبان بن مالک
۱۵۔ عتبہ بن مسعود الہذلی
۱۶۔ عثمان بن عامر ابو قحافہ
۱۷۔ عقیل بن ابی طالب
۱۸۔ عمرو بن ام مکتوب المؤذن
۱۹۔ قتادہ بن نعمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

روح البیان نمبر ۱۳۔

## ان کے علاوہ :

تابعین و تبع تابعین اور آئمہ مجتہدین اور محدثین و مفسرین اور فقہاء و اولیاء کاملین اور علماء کرام اور بے شمار صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ نابینا ہو گزرے ہیں۔ جب نابینا حضرات ان کی رفاقت میں جنت کو جارہے ہوں گے تو ان پر طعن کرنے والے خون کے آنسو بہا کر روئیں گے اور دوسرے بینا لوگ کہیں گے کاش ہمیں بھی ان کی رفاقت نصیب ہوتی۔

## عقیلی دلیل :

قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی کلام بڑھ کر فصیح و بلیغ نہیں اسی لیے

آیت میں لئیمت ہے عمیت نہیں اور قرآن مجید وعمیت لانے میں کوئی شے
مانع نہیں ہو سکتی، اسی لیے لیفت عناہ ہمارے موقف کی تائید کے لیے کافی
ہے، کیونکہ ابیضامن ابعین آنکھوں کا سفید ہو جانا بینائی کے منافی
نہیں ایک صحابی کی کسی وجہ سے آنکھیں سفید ہو گئیں تھیں لیکن بینائی بحال
تھی یونہی بہت سے لوگوں کی آنکھیں سفید ہوتی ہیں لیکن ان میں بینائی
موجود ہوتی ہے۔ یونہی اسی نوے سال کی عمر کے بوڑھوں کی عموماً آنکھیں
سفید ہو جاتی ہیں لیکن بینائی موجود ہوتی ہے اگرچہ کمزور وضعیف سہی، یہی
ہم کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بالکل نابینا نہیں ہوئے صرف
بینائی میں ضعف ہو گیا اور ضعیف البصر کو اندھا نہیں کہا جا سکتا۔

سوال :۔ فارتد بصیرا تو آنکھیں پھر آئیں۔ ارتداد کے لفظ سے ثابت
ہوتا ہے کہ نابینا تھا تو بصیر ہوئے کیونکہ ارتدلو اصلی حالت سے ہٹ جانے کو
کہا جاتا ہے اسی لیے مرتد از دین کو مرتد کہا جاتا ہے کہ وہ دین سے ہٹ جاتا
ہے جو کہ انسان کی اصلی فطرت ہے۔

جواب :۔ ارتد کی اصلی حالت کا تعلق بصیر سے ہے لفظ بصیرا ہے ہمارے
موقف کا مؤید ہے وہ یوں کہ بصیرا قوی البصارت کو کہا جاتا ہے، یعنی یعقوب
علیہ السلام اپنی اصلی حالت یعنی قوی البصارت پر آگئے اس سے واضح ہوا کہ
قوی البصارۃ تب ہوئے جب ضعیف البصارۃ تھے ورنہ اسے بصیرا سے لانے کی
کیا ضرورت ہے بلیغ کلام قرآن مجید دوسرا ایسا لفظ بھی لا سکتا تھا جو یعقوب
علیہ السلام کے نابینا ہونے پر صراحۃً دلالت کرتا ہے۔





سوال، بعض شارحین اور مفسرین نے یعقوب علیہ السلام کو نابینا واضح طور پر
لکھا ہے کیا وہ لوگ قرآن وحدیث فہمی میں تمہارے سے کم تھے۔

جواب :۔ فقیر اس کی توجیہہ پہلے عرض کر چکا ہے کہ انکی مراد طبی نابینا ہے
نہ کہ عرفی ورنہ دوسرے مفسرین ومحدثین کی توجیح کو غلط کہنا پڑے گا پھر ہم
کہہ سکتے ہیں کہ وہ قران وحدیث فہمی میں دوسرے مفسرین ومحدثین کچھ کم
نہ تھے۔

جواب :۔ بعض مفسرین سے ناقلین ہوتے ہیں کہ اسرائیلیات کی نقول
تفاسیر میں عام ہیں، اور اسرائیلیات کے بارے میں مختصراً فقیر نے اس رسالہ
مین عرض کر دی اور تفصیل فقیر کی احسن البیان جلد سوم میں پڑھیے۔

## حضرت ایوب علیہ السلام

آپ جلیل القدر پیغمبر علیہ السلام ہیں ہر نبی عیب سے پاک ہوتا
ہے جیسا کہ یعقوب علیہ السلام کے جوابات میں گزرا، اگر بفرض محال ایسے
ہو جیسے سوال میں ہے تو اس میں حکمت ربانی ہے، اس کی حکمت صاحب ر
وح البیان نے پ ۱۷ آیت مسنی الضر کے تحت لکھی۔

## ریشم کے کیڑے میں نبوت کے فیوض وبرکات

بعض بزرگوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ رذیل ترین مخلوق
کیڑے کی شان بلند ہوئی تو اسے ایوب علیہ السلام کے جسم اطہر سے چمٹنے کا
موقعہ بخشا تاکہ ارزل سے اشرف اور انقص سے اکمل ہو جائیں جیسے یونس

علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں جگہ دے کر شرافت اور بزرگی سے ہمکنار فرمایا ایسے ہی کیڑے نے ایوب علیہ السلام کی صحبت سے رذالت سے شرافت پائی کہ جب وہ ایوب علیہ السلام کے جسم اطہر سے گرے تو درخت پر چڑھے تو ان کے لعاب سے ابریشم نکلا، اور اس کی قدر و قیمت سب کو معلوم ہے اور اس کی یہ قدر و قیمت کیڑے کی ذاتی نہیں بلکہ نبوت کے فیوض و برکات کا کرشمہ ہے، شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا۔

۱۔ گلی خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم

۲۔ بدوگفتم که مشکے یا عبیرے
که از بوئے دلآویز تو مستم

۳۔ بگفتا من کل ناچیز بودم
ولیکن مدتے باگل نشستم

۴۔ کمالِ ہم نشیں ہر من اثر کرو
وگرنه من ہمان خاکم که ہستم

ترجمہ:۔ حمام کی خوشبودار مٹی مجھے محبوب کے ہاتھ سے ملی۔

۲۔ میں نے اسے کہا کہ تو مشک ہے یا عنبر کہ تیری دل لوٹنے والی خوشبو سے مست ہو گیا ہوں۔

۳۔ کہا میں ایک مٹی ناچیز ہوں لیکن گلاب کے ساتھ ایک عرصہ گزارنے کا مجھے موقع نصیب ہوا ہے،

۴۔ ہمنشین کے کمال نے مجھ میں اثر فرمایا ورنہ میں تو وہی مٹی ہوں جیسا کہ سب کو معلوم ہے۔





## تبصرہ اویسی غفرلہ:

اگر کیڑے پڑ جانے کی روایات کو تسلیم کر لیا جائے تو اس میں ایوب علیہ السلام کی رفعت شان اور افضل و کمال کی دلیل ہے۔ (وھو المطلوب) لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی روایات اسرائیلیات سے ہیں حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق وہی ہے جو معتبر مفسرین نے نقل کیا صرف ایک حوالہ ملاحظہ ہوں۔

**ایوب علیہ السلام:۔** آپ بیمار ضرور ہوئے لیکن کیڑے کا پڑ جانا اسرائیلیات کی کارروائی ہے، قرآن مجید میں صرف اتنا ہے۔

انی مسنی الضر (پ ۱۷) بے شک مجھے تکلیف پہنچی۔

**فائدہ:**

اس تکلیف کے متعلق مفسرین فرماتے ہیں۔

آپ بیمار ہوئے تمام جسم شریف میں آبلے پڑے بدن مبارک سب کا سب زخموں سے بھر گیا سب لوگوں نے چھوڑ دیا، بجز آپ کی بی بی صاحبہ کے کہ وہ آپ کی خدمت کرتی رہیں اور یہ حالت سالہا سال رہی آخر کار کوئی ایسا سبب پیش آیا کہ آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔

مزید تفصیل کی ضرورت نہیں جو تحقیق حضرت یعقوب علیہ السلام کے مضمون میں عرض کی گئی ہے وہ یہاں ہے، واللہ ورسوله الاعلی وعلم عزوجل و ﷺ فصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا محمد وآله واصحابه اجمعین O

فقط والسلام مدینے کا بھکاری
الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی

۲۸ شوال ۱۴۲۰ھ
۵ فروری ۲۰۰۰ء
بروز ہفتہ بارہ بجے

# گیارہ مدنی پھول

(۱) **یَاکَبِیْرُ** : ہر نماز کے بعد سات بار پڑھ لیں۔ دشمن، بلا، آفت اور ہر بیماری سے حفاظت ہوگی۔

(۲) **یَامُذِلُّ** : ظالم کے خوف و حاسد کے حسد سے بچنے کیلئے نیز اپنا جائز حق جیسا کہ قرضہ وغیرہ وصول کرنے کے لئے دو رکعت نفل پڑھیں اور اس کے ہر سجدے میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے کے بعد پچھتر بار یہ اسم پڑھیں۔

(۳) **یَاحَکَمُ** : سخت مشکل کے وقت اور جائز کاموں میں کامیابی کے لئے چلتے پھرتے باوضو بے وضو اس کا ورد کرتے رہیں۔ ان شاء اللہ عزوجل کامیاب ہوں گے۔

(۴) **یَاشَکُوْرُ** : اگر آنکھوں میں روشنی کم ہوگئی ہو تو ۴۱ بار پڑھ کر پانی پر دم کرکے آنکھوں پر یہی پانی ملیں تنگدستی اور رنج و غم دور ہونے کیلئے ۲۱ روز تک بعد نماز فجر روزانہ ۴۱ بار پڑھیں۔

(۵) **یَامُقِیْتُ** : روزہ ناقابل برداشت ہو تو مٹی پر لکھ کر سونگھیں، سفر میں بار بار پیاس لگتی ہو تو ایک بار پڑھ کر پانی پر دم کرکے پئیں۔

(۶) **یَاوَاجِدُ** : کھانے کے دوران ہر ایک یا دو لقمہ پر پڑھ لیا کریں۔ ان شاء اللہ عزوجل دل کو صفائی، نورِ ایمان، معرفت اور رقت یہ چاروں نعمتیں حاصل ہوں گی۔

(۷) **یَااٰخِرُ** : اگر زندگی بھر کوئی نیک عمل نہیں کیا تو اب روزانہ ۱۰۰۰ بار پڑھ لیا کریں۔ ان شاء اللہ عزوجل توبہ بھی قبول ہوگی اور خاتمہ بھی ایمان پر ہوگا۔

(۸) **یَامُقْسِطُ** : روزانہ بعد نماز عصر ۱۰۰ بار پڑھ لیا کریں۔ ان شاء اللہ عزوجل وسوسوں سے چھٹکارا حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ دل بھی روشن ہوگا۔ نیز ہر جائز مراد بھی پوری ہوگی۔

(۹) **یَاکَرِیْمُ** : یہ اسم مبارک اگر سوتے وقت بستر پہ لیٹے لیٹے (دونوں پاؤں سمٹے ہوئے ہوں) پڑھتے پڑھتے سو جائیں تو رات بھر فرشتے دعا کرتے رہیں گے۔

(۱۰) **یَابَاقِیُ** : ہر رات سو بار اور شب جمعہ یعنی جمعرات کو رات کے وقت ایک ہزار بار پڑھنے والا مستجاب الدعوات بن جاتا ہے یعنی اس کی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱۱) **یَاحَفِیْظُ** : نیک اور سنتوں کا پابند بننے کیلئے چلتے پھرتے پڑھتے رہیں۔

نوٹ: ہر عمل کے اول و آخر ایک بار درود شریف پڑھنا نہ بھولیں۔

(ورد اسی وقت مفید ہوگا جبکہ مخارج درست ہوں۔)

## اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه

اس رسالے میں شادی بیاہ اور موت واموات کے وقت لین دین کا بیان ہے۔

بالیقین ایسے مسلمان ہیں بے حد ناداں
جو کہ رنگینی دنیا پہ مرا کرتے ہیں

# عرض ناشر

**الحمد الله رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید النبیاء المرسلین .امابعد**

آج کل مسلمانوں میں یہ رسم عام ہے کہ شادی بیاہ کے مواقع پر دعوت دی جاتی ہے اور پھر دعوت میں مدعوں کئے گئے لوگوں رسماً کچھ نہ کچھ دیتے ہیں۔ کوئی نقد رقم دیتا ہے۔ کوئی زیور یا سامان دیتا ہے۔ اور باقاعدہ یہ چیزیں دینے والے کے نام کے ساتھ لکھی بھی جاتی ہے کہ اس شخص نے یہ دیا ہے۔

یہاں تک کہ موت اموات میں میت والے گھر میں ایصال ثواب کے لئے کھانا پکا کرلایا جاتا ہے۔ اور اسی طرح میت والے گھر میں نقد رقم دینا یا حصہ ملانا ایک رسم بن گئی ہے۔ اور اس عمل میں رضائے الٰہی بہت کم دیکھی جاتی ہے۔ کیونکہ دینے والے کی نیت واپسی کی ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ اس طرح ہوتا ہے کہ جب اس شخص کے یہاں کوئی ایسا معاملہ ہوتا ہے۔ اور وہ شخص کہ جس کو شادی میں یا موت اموات میں کچھ دیا ہوتا ہے۔ وہ کچھ نہیں دیتا تو پھر گلہ شکوہ اور لعن طعن شروع ہو جاتی ہے۔ اور آپس میں اختلافات بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔

علامہ اویسی صاحب مدظلہ العالی نے اس موضوع پر ایک رسالہ تحریر فرمایا اور اس کا نام بھی "نیوتا" (بلاوا) رکھا۔ جو کہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس رسالہ میں آپ نے اس رسم پر دو باب باندھ کر نیوتا مذموم کی خرابیاں اور نیوتا محمود کے فضائل و فوائد تحریر فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ ہمیں اس رسالہ کو پڑھ کر اسے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

(آمین بجاہ نبی الامین ﷺ)

طالب دعا

محمد فضیل رضا عطاری عفی عنہ

۲۹ ذی الحجہ ۱۴۲۰

5 اپریل بروز بدھ 2000ء





**بسم الرحمن الرحیم**

**بمسلاً ومحمدلاً ومصلیاً ومسلماً علی رسوله الکریم**

# نیوتا

## شادی بیاہ موت و اموات کے موقعہ پر لیناد دینا کیسا ہے ؟

**امابعد** نیوتا ہندی لفظ ہے جس کا معنی ہے بلاوا، وہ نقدی جو اعزہ واقرباء بیاہ شادی کے موقعہ پر دیتے ہیں (اردو ڈکشنری ص ۸۲۴) میں وسعت دے کر اموات والوں کی امداد مثلاً پہلے دن سے کھانا پکا کران کے گھر بھیجنا میت پر چھاڑا (کپڑا) ڈالنا، قلخوانی، وجمعراتیں و دیگر ایصال ثواب کے امور میں حصہ ملانا، نقد رقم دینا وغیرہ وغیرہ، اس کی دو قسمیں ہیں محض رضائے الٰہی کے طور پر دے کر واپسی کی امید نہ رکھنا، (۲) دے کر اپنے لیے ایسے مواقع پر واپسی کی امید رکھنا نہ دینے والے سے مطالبہ کرنا یا گلہ شکوہ کرنا وغیرہ پہلی صورت محمود ہے اسے "تعاونو اعلی البروالتقوی" اسے سمجھا جاتا ہے دوسری صورت مذموم ہے یہ قرض دینے لینے کے حقوق میں داخل ہے، چونکہ نیوتا کی رسم مسلمانوں میں عام ہے فقیر اس کی توضیح وتشریح میں یہ رسالہ لکھ کر اس کا نام بھی نیوتا رکھتا ہے۔

**وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم**

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه نبینا الکریم وعلی آله واصحابه اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

**ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرله**

بہاولپور پاکستان ۱۴۲۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

## مقدمہ

**امابعد!** بعض رسوم فی نفسہ اچھی ہوتی ہیں ان میں اجر وثواب بھی بھرپور ہوتا ہے لیکن عوام کی غلط پالیسیوں سے وہ اجر وثواب کے بجائے گناہ اور جرم عظیم بن جاتی ہیں مثلاً نیوتا نا معلوم یہ رسم کب سے شروع ہوئی لیکن چونکہ اس کی اصل احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتی ہے اسی لیے اسے بدعت حسنہ سمجھ کر جواز کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے لیکن اب اس نے جب کہ ایک غلط روپ دھارا ہے اسی لیے مٹانا ضروری ہے یا اسے صحیح طریقہ سے استعمال کیا جائے اور یہ نیوتا کیا ہے'؟ اس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ اور وہ کچھ ایسی رسم ہے کہ ہر ملک اور ہر دور میں مختلف طریق سے مروج ہے وہ یہ کہ ہم بچپن سے دیکھتے چلے آرہے ہیں کہ مرنے والے کے پسماندگان کو بعض لوگ نقد، یا کھانا پکا کر یا میت کی جمعراتیں اور دیگر مراعات کرتے ہیں یونہی شادی بیاہ میں نقد اور جوڑے اور کھانے پینے کی اشیاء ایک دوسرے کو دیتے ہیں یونہی دوسری جانب ہوتا ہے، میں بچپن میں تو نہ سمجھ سکا البتہ علمی دولت نصیب ہوئی تو سمجھا کہ یہ رسم تعاونوا علی البرو التقوی' کی ایک قسم ہے اور صحیح اور درست ہے، لیکن بعض برادریوں میں غلط طریقہ مروج ہوگیا ہے وہ یہ کہ ایک طرف سے مذکورہ بالا معاونت ہوئی تو دوسری طرف سے اتنی مقدار میں مدد ہو ورنہ اظہار ناراضگی ہوتی ہے بلکہ نہ صرف بائیکاٹ بعض مقامات پر ہاتھا پائی اور مقدمات بھی ہوتے دیکھے۔

ہمارے بعض علماء کرام نے اس دوسرے طریقہ کو صورتِ قرض میں





داخل کیا ہے تاکہ غلط پالیسی کی اصلاح ہو لیکن میں سمجھتا ہوں یہ بھی جھگڑا بڑھانے بلکہ قرض کے مرض میں دب جانے کے مترادف ہے بلکہ مرگیا تو قرض کی سخت سزا سر پر رہے گی اسی لیے بہتر یہ ہے کہ شادی، بیاہ ہو یا موت وغیرہ سب میں نیکی کر اور دریا میں ڈال پر عمل ہو یعنی کسی کو دے تو یہ نیت ہے کہ محض اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی رضا وخوشنودی کے لیے دے رہا ہوں اور بس اسے دوسری جانب سے کچھ ملنے یا نہ ملنے کا تصور نہ ہو اور بس اب اس کی تفصیل وتحقیق ملاحظہ ہو۔

## نیوتے کی رسم:

ایک اچھی نیت اور ارادے سے جاری ہوئی تھی تاکہ خویش واقارب نیز دوست واحباب کے تعاون سے کام بآسانی انجام پا جائے اور صاحب تقریب پر اس کام کے مصارف کا زیادہ بوجھ نہ پڑے، اور اسے دوسروں کے سامنے دست سوال دراز نہ کرنا پڑے۔

یونہی معاونین کے یہاں جب ایسی تقاریب ہوں تو سب بھائی مل کر ان کی بھی اعانت کریں گے۔

تاکہ وہ بھی زیر بار نہ ہوں البتہ ان تقاریب میں جو روپیہ یا سامان دیا جائے وہ بدلے کی نیت وارادے سے نہ دیا جائے، بلکہ ہدیہ وہبہ کے طور پر دیا جائے جب اس نیت وارادے سے دیا جائے گا تو لینے والے کے ذمہ قرض نہ ہوگا، اگر اس کا بدلہ ہوگیا فبہا نہ ہوا تو مطالبہ نہیں، کیونکہ ہبہ کا عوض دینا سنت ہے واجب نہیں۔

چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ ہدیہ کو قبول فرماتے اور اس کا عوض عطا فرماتے (بخاری شریف)

لیکن قرض کا پروگرام نہ ہو بلکہ ہدیہ، کیونکہ ہدیہ سے محبت بڑھتی ہے،
اور قرض سے محبت ٹوٹتی ہے، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے
ہیں۔

ایاکم والدین فان اولہ ھم و آخرہ حرب

قرض سے بچو کیونکہ اس کی ابتداء غم سے ہے اور انتہا لڑائی (مؤطاامام مالک)

فائدہ:

القرض مقراض المحبتہ مشہور ہے خود رسول اللہ ﷺ نے
قرض کو محبت کی قینچی فرمایا ہے۔ جس طرح قینچی کپڑے کو کاٹ دیتی ہے اسی طرح
قرض محبت کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے

## قرض کی خرابیاں

قرض کے باعث کتنے ہی جڑے ہوئے دل بچھڑ جاتے ہیں اپنوں میں بے گانگی
اور دوستوں میں دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ بغیر کسی اشد مجبوری کے قرض کی جانب
وہی قدم بڑھائے گا جسے محبت، اخوت اور دوستی کا جنازہ اپنے ہاتھوں سے نکالنا ہو۔

قرض ایک قسم کا عذاب ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ
تعالی عنہ نے فرمایا کہ "شروع میں یہ رنج والم لاتا ہے۔"

اور آخر میں لڑائی جھگڑے کا باعث بنتا ہے، لہذا بغیر کسی خاص مجبوری کے
اس عذاب کو اپنے اوپر مسلط کر لینا دانشمندی نہیں ہے۔

اگر وہ رقم یا سامان بہ نیت قرض یا بدلہ دیا گیا ہے تو لینے والوں پر اس کی
ادائیگی واجب و لازم ہے، اگر کسی وجہ سے وہ رقم یا سامان ادا نہ کر سکا اور دینے
والوں نے معاف بھی نہ کیا، تو آخرت میں اس پر باز پرس ہو گی۔





اس سے بچنے کی واحد صورت یہ ہے کہ ان کے دینے والوں سے پہلے ہی
صاف صاف کہہ دیا جائے۔ کہ جو صاحب بطور امداد دینا چاہیں حرج نہیں اگر مجھ سے
ممکن ہوا تو ان کی تقریب میں بھی امداد و اعانت کروں گا اور اگر بدلہ کی نیت ولمرادے
سے دے رہے ہو تو میں قرض لینا نہیں چاہتا اگر میں بلا وجہ یا کسی دوسری وجہ سے
دے نہ سکا تو گنہگار ہوں اور معاف نہ ہونی کی صورت میں حشر میں اس کا مواخذہ ہو۔
یہ کہنے کے بعد جو شخص اس کو کوئی رقم یا سامان دے گا تو وہ اس کے ذمہ قرض نہ ہوگا۔

فقیر اویسی غفرلہ کا یہی معمول رہا، الحمد للہ وقت آرام سے گزرا اگر ہدیتہً
دینے کے باوجود اس رقم یا سامان کا مطالبہ کرے، اور ادا نہ کرنے کی صورت میں
طعن و تشنیع کرے تو اس کی یہ حرکت ایذائے مسلم ہے جو حرام وگناہ ہے۔

### فائدہ:۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "العائد فی ھبۃ کالکلب یعود فی قیئۃ"
ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لینے والا کتے کی طرح ہے، جو اپنی قے کھاتا ہے۔ (مشکوۃ شریف)

مسئلہ: دی ہوئی چیز واپس لینا نہیں چاہیے کیونکہ حضور انور ﷺ نے اسے قے
کھانے سے تشبیہ دی ہے، جس طرح کتے کا قے کر کے چاٹ لینا ہر طبیعت کے لیے
باعث نفرت ہے یونہی عطیہ دے کر واپس لینا ہر شخص کو برا معلوم ہونا چاہیے اسے
واپس لینا بد خلقی اور بے مروتی کی دلیل ہے۔
یہ ایک عجیب مثال ہے کیونکہ کتے کے علاوہ کوئی جانور اپنی قے نہیں کھاتا۔
لہذا ہمیں بھی اس حرکت سے بچنا چاہیے تاکہ یہ قول ہم پر صادق نہ آئے،

## نیوتا اور امام احمد رضا قدس سرہ

مجھے اپنے موقف کی اس وقت خوشی ہوئی جب میں نے فتاوی رضویہ میں
انہی تائید دیکھی، چنانچہ حضور اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

فرماتے ہیں نیوتے کی رسم ایک محمود قصد یعنی معاونت اخوان سے رکھی گئی۔
کہ وقت حاجت ایک کام سو (۱۰۰) کی اعانت سے نکل جائے، نہ اس پر بار ہو نہ سوال
وغیرہ سے حرج وعار ہو پھر معاونوں میں جسے یہ معاملہ پیش آئے وہ معاون اور باقی
اخوان اس کی اعانت کریں۔
وھکذا اس میں جب کہ عرفاً معاوضہ مقصود ہو قرض ہے اور اس
کی ادا واجب فان المعروف کالمشروط (احکام شریعت حصہ دوم ص ۴۸)

## نیوتا بصورت قرض:

جیسے پہلے کہا گیا ہے کہ نیوتا قرض بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت علامہ
مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔
شادی وغیرہ تمام تقریبات میں اس طرح کی چیزیں بھیجی جاتی ہیں۔ اس
کے متعلق ہندوستان میں مختلف قسم کی رسمیں ہیں، ہر شہر میں ہر قوم کی جدا جدا
رسوم ہیں ان کے متعلق ہدیہ اور ہبہ کا حکم ہے یا قرض کا؟
عموماً رواج سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ دینے والے یہ چیزیں
بطور قرض دیتے ہیں۔
اسی وجہ سے شادیوں میں اور ہر تقریب میں جب روپے (یا سامان) دیئے
جاتے ہیں تو ہر ایک شخص کا نام اور رقم (وغیرہ) تحریر کر لیتے ہیں۔
جب اس دینے والے کے یہاں کوئی تقریب ہوتی ہے تو یہ شخص جس کے
یہاں دیا جا چکا ہے فہرست نکالتا ہے۔ اور اتنے روپے (یا سامان) ضرور دیتا ہے۔ جو
اس نے دیئے تھے اس کے خلاف کرنے میں سخت بدنامی ہوتی ہے۔
اور موقع پا کر کہتے بھی ہیں کہ نیوتے کا روپیہ یا سامان نہیں دیا، اگر یہ قرض نہ سمجھتے





ہوتے تو ایسا صرف نہ ہوتا جو عموماً ہندوستان میں ہے۔
(بہار شریعت ص ۶۷ تا ۶۸ جلد ۱۶)

## نیوتے کا ادا کرنا شرعاً لازمی و ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے دریافت کیا گیا کہ ہمارے یہاں دستو
ر ہمیشہ سے ہے کہ کسی کی تقریب شادی یا ختنہ یا اور کوئی تقریب ہوئی تو اعزہ و اقرباء
دوست و آشنا کچھ نقد کچھ روٹی، دال، تیل، دہی اور کپڑا وغیرہ لاتے ہیں۔
جس کو "نوید" یا "نیوتا" کہتے ہیں جو پہلے بطور معونت سمجھا جاتا تھا۔ نہ لوا
کرنے پر کوئی گرفت یا تقاضا نہیں تھا۔ لیکن اب ان تقریبوں میں میرے یہاں کوئی
سامان نوید لائے اور میں کسی وجہ سے یا بلا وجہ سامان نہ لے گیا اس پر بعد کو تقاضا ہوتا ہے
شکایت ہوتی ہے کہ ان کے یہاں لے گئے وہ میرے یہاں نہ لائے، ایسی حالت میں مجھ
سے اگر ادا نہ ہو سکے۔ تو اس کے لیے قیامت میں پرسش ہوگی یا نہیں؟ اور بغیر معاف
کئے ہوئے اس کے معاف ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جواباً فرمایا اب جو نیوتا دیا جاتا ہے وہ
قرض ہے اس کا ادا کرنا لازم ہے اگر رہ گیا تو مطالبہ رہے گا۔ اور بے اس کے معاف
کیے معاف نہ ہوگا۔ والمسئلۃ فی الفتاوی الخیریۃ

## نیوتا کا بہتر طریقہ:

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ لانے والوں سے پہلے ہی صاف کہہ دے
کہ جو صاحب بطور امداد عنایت فرمائیں مضائقہ نہیں مجھ سے ممکن ہوا تو ان کی
تقریب میں امداد کروں گا لیکن میں قرض لینا نہیں چاہتا اس کے بعد جو شخص دے گا
وہ اس کے ذمہ قرض نہ ہوگا۔ ہدیہ ہے۔ جس کا بدلہ ہو گیا فبہا نہ ہوا تو مطالبہ نہیں۔
(فتاوی رضویہ جلد دہم نصف آخر صف ۲۶۸)

## مروجہ نیوتا کی خرابیاں :

حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

یہ نیوتا اب بہت بدی رسم بن گئی ہے، اس میں خرابی یہ ہے کہ یہ جھگڑے لڑائی کی جڑ ہے، وہ اس طرح کہ فرض کرو کہ ہم نے کسی کے گھر چار موقع پر دو دو روپے دیئے ہیں تو ہم بھی حساب لگاتے رہتے ہیں۔

اور وہ بھی جس کو یہ روپیہ پہنچا ہے اب ہمارے گھر کوئی خوشی کا موقع آیا ہم نے اس کو بلایا تو ہماری پوری نیت یہ ہوتی ہے کہ وہ شخص کم از کم دس روپے ہمارے گھر دے تاکہ آٹھ روپے وہ ادا ہو جائیں، اور دو روپے ہم پر چڑھ جائیں ادھر اس کو بھی یہی خیال ہے کہ اگر میرے پاس اتنی رقم ہو تو میں وہاں دعوت کھانے جاؤں، ورنہ نہ جاؤں، اب اگر اس کے پاس اس وقت روپیہ نہیں تو وہ شرمندگی کی وجہ سے آتا ہی نہیں۔ اور اگر آیا تو دو چار روپے دے گیا۔ بہر حال ادھر سے شکایت پیدا ہوئی طعنے بازیاں ہوئیں دل بگڑے، بعض لوگ تو قرض لے کر نیوتا کرتے ہیں بولو! یہ خوشی ہے یا اعلانِ جنگ۔

لوگ کہتے ہیں کہ نیوتے سے ایک شخص کی وقتی مدد ہو جاتی ہے اس لیے یہ رسم اچھی ہے، مگر دوستوں! مدد تو ہو جاتی ہے لیکن دل کیسے برے ہوتے ہیں، اور یہ روپیہ کس طرح پھنس جاتا ہے، نہ معلوم یہ رسم کب سے شروع ہوئی، باہمی امداد واعانت کرنا اور بات ہے۔ لیکن یہ باہمی امداد نہیں، اگر باہمی امداد ہوتی تو بدلہ کا تقاضا کیسا؟ ہاں اگر قرابت دار کو بطورِ مدد کچھ دیا جائے اور اس سے بدلہ کی توقع نہ رکھی جائے تو واقعی مدد ہے۔

اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہدیہ سے محبت بڑھتی ہے اور قرض سے محبت ٹوٹتی ہے۔

اب نیوتا بے ہودہ قرض ہو گیا ہے لہٰذا عقیقہ، ختنہ، شادی، موت۔، ہر وقت ہی نیوتا کی رسم جاری ہے یہ بالکل بند ہونی چاہیے۔ (اسلامی زندگی ص ۱۱۔ ۱۲)





# باب اوّل

اس باب میں فقیر قرض کی خرابیاں اور نیوتا مذموم دینوی و اخروی نقصانات اور خسارے بیان کرتا ہے! ؎

شاید اتر جائے کسی کے دل میں میری بات

## نیوتا مذموم کی اخروی خرابیاں :

جب شادی وبیاہ اور رسوم میت میں رسم لین دین پیدا ہوگی تو وہ قرض کے حکم میں داخل ہو کر ادائیگی ضروری ہو جائے گی۔ بصورتِ عدم ادائیگی اس کی سزا/ عذاب وہی ہے جو قرض نادہندگان اور حقوق العباد کے تلف کرنے والوں کی سزا اور عذاب ہے، ذیل میں اس کے متعلق وعیدات عرض کرتا ہو، حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص اگر خدا کی ستر نافرمانیاں لے کر قیامت کے میدان میں پہنچے تو یہ اس سے بہت ہی ہلکا جرم ہے کہ کسی بندہ کا ایک حق اپنے ذمہ میں لے کر میدان حشر میں جائے کیونکہ اللہ جل شانہ کی ذات بے نیاز ہے وہ معاف فرمادیں گا مگر بندے چونکہ محتاج ہیں (جو قیامت کے روز جب کہ بے کسی اور کسمپرسی کا عالم ہوگا ذرا ذرا سا سہارا تلاش کرتے ہوں گے) اس لیے ان کے حق کا دھیان رکھنا اور حقوق العباد سے پاک ہو کر اس جہان سے جانا بہت ہی زیادہ اہم اور سخت ضروری ہے، کیونکہ محتاج اپنی حاجت کی وجہ سے معاف نہیں کیا کرتا بلکہ اپنا پورا پورا حق وصول کر لیا کرتا ہے۔

### انتباہ :

للہ چونکہ ہمارے دور میں آخرت کی فکر نہیں رہی اور بددیانتی کی فضا کی وجہ سے

مرنے کے بعد کی زندگی کا دھیان نہیں رہا ہے اس وجہ سے کسی کا حق ضائع کردینا ظلماً کچھ وصول کرلینا یا رشوت سے پیٹ بھرنا یا اور کسی ذریعہ سے ایسا مال حاصل کرلینا جو شرعاً حرام ہو کوئی بڑا گناہ نہیں سمجھا جاتا۔

## احادیث وعید

حضور سرور عالم ﷺ نے صاف صاف واضح طریقہ پر یہ فرمایا ہے کہ سب سے بڑا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن باوجود اپنی ذاتی نیکیوں کے اپنے سر دوسروں کے حقوق لے کر آئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حرام کھانے اور پہننے کی وجہ سے دعا قبول نہیں ہوتی اور حرام سے صدقہ بھی قبول نہیں کیا جاتا۔

(۳) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کپڑا دس درہم کا خریدا گیا اور ان میں ایک درہم حرام کا تھا تو جب تک وہ کپڑا جسم پر رہے گا اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔

(۴) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ گوشت جنت میں داخل نہ ہوگا جو حرام سے بڑھا ہوگا، جو گوشت حرام سے بڑھا ہوا اس کے لیے دوزخ ہی زیادہ مناسب ہے۔

## فائدہ :۔

احناف کے علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص حرام مال سے صدقہ کرے اس عمل کی وجہ سے اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔

## ایک وہم کا ازالہ :

نیوتا میں لینا دینا اس لیے عمل میں لایا جاتا ہے کہ اس طرح سے مال و دولت میں اضافہ ہوگا یہ صرف وہم ہے حدیث شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ روح





القدس (حضرت جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام نے میرے دل میں یہ بات القاء کی ہے کہ بے شک کسی جان کو اس سے پہلے موت نہ آئے گی جب تک اپنا رزق مقدر پورا نہ کرلے خبردار اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور رزق طلب کرنے میں اچھا طریقہ اختیار کرو حسن سے حلال حاصل ہو اور رزق کا دیر سے ملنا تم کو اس پر آمادہ نہ کردے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کے ذریعہ طلب کرنے لگو، کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اس کی فرمانبرداری ہی سے مل سکتا ہے، (مشکوۃ)

فائدہ :۔ گناہ کرکے روپیہ حاصل نہ کرو کیونکہ گناہ کے ذریعہ جو آمدنی ہوتی ہے وہ حرام ہوتی ہے رشوت لے کر یا سود سے یا گانے جانے کا پیشہ اختیار کرکے یا تصویریں بیچ کر یا کوئی ایسی تجارت یا ملازمت کرکے جو شرعاً درست نہ ہو اپنا پیٹ نہ بھرو کیونکہ جو رزق مقدر میں ہے وہ ضرور ملے گا اور مل کر رہے گا پھر حرام کمانے میں جلدی کرکے آخرت برباد کرنے سے کیا فائدہ اس سے نیوتا میں لینا دینا ضروری سمجھنے والے سوچ لیں کہ وہ نیوتا میں لین دین کی رسم سے کدھر جارہے ہیں یقین کرلیں کہ یہ عمل انہیں دوزخ میں لے جارہا ہے۔

## حکایت

حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ایک شخص کی نگرانی میں اپنا گھوڑا دے کر ایک مرتبہ مسجد میں نماز کے لیے تشریف لے گئے جب مسجد سے نکلے تو اس شخص کو نگرانی کی اجرت دینے کے لیے آپ نے دو درہم نکالے مگر جب باہر تشریف لائے تو اس شخص کو نہ پایا اور دیکھا کہ گھوڑے کی لگام بھی نہیں ہے یہ حال دیکھ کر آپ بازار تشریف لے گئے تو ایک دوکان پر وہ لگام رکھی ہوئی مل گئی، دوکاندار نے عرض کیا حضرت ایک شخص ابھی دو درہم میں اسے بیچ کر گیا ہے حضرت علی مرتضے کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے بھی اس کو دو ہی درہم دینے کا ارادہ کیا تھا

مگر اس نے حلال کو چھوڑ کر حرام روزی حاصل کی اگر وہ حرام حاصل کرنے میں جلدی نہ کرتا تو اس کے مقدر کے دو در ہم اس کو حلال طریقہ پر مل جاتے۔

فائدہ :

حقیقت یہی ہے کہ جب مقدر سے زیادہ یا کم نہیں مل سکتا تو پھر حرام کی طرف بڑھ کر اپنی آخرت برباد کرنا اور عبادتوں کو اکارت کرنا سراسر نادانی ہے، ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ حرام سے بچے اور حلال کمائے اور رزقِ مقدر کے لیے اپنی آخرت برباد نہ کرے۔

## تجربہ اویسی غفرلہ :۔

فقیر کا تجربہ ہے اور آپ بھی تجربہ کرلیں کہ "النصیب یصیب ولوکان تحت الجبل نصیب ضرور ملے گا اگرچہ وہ پہاڑ کے نیچے ہو یعنی بظاہر غیر امکانی صورت نظر آتی ہے کہ انسان سمجھے کہ کوئی شے مثلاً مجھے کیسے ملے گی لیکن اگر مقدر میں ہے تو ضرور ملے گی لازماً ملے گی اور ایسے طریقہ سے ملے گی کہ جس کے ملنے کا وہم وگمان تک نہ ہوگا۔

## ایک وہم کا ازالہ :

لوگ سمجھتے ہیں کہ روزی کاروبار چلانے سے ملتی ہے، یہ وہم غلط ہے حقیقت یہ ہے کہ روزی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عطا فرماتا ہے یہ اسباب ایک قسم کا حیلہ ہے اس سے روزی کمانے والے سوچیں کہ کون سے حیلے سے روزی کما رہے ہیں اگر حیلہ بہانہ یعنی سبب جائز ہے تو وہ روزی بہشت میں لے جائے گی ورنہ دوزخ کا ایندھن۔





نکتہ :۔ روزی کمانے میں یہی ارادہ دل پر راسخ ہو کہ رزق رازق مطلق نے دینا ہے میں تو کمائی صرف اس کے حکم پر کررہا ہوں، اس طرح کی نیت وارادہ سے روزی تو ملتی ہے لیکن اس کا تمام کاروبار سراسر نیکیوں کا انبار بن جائے گا لیکن یہ نکتہ وہ سمجھے جو نکتہ سنج ہو اور جو نفس کی شرارت سے نفس کا بندہ ہو وہ کیا سمجھے،

## ارشادات محبوب خدا ﷺ

## سب سے بڑا مفلس :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہم تو اسے مفلس سمجھتے ہیں جس کے پاس روپیہ نہ ہو اور مال نہ ہو، یہ سنکر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ میری امت کا (حقیقی) مفلس وہ ہوگا جو قیامت کے روز نماز اور روزے اور زکوۃ لے کر آئے گا (یعنی اس نے نمازیں بھی پڑھی ہوں گی اور روزے بھی رکھے ہوں گے زکوۃ بھی ادا کی ہوگی) اور (ان سب کے باوجود) اس حال میں (میدان حشر میں) آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی کو تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا ناحق مال کھایا ہوگا اور کسی کو ناحق خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا (اور چونکہ قیامت کا دن فیصلے کا دن ہوگا) اس لیے (اس شخص کا فیصلہ اس طرح کیا جائے گا کہ جس جس کو اس نے ستایا تھا اور جس جس کی حق تلفی کی تھی سب کو اس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی) کچھ اس کی نیکیاں اس کے حقدار کو دی جائیں گی پھر اگر حقوق پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو حقداروں کے گناہ اس کے سر پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم شریف)

## نیکیاں برباد

حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کرر کھا ہو کہ اس کی بے آبروئی کی ہو یا اور کچھ حق تلفی کی ہو تو اسے چاہیے کہ آج ہی اس کا حق ادا کر کے یا معافی مانگ کر اس دن سے پہلے حلال کرالیں جہاں نہ دینار ہوگا نہ درہم ہوگا (پھر فرمایا کہ) اگر اس کے کچھ اچھے عمل ہوں گے تو بقدر ظلم اس سے لے لیے جائیں گے اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس ظالم کے سر کر دی جائیں گی۔ (بخاری شریف)

## فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ صرف پیسہ وغیرہ دبالینا ہی ظلم نہیں ہے بلکہ گالی دینا، تہمت لگانا، بے جا مارنا، بے آبروئی کرنا بھی ظلم اور حق تلفی ہے بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم دیندار ہیں مگر ان باتوں سے ذرا نہیں بچتے یہ یاد رکھو کہ خدا اپنے حقوق کو توبہ اور استغفار سے معاف کر دیتا ہے مگر بندوں کے حقوق جب ہی معاف ہوں گے جب کہ ان کو ادا کر دے یا اس سے معافی مانگ لے۔

## نیوتا خور کو درس عبرت

نیوتا خور حضرات اس عمل کو معمولی سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ہزاروں سے نیوتا کھا کر مرتے ہیں اور انہیں اس کے بخشوانے کا خیال تک نہیں ہوتا حالانکہ آج جسے معمولی عمل سمجھ رہے ہیں قیامت میں ان کے لیے وبال جان بن جائے گا۔ لیکن اس وقت پچھتاوا کام نہ آئے گا اسی لیے میرے بھائی آج ہی کرلے جو کرنا ہے، بلکہ سرے سے نیوتا کی رسم کو ہاتھ ہی نہ لگا ہاں کرنا ہے تو نیوتا محمود کا عمل کر کے دکھا۔

## زمینداروں کو سرزنش

نیوتا مذموم عموماً دیہاتی زمینداروں اور عوام اگرچہ مفلس (کنگال) ہوں





میں زیادہ مروج ہے، اور وہ اس کو شیر مادر سے بھی زیادہ زود ہضم سمجھتے ہیں اس لیے کہ وہ زمین جیسی ثقیل کو ہضم کر جاتے ہیں تو نیوتا ان کے آگے کیا شے ہے فقیر خود زمیندار ہے الحمد للہ والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کی وراثت میں کچھ حصہ ملا، لیکن فقیر کے اقرباء نے مختلف حیلے بہانوں سے قبضہ کرلی، فقیر چونکہ مصروف بکار ہے اسی لیے ان سے واپسی کے درپے نہیں ہوا اگرچہ فقیر نے معاف کرر کھا ہے لیکن آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ ان میں جب کوئی مرتا ہے تو بری موت مرتا ہے۔

## زمین ہضم کرنے کی سزا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے (کسی کی) کچھ زمین ناحق لے لی اس کو قیامت کے دن ساتویں زمینوں کی انتہا تک دھنسا دیا جائے گا (بخاری شریف) دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے بھی ظلم کر کے بالشت بھر زمین لے لی خدا اس سے اس ایک بالشت زمین کو ساتویں زمین کی انتہا تک کھدوائے گا پھر قیامت کا دن ختم ہونے تک (جو پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا) جب تک لوگوں کے فیصلے ہوں اس زمین کو طوق کی طرح اس کے گلے میں ڈالے گا (احمد) صاحب لمعات نے لکھا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کو ملانے سے معلوم ہوا کہ زمین دبانے والوں کی دو قسمیں ہوں گی کچھ ایسے ہوں گے کہ ساتویں زمین کی انتہا تک دھنسائے جائیں گے اور کچھ ایسے ہوں گے جن کے گلوں میں ساتوں زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔

## درسِ عبرت

زمینداران برادران ذرہ گریبان میں جھانک کر دیکھئے کہ جناب نے تو کنال، کلہ کی بات نہیں مربع، ہڑپ کرر کھے ہیں، اور کھا کر ایسے ہضم کئے کہ ڈکار

بھی نہیں لیتے لیکن یاد رکھیے کہ آپ پر مثال صادق آتی ہے کہ کھائے گلا تو مار کھائے
کلا (اکیلا) مربعے وغیرہ غلط سلط طریقہ سے جمع کر کے کنبہ پال رہے ہو بلکہ آئندہ
پشتوں تک جناب کی کمائی سے کئی کنبے کھائیں گے لیکن جہنم کے طبقات کے گلے کا ہار
صرف جناب کے نام لکھا جا چکا ہے۔

## ایک غلط حیلہ شیطانی کا جواب :

بعض حقوق کو ہڑپ کرنے والے کہہ دیتے ہیں کہ جی ہم نے تو یہ مال یا
زمین وغیرہ مقدمہ کے ذریعے حاصل کیا ہے ہمیں تو گورنمنٹ کے فیصلہ سے یہ مال
ملا ہے اس کا جواب نبی پاک ﷺ سے سنئے۔

## مقدمہ لڑ اکر کوئی چیز لے لینا :۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
کہ میں ایک انسان ہی ہوں اور تم میرے پاس جھگڑے لے کر آتے ہو (اور میں فیصلہ
کر دیتا ہوں جس میں یہ ممکن ہے کہ کوئی فیصلہ غلط ہو جائے اور ایک کی چیز دوسرے کو
دلا دوں کیونکہ) شاید ایک دوسرے سے زیادہ بڑھ چڑھ کر اپنے دلائل بیان کرنے
والا ہو اور میں اس کی بات سن کر اسی کے موافق فیصلہ کر دوں، لہذا (یہ یاد رکھو کہ)
جس کے لیے میں دوسرے کے حق کا فیصلہ کر دوں تو اسے ہرگز نہ لے (میرے
فیصلہ سے وہ حلال نہیں ہو جائے گا) کیونکہ میں اس کے لیے دوزخ کا ایک ٹکڑا کاٹ
کر دے رہا ہوں (مشکوۃ) (ان احادیث سے دیوبندیوں، وہابیوں کو وہم ہوا ہے کہ
حضور علیہ السلام معاذ اللہ بے اختیار اور عاجز اور ہماری طرح عام بشر ہیں (توبہ توبہ)
(جوابات فقیر کی کتاب فاتۃ المامول میں ملاحظہ فرمائیں)





فائدہ :۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو چیز شریعت کے نزدیک کسی کی ہے اگر
مقدمہ لڑ کر اسے اپنی کر لی تو وہ اس سے حلال نہ ہو جائے گی اسی طرح اگر تمہارے
پاس کوئی چیز ہے جو شریعت کی رو سے دوسرے کی ہے مگر موجودہ حکومت کے قانون
میں وہ تمہاری ہی ہے تو اس کا ادا کرنا ضروری اور فرض ہے مثلاً کسی میت کا کچھ مال
تمہارے پاس ہے اور شرعاً اس کا کوئی ایسا وارث موجود ہے جسے حکومت کے قانون
میں ورثہ نہیں پہنچتا تو اپنی آخرت درست کرنے کے لیے خود بخود اس کا حق ادا کر دو۔

## قرآن کا فرمان

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بھی فرمایا ہے۔

وَلَاتَاكلوا اموالكم بينكم بِالبَاطِلِ وَتُدلوابها الىَ الحكام
لتاكُلُوافريقاً مِّن اَموالِ النَاس بِالْاثم و انتم تعلمون (سورہ بقرہ)

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقہ پر نہ کھاؤ اور ان (کے جھوٹے مقدمہ)
کو حاکموں کے پاس اس غرض سے مت لے جاؤ کہ اس کے ذریعہ لوگوں کے مالوں کا
ایک حصہ بطریق گناہ (یعنی ظلما) کھا جاؤ اور تم کو اس کا علم بھی ہو۔ (سورہ بقرہ)

## قرض لینے کے بارے میں سختی :

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا ہے کہ قرض کے سوا شہید کا سب کچھ بخش دیا جاتا ہے (مسلم)
حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ
نے ارشاد فرمایا کہ بڑے بڑے گناہوں کے بعد جن سے اللہ نے روکا ہے سب سے
بڑا گناہ یہ ہے کہ بندہ خدا کے پاس اس حال میں جائے کہ اس پر قرض ہو اور اس کی
ادائیگی کے لیے مال نہ چھوڑے (احمد وابو داود) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی

عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نماز پڑھانے کے لیے ایک جنازہ پیش کیا گیا آپ نے حاضرین سے دریافت کیا کہ اس پر قرض ہے؟ عرض کیا جی ہاں دو بارہ دریافت فرمایا کہ اس کی ادائیگی کے لیے کچھ چھوڑا ہے؟ عرض کیا جی نہیں فرمایا (میں اس کی نماز نہیں پڑھاتا) تم اس کی نماز پڑھ لو، اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کا قرض میرے ذمہ ہے میں ادا کروں گا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے آگے بڑھ کر اس کی نماز پڑھائی (شرح السنہ)

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ کی دوسری حدیث میں ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ پڑھتے ہوئے سنا کہ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْکُفْرِ وَالدَّیْنِ اللہ تعالی کی پناہ چاہتا ہوں کفر سے اور قرض سے۔

یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کفر کو قرض کے برابر کر رہے ہیں فرمایا ہاں۔ (مشکوۃ شریف)

## نیوتا مذموم بھی قرض ہے:

عزیزان گرامی نیوتا بھی قرض ہے جسے آپ حضرات نے برادری سسٹم سمجھ رکھا ہے، ابھی سے سمجھئے نیوتا مذموم کو چھوڑ کر نیوتا محمود عمل میں لائیے ورنہ نیوتا کو ہاتھ بھی نہ لگائیے۔ نیوتا مذموم قرض ہی کو ہے جو حق الغیر کھانے کی سزا اس کی بھی وہی سزا ہے ہمارے اسلاف صالحین رضی اللہ عنہم کا یہ حال تھا کہ معمولی سے معمولی حق الغیر کے شبہ سے بچنے کے لیے نہایت درجہ کی احتیاط فرماتے۔

## سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا فتوی:

مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ جب خلیفہ ہوئے تو آپ کی تجارت بند ہو گئی اور بیت المال سے آپ کے لیے ڈھائی ہزار درہم سالانہ





مقرر کیے گئے (جو تقریباً چھ سو پچیس روپے ہوتے ہیں) اسی پر آپ کا گزارہ تھا ایک روز بی بی نے کہا کہ میٹھا کھانے کو جی چاہتا ہے اس پر فرمایا کہ بیت المال سے جو کچھ مجھے ملتا ہے اس سے زیادہ میں نہیں لے سکتا لہذا اسی میں سے تھوڑا تھوڑا بچاؤ کسی روز میٹھی چیز پکا لینا چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا اور چند روز کے بعد کوئی میٹھی چیز پکا کر سامنے رکھ دی آپ نے دریافت فرمایا کہ روزانہ تم کتنا بچاتی رہی ہو آپ نے کوئی خاص مقدار بیان فرمائی، تو بیت المال کو لکھ بھیجا کہ میرے وظیفہ سے اتنی مقدار کم کر دی جائے کیونکہ بغیر میٹھا کھائے بھی زندگی بسر ہو سکتی ہے۔

## فاروق اعظم کا تقوی:

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اپنے زمانہ خلافت میں ایک مرتبہ رات کو بیت المال میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی ضرورت سے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ بھی تشریف لے آئے اور عرض کیا کہ مجھے کچھ بات کرنی ہے اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے دریافت فرمایا کہ اپنے کسی نجی اور ذاتی معاملہ میں گفتگو کرنی ہے یا خلافت کے کسی معاملہ میں کچھ کہنا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ مجھے اپنے ذاتی معاملہ میں گفتگو کرنی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ بیت المال کی روشنی میں بیٹھ کر ذاتی گفتگو کرنا درست نہیں ہے چلو کسی اور جگہ بات کریں گے۔

**فائدہ**: غور فرمائیے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے کتنی احتیاط فرمائی ہے کہ بیت المال کی روشنی کا استعمال گوارہ نہیں۔

## فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا کمال:

ایک مرتبہ زمانہ خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں

بحرین سے کچھ مشک آگیا آپ نے فرمایا کہ کوئی عورت اسے تول دیتی تو میں اسے تقسیم کردیتا آپ کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ میں تول دوں گی، آپ نے فرمایا تم سے نہیں تلواتا ہوں کیونکہ وہ مشک تولتے وقت تمہارے ہاتھ میں لگے گا اور تمہارا ہاتھ گردن وغیرہ میں لگے گا لہٰذا اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے حصہ میں دوسرے مسلمانوں سے زیادہ مشک آجائے گا مدارس و مساجد کے متولی اور دیگر اوقاف کے مہتمم اس سے درس حاصل کریں اور مدرس حضرات بھی اپنے اوقات کا حساب کریں کہ جتنا وقت طے ہوتا ہے پورا وقت دیتے ہیں یا اس میں کمی رہ جاتی ہے۔

## رسول اکرم ﷺ :

حضرت سید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری بیٹھے ہوئے لوگوں سے باتیں کررہے ہیں، ہنسی مذاق کی عادت تھی وہ لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی کوکھ میں ایک لکڑی ٹیک دی اس نے کہا کہ ٹھہریئے مجھے بدلہ دیجئے آپ نے فرمایا میں ٹھہرا ہوا ہوں آؤ بدلہ لے لو اس نے کہا آپ نے کرتا پہنے ہوئے ہیں اور میں کرتا پہنے ہوئے نہیں ہوں (اور اسی حالت میں آپ نے میری کھوکھ میں لکڑی چبھوئی ہے (لہٰذا نبی کریم ﷺ نے اپنا کرتا اٹھالیا (تاکہ وہ پورا پورا بدلے لے لیں) اس شخص نے (بدلہ تو نہ لیا اور) رسول اللہ ﷺ کو گود میں بھر کر آپ کا پہلو مبارک چومنے لگا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا تو یہ مطلب تھا (مشکوۃ)

## صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق کا کمال :

ان صاحب نے بدلہ نہ لیا اور بدلہ کی ترکیب سے آنحضرت ﷺ کا مبارک





پہلو چومنے کا موقعہ نکال لیا مگر قابلِ غور بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ فوراً ہی بدلہ دینے کو تیار ہوگئے اور ذرا بھی آپ کے چہرے پر اس کا اثر نہ ہوا کہ یہ میرا امتی ہوتے ہوئے مجھ سے بدلہ لے رہا ہے اور ایسا خیال کیوں کر آتا جب کہ آپ سید المتقین تھے اور آخرت کا منظر آپ کے سامنے رہتا تھا اگرچہ آپ کو آخرت کے امور سے اپنے لیے کوئی خطرہ نہ تھا لیکن امت کو عملی طور پر تعلیم سے نوازا کہ حقوق العباد کی ادائیگی لازمی امر ہے ورنہ قیامت میں جب بدلہ لیا جائے گا اس وقت ذلت ورسوائی ہوگی،

## حق الغیر کے بدلہ دینے کا ایک منظر :

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز ضرور بالضرور حق والوں کے حق ادا کرو گے اور کسی پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ سینگوں والی بکری سے بے سینگوں والی بکری کو بھی بدلہ دلایا جائے گا اگر اس نے بے سینگوں والی کو مارا ہوگا۔

## مزید براں :۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (گناہوں کے سبب دوزخ میں جانے والے مسلمان) دوزخ سے چھوٹ کر ایک پل پر کھڑے کردیئے جائیں گے جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہوگا تو اس وقت بعض کو بعض سے ان کے ظلموں کے بدلے دلائے جائیں گے جو دنیا میں کیے تھے یہاں تک کہ جب پاک وصاف ہوجائیں گے تو ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دی جائے گی (مشکوۃ)

## معمولی امور پر سخت سزا :

بہت سے امور ہماری نظروں میں معمولی معلوم ہوتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے ہیں جن کی سزا بھی سخت ہے، مثلاً ہم دیکھ رہے ہیں کہ۔

بہت سے لوگ کمزوروں اور بے کسوں کو ستاتے ہیں ان سے بیگاریں لیتے ہیں، اور وہ بے چارے ان کے ڈر سے سب کچھ کرتے ہیں مال داروں اور زمینداروں کی گالیاں بھی کھاتے ہیں اور پٹتے بھی ہیں سارے مظالم سہتے ہیں اور ان کی بیگاریں بھی پوری کرتے ہیں مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ان کو مارنا پیٹنا اور ان سے بیگاریں لینا اور ان کو گالیاں دینا جائز اور حلال ہو جائے کیونکہ خدا ہر وقت دیکھتا ہے اور اس کے یہاں سب کچھ لکھا جاتا ہے میدانِ حشر میں جب یہ دنیا کی ثروت اور جاہ و عزت رکھنے والے پیش ہوں گے اور ان بے کسوں پر جو ظلم کئے ہیں ان کے بدلے دیں گے اس وقت دنیاوی حکومت و اقتدار کا نتیجہ معلوم ہوگا بھلا جو لوگ نہ غلام ہیں نہ مملوک ہیں ان کو مارنا اور ان سے بیگاریں لینا کیونکر درست ہوگا جب کہ رسول اللہ ﷺ نے زر خرید غلاموں کے بارے میں بھی یہ فرمایا ہے کہ اگر اس پر زیادتی کی ہوگی تو اس کا بدلہ بھی دینا ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آکر بیٹھ گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے چند غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، اور (میرے مال میں) میری خیانت بھی کرتے ہیں اور میری نافرمانی بھی کرتے ہیں، میں ان کو گالیاں دیتا ہوں اور مارتا بھی ہوں تو اب یہ فرمایئے کہ (اللہ تعالی کے یہاں قیامت کے روز) میرا اور ان کا کیا معاملہ ہوگا رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو جتنی انہوں نے تیری خیانت کی ہوگی اور تیری نافرمانی کی ہوگی اور تجھ سے جھوٹ بولا ہوگا اس سب کا اور تیرے سزا دینے کا حساب کیا جائے گا اگر تیری سزا ان کی حرکتوں کے برابر ہوگی تو معاملہ برابر رہے گا نہ تجھے کچھ اجر ملے گا نہ تجھ پر کچھ بوجھ پڑے گا اور اگر تیری سزا ان کی حرکتوں سے کم ہوگی تو ان کی حرکتوں کی زیادتی تیرے کام آئے گی اور تجھے ان سے بدلہ دلایا جائے گا) اور اگر تیری سزا ان





کی حرکتوں سے زیادہ ہوگی تو ان کو تجھ سے اس زیادہ سزا کا بدلہ دلایا جائے گا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سن کر وہ چیخا اور روتا ہوا وہاں سے ہٹ گیا رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تو یہ آیت تلاوت نہیں کرتا۔

وَنَضعُ الموازین القسط لیوم الیقمة فلا تظلم نفس شیئاً ، وان کان مثقال حبتہٍ مّن خردلٍ اتینابھا وکفیٰ بنا حاسبین (انبیاء)

اور قیامت کے روز ہم انصاف کی ترازو قائم کریں گے سو کسی پر ذرا سا بھی ظلم نہ ہوگا اور اگر (کوئی عمل) رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو اسے ہم حاضر کریں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں۔

یہ سن کر اس شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اپنے اور ان (غلاموں) کے حق میں اس سے اچھا بھی کچھ نہیں سمجھتا کہ ان سے جدا ہو جاؤں (لہذا) میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ سب آزاد ہیں (مشکوۃ شریف باب الحساب والقصاص)

## بے رحم مدرسین :

جو لوگ بچوں کو تعلیم دیتے ہیں وہ بھی اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں جو بے تحاشا بچوں کو مارتے رہتے ہیں اور ذرا سی نامناسب حرکت پر بہت زیادہ سزا دیتے ہیں، اور بسا اوقات تو یہ ہوتا ہے کہ قصور ایک بچے کا ہوتا ہے اور چونکہ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس کا قصور ہے اس لیے سب کی مرمت کر دیتے ہیں جو سراسر ظلم اور حرام ہے۔

مسئلہ :۔ امام شامی صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ بچہ کو لکڑی سے مارنا درست نہیں ہے اور یکبارگی تین مرتبہ سے زیادہ ہاتھ سے مار کر سزا دینا بھی ناجائز ہے۔

## ظالم شوہر :

وہ بے رحم شوہر جو اپنی بیویوں پر ظلم کرتے ہیں اور ان معاملات مین

انہیں مارتے پیٹتے ہیں جو شرعاً ان کے ذمہ میں نہیں ذرا سا ہانڈی میں نمک زیادہ ہو گیا
اس نے کھانا پکانے میں دیر کر دی، یا جیٹھ دیور کے لیے روٹی نہیں پکائی تو بس پیٹنے
لگے اور میں نے تو ایسے واقعات بھی سنے ہیں کہ دیور ہی نے بھاوج کو سزا دے دی یاد
رکھو کہ یہ سب خدا کے یہاں لکھا جاتا ہے اور خدا سب دیکھتا ہے بغیر شرعی اجازت
کے شوہر کو بھی مارنا منع ہے خسر اور ساس، جیٹھ اور دیور تو کیا مجال رکھتے ہیں، بات
بات میں شوہر کو بھی مارنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے، اس کے بھی خاص خاص
مواقع ہیں جو علماء سے دریافت کیے جاسکتے ہیں اور شوہر کو بھی جس صورت میں سزا
دینے کی اجازت ہے وہ بھی اس طرح نہیں ہے کہ جس طرح چاہے پیٹ ڈالے بلکہ
رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں یوں فرمایا۔

فاضربوهن ضرباً غير مبرح (مشکوۃ)

ان کو اس طرح مارو کہ مارنے میں سختی اور زیادہ نہ ہو۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو اس طرح نہ پیٹے جیسے
غلام (کو بے تحاشا) پیٹتے ہیں پھر بعد میں اس کے پاس لیٹ جائے (یعنی عقلاً بھی یہ
کتنی بری بات ہے کہ صبح کو مار پیٹ کی جیسا کہ اس سے کچھ تعلق ہی نہیں اور پھر شام
کو اس کے پاس جا کر لیٹ گئے۔ (مشکوۃ شریف)

مزید تفصیل فقیر کی کتاب 'حقوق الزوجین' کا مطالعہ فرمائیں۔

## حضور سرور عالم ﷺ کی رحمدلی

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک
غلام کو مار رہا تھا کہ اچانک پیچھے سے میں نے یہ آواز سنی کہ "اے ابو مسعود سمجھ لے کہ
خدا کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت ہے جتنی تجھے اس پر ہے" میں نے منہ پھیر کر دیکھا
تو دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپ ہی یہ کلمات فرما رہے ہیں، میں نے





عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ اللہ کے لیے آزاد ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ
خبردار اگر تم ایسا نہ کرتے (یعنی اسے آزاد نہ کرتے) تو تمہیں دوزخ کی آگ جھلستی
(مسلم شریف)

## فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں ایک روز راستہ میں
گزر رہے تھے کہ ایک شخص پر نظر پڑی جو ایک عورت سے باتیں کر رہا تھا آپ نے
اس کو ایک درہ مار دیا (یہ سمجھ کر کہ یہ غیر عورت سے باتیں کر رہا ہے) اس نے کہا کہ
یہ تو میری بیوی ہے اس سے باتیں کرنے میں کیا حرج ہے؟ آپ نے فرمایا پھر تم
راستہ میں کھڑے ہو کر کیوں باتیں کر رہے ہو جس سے مسلمان غیبت میں مبتلا ہوں
اس نے کہا کہ ہم پردیسی ہیں ابھی ابھی شہر میں داخل ہوئے ہیں اور یہ مشورہ کر رہے
ہیں کہ قیام کہاں کریں یہ سنتے ہی آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اس سے فرمایا کہ
اچھا اپنا بدلہ لے لو اس نے کہا اے امیر المومنین میں نے معاف کیا، آپ نے فرمایا
نہیں تم اپنا بدلہ لے لو اس نے کہا میں نے معاف کیا یہاں تک کہ جب تین مرتبہ
اس نے معاف کر دیا تب آپ کا دل مطمئن ہوا آپ نے جزاک اللہ کی دعا دی۔
(سیرت خلفائے راشدین)

## لاشعوری دوزخ میں لے جا رہی ہے:

حقوق العباد کوئی معمولی بات نہیں جسے ہم نے لاشعوری اور بے پرواہی
سے کچھ نہیں سمجھ رہے، انسان مرنے کے بعد فوراً اس کی سزا میں مبتلا ہو جاتا ہے،
صرف ایک واقعہ ملاحظہ ہو حدیث شریف میں ہے۔
رسول اللہ ﷺ کے سامان کی حفاظت پر (کسی جہاد کے موقع میں) ایک

صاحب مقرر تھے جن کو کرکرہ کہا جاتا تھا ان کی وفات ہو گئی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اس بات کا کھوج لگانے لگے (اور اس کے سامان کے پاس) جا کر دیکھنے لگے چنانچہ انہیں ایک بڑی چادر ملی جسے اس نے (مال غنیمت سے لے کر) چھپائی تھی دوسری روایت میں ہے کہ جب (کسی جہاد کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ کو مال غنیمت حاصل ہوتا تھا تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیتے تھے کہ لشکر میں اعلان کر دو کہ جس کے پاس مالِ غنیمت کی کوئی چیز ہو یہاں لا کر حاضر کردے چنانچہ وہ اعلان کر دیتے تھے اور لوگ سب مال لا کر جمع کر دیتے تھے آپ سب کو ملا کر خمس (پانچواں حصہ) نکال لیتے تھے اور (باقی کو) تقسیم فرما دیتے تھے، ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ جب آپ نے سب مال جمع فرما کر خمس نکال لیا اور مال تقسیم کر دیا تو کئی دن کے بعد ایک صاحب بالوں سے بنائی ہوئی باگ (لگام میں باندھنے کی رسی) لے کر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ غنیمت کے مال کی ہے جو مجھے (کسی جگہ سے) ملی تھی آپ نے فرمایا کیا تم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین دفعہ منادی سنی تھی؟ عرض کیا سنی تھی ارشاد فرمایا پھر تم کو کس چیز نے روکا کہ اسی وقت لے آتے؟ اس پر انہوں نے کچھ عذر بیان کیا (جو قابل قبول نہ تھا لہٰذا) آپ نے فرمایا کہ تو ہی اسے قیامت کے روز لے کر آنے والا ہو جا میں تجھ سے ہرگز قبول نہ کروں گا (ابوداود) یعنی اب اس کو لانے سے کچھ نہیں بنتا سارے مال تقسیم ہو چکے مستحقین جا چکے کچھ غائب ہیں کچھ حاضر ہیں اب سب کو کس طرح پہنچے؟ لہٰذا اب تو ہی رکھ اور قیامت کے روز اس کو لے آنا جہاں سب حقدار موجود ہوں گے۔

## مساجد و مدارس کے سربراہ:

ان کے لیے بھی عبرت کا سامان ہے جو کسی یتیم خانہ یا مسجد و مدرسہ کے متولی یا کسی وقف کے مہتمم بن کر جھوٹا حساب لکھ کر رجسٹر پر درج کر دیتے ہیں اور





آمدنی خود کھا جاتے ہیں یا تنخواہ سے زیادہ کچھ غبن کر کے خود استعمال کر لیتے ہیں اسلام کے نام پر انجمنیں اور مدرسے قائم کرتے ہیں کیونکہ وقف اور چندہ کی چیز جو عام طلباء یا یتیموں اور مسکینوں کے لیے وقف ہے اس میں تمام مسلم طلبہ اور فقراء و مسکین اور یتامیٰ کا حق ہوتا ہے اس بارے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے یہ بھی واضح رہے کہ کسی مہتمم اور متولی کے اجازت دے دینے یا خاموش رہنے سے کسی مدرسہ یا وقف کی چیز حلال نہیں ہو جاتی؟

نیوتا کی اخروی خرابیوں سے ہم رو رہے تھے تو مدارس و مساجد اور یتیم خانوں کے چندے آدھمکے اور چندہ کا دھندہ بھی اکثر وہی لوگ کرتے ہیں جو خدمتِ دین کے دعویدار ہوتے ہیں، لیکن اکثر ان میں فراڈی ہوتے ہیں جن کے لیے کہنا پڑتا ہے۔

چو کفر از کعبہ برخیزد چناں ماند مسلمانی

جب کفر کعبہ سے اٹھے تو پھر مسلمانی کہاں رہے گی۔

انہی فراڈیوں نے حقیقی خدام الاسلام حضرات کو بدنام کر ڈالا ہے، میری مراد وہی لوگ ہیں جو صرف چندہ کا دھندہ کرتے ہیں ورنہ الحمدللہ چندہ سے دین کی گاڑی چلانے والوں میں بعض وہ بھی ہیں جو اسلاف کا نمونہ ہیں اور انہی کے طفیل موجودہ رونق اسلام اور آبادی مساجد اور حیات مدارس ہے اگر ایسے حضرات سے کچھ خامی سہو او خطا ہو بھی جاتی ہے تو بحکم ان الحسنات یذھبن السیات قیامت میں ان کے اعمالنامہ میں نیکیوں کا پلڑا بھاری رہے گا۔ ہاں صرف ان چندہ خوروں (جو فراڈیے کام چلاتے ہیں اس کے لیے تباہی و ہلاکت ہے (العیاذ باللہ)

جب قیامت میں ذرہ ذرہ کا بدلہ لیا دیا جائے گا نا معلوم اس وقت کیا بنے گا، حدیث شریف میں ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان (بندوں سے) سوال

کرتے کرتے اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کی ایک بوٹی بھی نہ ہوگی (بخاری و مسلم) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ البتہ تم میں سے ایک شخص اپنی رسی لے کر لکڑیوں کی گٹھڑی اپنی پشت پر لاد کر لائے اور پھر اسے بیچ دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور پھر وہ چاہیں تو دے دیں اور چاہیں تو منع کر دیں (مشکوٰۃ شریف)

ایسی احادیث مبارکہ چندہ کے دھندہ کرنے والوں کے لیے ہیں نہ ان حضرات کے لیے جو چندہ کے ذریعہ دین کو آباد کئے ہوئے ہیں۔

## آخری بات :

نیوتا مذموم ہو یا چندہ جو محض پیٹ بھرنے کا دھندا ہو۔ حرام محض ہے، اس کی سزا و عذاب وہی ہے جو حرام کمائی کا ہے۔

## حرام کمائی کی مذمت :

اس بارہ میں فقیر کی کتاب کسب الکمال فی رزق الحلال میں پڑھیے چند آیات و روایات ملاحظہ ہوں۔

## حرام کھانے سے دعا قبول نہ ہونا :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ پاک ہے پاک ہی کو قبول کرتا ہے اور بے شک اللہ نے مومنوں کو وہی حکم دیا ہے جو پیغمبروں کو حکم دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے

یاایھاالرسل کلوا من الطیبات واعملوصالحاً

اے رسولو! طیب چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔





اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یٰاَیُّھاالذین اٰمَنوا کلوا من طیّبٰتِ ما رزقنٰکم

اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں دیا اس میں سے طیب چیزیں کھاؤ۔

حدیث شریف :۔ حضور ﷺ نے ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبے سفر میں ہو، بال بکھرے ہوئے ہوں، بدن پر غبار لگا ہوا ہو، آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یارب یارب کہتا ہو اور اس کا کھانا حرام ہو اور پینا حرام ہو اور لباس حرام ہو اور اس کی غذا بھی حرام ہو تو (ان سب چیزوں کے باوجود) اس کی دعا کیسے قبول ہو۔ (مسلم شریف) ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب تک انسان سفر میں رہتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اگر سفر کے ساتھ شکستہ حال بھی ہو تو اس کی دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہو جاتی ہے، اس حدیث میں فرمایا کہ یہ سب کچھ ہوئے اس شخص کی دعا قبول نہ ہوگی جس کا کھانا پینا اور پہننا حرام ہو، آج بے انتہا دعائیں کی جاتی ہیں اور مصیبتوں کے دور ہونے کے لیے خوب رو رو کر اللہ کے سامنے گڑگڑاتے ہیں مگر دعا قبول نہیں ہوتی اور کیسے قبول ہو جب کہ حرام و حلال سے بچنے کا خیال ہی نہیں رہا۔

## حرام استعمال کرنے کی وجہ سے نماز قبول نہ ہونا :

حضرتِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہو کہ جس نے دس (۱۰) درہم کا ایک کپڑا خریدا اور ان میں ایک درہم حرام کا تھا تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا اس کی نماز خدا قبول نہ کرے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

## درسِ عبرت :

جب کپڑے میں دسواں حصہ حرام کا ہونے سے نماز قبول نہیں ہوتی تو

جس کے سارے کپڑے اور کھانا پینا حرام کا ہو اس کی نماز کیسے قبول ہوگی، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرماتا جس کے پیٹ میں حرام کا کھانا بھرا ہو (احیاء العلوم)

## حرام مال سے صدقہ قبول نہیں ہوتا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بغیر پاک ہوئے کوئی نماز قبول نہیں ہوتی اور حرام مال سے کوئی صدقہ قبول نہیں ہوتا (مسلم شریف) دوسری روایت میں ہے کہ کوئی بندہ حرام مال کما کر اس میں سے صدقہ کرے تو وہ صدقہ قبول نہیں ہوگا اور اس میں سے خرچ کرے گا تو اس میں برکت نہ ہوگی اور اس کو اپنے مرے پیچھے چھوڑ جائے گا تو وہ مال اس کے لیے دوزخ کا سامان ہوگا (مشکوۃ شریف) قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

یاایھاالذین اٰمنُوا انفقوا مِنْ طیبٰتِ مَاکسبتم ومِمّا اخرجنا لکم مّن الارض ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون ولستم باخذیه الا ان تغمضوا فیه (بقره)

اے ایمان والو! اپنے کمائے ہوئے میں سے عمدہ چیزیں خرچ کرو اور اسمیں سے بھی جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ہے اور خراب چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ارادہ نہ کرو اور تم تو خود اس کو لیتے بھی نہیں ہو، ہاں اگر اس میں چشم پوشی کر جاؤ تو اور بات ہے (پھر اللہ کی راہ میں کیوں دیتے ہو)

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ ایک شخص نیک کام میں حرام مال خرچ کرے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص پیشاب سے اپنا کپڑا پاک کرے (احیاء العلوم) اس سے ان کی غلطی بھی معلوم ہوئی جو حرام کھا کر اس میں سے کچھ





صدقہ کر کے سمجھ لیتے ہیں کہ اب سارا مال پاک ہو گیا حالانکہ جو صدقہ کیا ہے وہ بھی قبول نہیں ہوا۔

حرام مال سے پلا ہوا گوشت دوزخ ہی میں جائے گا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ گوشت جنت میں داخل نہ ہوگا جو حرام سے بڑھا ہوگا (مشکوۃ شریف) دوسری روایت میں ہے کہ وہ جسم جنت میں نہ داخل ہوگا جسے حرام سے غذا ملی ہو (مشکوۃ)

### انتباہ :۔

نیوتا مذموم حرام مال کا دوسرا نام ہے اسی لیے اس سے بچنا ضروری ہے،

نیوتا کی اخروی خرابیوں کا خلاصہ یہ ہے کہ محض رسمی امر میں پھنس کر چند ٹکے کمانے سے قیامت کی سزا اور عذاب اور سختی حساب۔

ا۔ بعض بے وقوف اس وہم میں مبتلا ہیں کہ نا معلوم حساب ہی نہ ہوا نہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل اور یقینی ہے اس نے اعلان فرمایا ہے کہ ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا، وہ صرف اعلان نہیں بلکہ حقیقت ہے یہاں تک کہ ہم تو اشرف المخلوقات حضرت انسان ہیں اللہ تعالیٰ جانوروں کو بھی حساب و کتاب کے لیے میدان میں لاکر حساب فرمائے گا یہاں تک کہ سینگ والی بکری نے اگر بے سینگی بکری کو مارا ہوگا تو بھی اس سے حساب ہوگا۔ حالانکہ جانور غیر مکلف ہیں پھر ان کے لیے جنت کا وعدہ اور دوزخ کی وعید بھی نہیں۔ اس سے حق الغیر ہڑپ کرنے والے خوب سوچ لیں۔

(۲) بدعت سیئہ کے مرتکب ہیں بدعت سیہ کی تعریف یہی ہے جو قرآن احادیث کے صراحۃً خلاف ہو۔ اور نیوتا مذموم سراسر قرآن واحادیث مبارکہ کے خلاف ہے اس میں حق الغیر ہضم کیا جاتا ہے جیسا کہ بار بار عرض کیا جا چکا ہے۔

نیوتا محمود تو قرآن واحادیث سے ثابت ہے کہ ایک قسم کا احسان ہے لیکن نیوتا مذموم تو حرام ہی ہے قرآن واحادیث کے مضامین کے سراسر خلاف ہے اسی لیے اسی وعید میں داخل ہے کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار ہر بدعت سیئہ کا ارتکاب دوزخ کا موجب ہے۔

**لطیفہ :** بعض بے وقوف نیوتا کے حرص میں غیروں کے بچوں کا بیاہ وشادی رچاتے ہیں تاکہ اس نے جو دوسروں کو شادی بیاہ میں دیا وہ وصول ہو جائے۔

## اپیل اویسی غفرلہ :

اسلامی برادری سے اپیل ہے کہ شادی اور رسوم اموات میں ان امور کو دخیل نہ بناؤ جن کی وجہ سے کل قیامت میں نہ صرف رسوائی بلکہ عذاب شدید میں مبتلا ہونا پڑے۔ وہ دن سخت ہے وہاں معمولی سی کوتاہی بہت بڑی اور سخت سزا کا موجب بن سکتی ہے۔

آج تم نیوتا مذموم عمل میں لاتے ہو اس سے دوسروں کا حق رہ جاتا ہے مثلاً ایک بیاہ میں تم دس بیس روپے دیتے ہو پھر تم نے رسم غلط پر کئی بیاہ وشادی کیے وہ لیتے رہے، لیکن دوسری طرف ایک بیاہ شادی ہوئی تو اس کا قرض آپ کے نام قرض رہ گیا یا کسی نے کچھ کیا ہی نہیں وہ تمہارے کھاتے میں قرض باقی رہا اسی کا حساب ہوگا اور سزا بھی ہاں وہ معاف کر دے یا اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے معاف کرا دے ورنہ حقوق الغیر کا معاملہ سخت ہے ابھی سے اپنا تدارک کیجئے۔

## قرض معاف کر دینے کی فضیلت :

جو کچھ ہوا سو ہوا اب کے بعد نیوتا مذموم سے توبہ کر لیں اور جن پر آپ کا مطلق حق ہے یا نیوتا مذموم سے آپ کا کسی پر حق ہے وہ معاف فرما دیں اس کا بہت بڑا





اجر وثواب ہے یہ ایک طویل بحث کا متقاضی ہے فقیر یہاں صرف ایک روایت پر اکتفا کرتا ہے۔
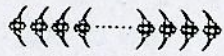
# باب ۲

# نیوتا محمود

یہ نیوتا سراسر ثواب ہی ثواب اور نیت خاص سے ہو تو رضائے خدا تعالیٰ اور رضائے مصطفےٰ ﷺ سے جھولیاں بھر لو، اس لیے کہ یہ من وجہ سنت اور احسان بر خلق خدا اور اگر رشتہ داروں سے ہے تو دوگنا اجر وثواب فقیر اس باب میں ان امور کی چند روایات پیش کرتا ہے پہلے عرض کیا گیا ہے کہ نیوتا محمود ایک کار خیر ہے اور مسلمانوں پر ایک احسان ومروت کی صورت ہے اس کا اجر وثواب بھی بہت ہے ملاحظہ ہو۔

## عام مخلوق کے ساتھ احسان :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے سو اللہ کا سب سے پیارا بندہ وہ ہے جو اس کی مخلوق کے ساتھ احسان کرے۔ (مشکوۃ)

## پریشان حال کی مدد :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی پریشان حال کی مدد کر دی اس کے لیے خدا تعالیٰ ۷۳

مغفرتیں لکھ دے گا جن میں ایک سے اس کے سب کام بن جائیں گی اور ۷۲ قیامت کے روز اس کی درجات بلند کرنے کے لیے ہوں گی۔ (بیہقی)

## اموات میں نیوتا :

میت کے گھر والوں کے لیے پہلے دن رات کے لیے کھانا پکا کر بھیجنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے چنانچہ ترمذی شریف میں ہے کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر پہنچی تو حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو کیونکہ صدمہ نے انہیں مصروف رکھا ہے۔

بہارِ شریعت میں شامی کے حوالہ سے ہے کہ میت کے پڑوسی یا دور کے رشتہ دار اگر میت کے گھر والوں کے لیے اس دن رات کے لیے کھانا کھلائیں تو بہتر ہے اور انہیں اصرار کر کے کھلائیں (رد المحتار)

## فائدہ :

اسی پر قیاس کر کے باقی خیراتوں میں مثلاً قلکھوانی جمعراتیں وغیرہ میں حصہ ملایا جائے تو ثواب ہوگا لیکن اس میں واپسی کی امید رکھنا یا دوسرے فریق سے مطالبہ کرنا کہ وہ بھی اس طرح کرے جیسے اس نے کیا تھا تو پھر وہ نیوتا مذموم ہوگا اور وہ گناہ ہے۔

## تیجہ میں نیوتا :

مذکورہ بالا دلیل میت کے گھر والوں سے متعلق تھی ذیل میں فقیر خود میت کے ایصالِ ثواب نیوتا کی دلیل عرض کرتا ہے۔





(۱) حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ الباری فتاوی روز جندی میں [۱] تحریر فرماتے ہیں

كان اليوم الثالث عن وفات ابراهيم بن محمد صلى الله عليه وسلم جآءَ ابوذرِ عند النبى ﷺ معه لبن الناقة وخبز الشعير

حضرت ابراہیم بن محمد ﷺ کی وفات کے تیسرے دن یعنی تیجہ تھا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے ان کے ساتھ اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹھی تھی۔

علاوہ ازیں بے شمار فقہاء کرام نے اس کے حوالے اپنی تصانیف میں درج فرمائے ہیں جنہیں فقیر نے رسالہ "ثبوتِ فاتحہ مروجہ" میں عرض کیا ہے ہمارے دور میں مندرجہ ذیل کتابوں میں اس کے حوالے موجود ہیں۔

برزخ کی ہے جس میں مذکورہ حوالہ موجود ہے۔

فوضعها عندا لنبى صلى الله عليه وسلم فقرء النبى عليه السلام الفاتحة مَرةَ و سورة الاخلاص ثلاث مذاتِ وقرء اللهم صلى على محمد انت لها اهل وهو لها اهل فرفع يديه

---

انوار ساطعہ تحفۃ الاحباب ہدیہ الحرمین، جاء الحق وغیرہ یہی کیفیت شرح [۱] روز جندی فتاوی کا انکار کیا جارہا ہے یہ علمی دھوکا ہے یہ صحیح ہے کہ یہ فتاوی اس وقت نایاب ہے لیکن اہلِ علم جانتے ہیں کہ کسی کتاب کی نایابی اس کے عدم وجود کی دلیل نہیں مخالف دھوکا دیتا ہے کہ کتاب لاؤ تو ہم مانیں، لیکن یہ بھی ایک فریب ہے ہمارا تجربہ ہے کہ کتاب لا کر دکھاؤ تو کہیں گے حدیث ضعیف ہے، یہ سب انکے دھوکے ہیں جیسا کہ اہلِ علم ان فریبوں کے فریب جانتے ہیں منجملہ ان کے انکار پر بھی ایک فریب ہے ورنہ الحمد اللہ اوز جندی فتاوی موجود ہے ایک دفعہ ایک پٹھان فقیر کے پاس لے آیا اس کی دس ہزار روپیہ ہدیہ مانگتا تھا اور فقیر کے پاس دس ہزار روپیہ کہاں؟ علاوہ ازیں وہ حجم میں قدوری جتنا تھا اور تھا بھی قلمی، جسے آج کل کے کمپیوٹر کے دور میں سمیٹا جائے تو قدوری کے حجم سے بھی کم ہو۔

ومسح وجهه فامر بابی ذر ان يقسمها وقال النبی ﷺ ثواب هذا الاطعمة لابنی ابراهیم .

(شرح برزخ وتحفۃ الاحباب)

پس اس کو نبی ﷺ کے پاس رکھ دیا تو نبی علیہ السلام نے سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھی اور یہ درود شریف اللهم صلی علے محمد انت لها اهل وهولها اهل " پڑھا یعنی اے اللہ درود بھیج محمد ﷺ پر ایسا کہ تو جس کے لائق ہے اور وہ جس کے لائق ہے پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اپنے منہ پر پھیرے اور ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ کو حکم کیا کہ اس کو تقسیم کردے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس کھانے کا ثواب میرے بیٹے ابراہیم کے لیے ہے آخر حدیث تک۔ (ھدیۃ الحرمین)

فائدہ :

نیوتا محمود کے لیے یہ حدیث کافی ہے کہ ایصالِ ثواب کے لیے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ نے نذرانہ پیش کیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تیجہ کرنا اور کھانے سے پہلے کھانے پر فاتحہ دینا اور دونوں ہاتھ اٹھانا اور ان کا منہ پر پھیرنا اور کھانے کا تقسیم کرنا اور کھلانا اور ہر قسم کی عبادت مالی اور بدنی کا ثواب پہنچانا سنت ہے۔

## تبصرہ اویسی :

مخالفین اسی حدیث کو یوں ٹھکرا دیتے ہیں کہ یہ روایت کتب حدیث نہیں حالانکہ یہ ان کا عذر ہے ورنہ یہ کہاں کا اصول ہے کہ جو حدیث کسی کو نہ ملے وہ یہ کہہ دے کہ یہ حدیث ہی نہیں عذر نا معقول ہے قطع نظر اس کے کہ ملا علی قاری رحمۃ





اللہ الباری اس حدیث کے ناقل اور شرح البرزخ جیسی مستند کتابوں میں اس کا حوالہ موجود ہے۔

## سید الشہداء حضرتِ حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کی قلخوانی یا تیجہ

حاشیہ خزانۃ الروایات میں ہے کہ حضور نبی پاک شہ لولاک ﷺ سے حضرت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے تین دن اور دسویں دن اور چالیسویں روز اور چھٹے مہینے صدقہ دیا (انوار ساطعہ ص ۱۴۵) مصنفہ خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔

**فائدہ :** یہ حدیث بھی نیوتا محمود ثابت کرتی ہے جو حضور علیہ السلام نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالی عنہ کا ایصال ثواب فرمایا۔

یاد رہے کہ حضور نبی پاک ﷺ کا دور مبارک اسلام کے اصول اور قواعد و ضوابط کا مقدس دور تھا آپ کے پیارے دور میں جو عمل ایک دفعہ ہو گیا تو وہ ایصال ثواب کے مختلف طریقے مستحبات ہیں حضور علیہ السلام کا گاہے گاہے کا عمل صحابہ کرام اور بعد کو علماء کرام کا عمل دلیل استحباب ہوتا ہے، اور یہاں نیوتا وغیرہ کے لیے اتنا ہی کافی ہے وہابی دیوبندی اصل مسئلہ سے ہٹ کر حدیث کو ضعیف اور موضوع ٹھہرانے کے پیچھے پڑ جاتے ہیں یہ بے اصول طریقہ ہے اس لیے کہ علم المناظرہ کا واضح قاعدہ ہے کہ حوالہ مستند کتاب یا ثقہ ناقل کا ہو اس کا انکار جاہل کرتا ہے یا احمق اس لیے کہ جب ناقل ثقہ ہے تو پھر سند اسی کے ذمہ ہے جس نے حدیث نقل کی ہے اس کی تحقیق مناظرہ رشیدیہ (کتاب) میں ہے۔

جب ہم نے قلخوانی کا ثبوت احادیث مبارکہ سے پیش کیا ہے اور فقہاء کرام

نے بھی جوان کی تصریح کی ہے اور مردہ کو ان دنوں میں خیرات وصدقات اور قرآن خوانی وغیرہ کی شدید ضرورت ہے پھر معتزلہ کے مذہب کو مضبوط کرنے کے لیے لنگڑے عذر کرنا انگریز کی سازش کا تمہارے لیے اظہار نہ کیا جائے تو کیا کہا جائے۔ مذید تفصیل فقیر کے رسائل و تصانیف میں پڑھیے،

**خاتمہ** شادی و بیاہ اور رسوم میت میں یہ جو رسم چل نکلی ہے کہ شادی والے یا میت کے ورثہ کو نقدیا اشیاء و دیگر یہ ناجائز اور قرض کی صورت اختیار کر جاتا ہے، دنیا میں بھی اس میں جھگڑے ہو جاتے ہیں آخرت کی ر، الگ اسے فقیر نے نیوتا مذموم سے تعبیر کیا ہے۔

ہاں اگر شرعی شادی بیاہ اور میت کے ورثہ کو بطورِ تبرع واحسان نقدیا اشیاء دیگر فی سبیل اللہ دی جائیں جن کا واپسی کا کوئی ارادہ نہ ہو نہ قولانہ عملانہ صراحۃً نہ کنایۃً خواہ یہ جائز ہے خورہ دوسری طرف سے اس طرح تعاون ہویا نہ ہو تو یہ جائز ہے، دینے والے کو اجر و ثواب ہوگا (انشاء اللہ) اس کا فقیر نے نیوتا محمود نام رکھا ہے۔

ھٰذا آخر مارقمہ

القادری الفقیر محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور پاکستان

الحمد للہ علی نلک وصلی اللہ علیہ حبیبہ الکریم

وآلہ واصحابہ اجمعین

الحمد اللہ اس کا آغاز حرم مکہ پاک یکم جمادی الاولی ۱۴۲۰ھ بروز جمعہ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۹۹ء میں ہوا اور اس کا اختتام بہاولپور ۲۲ اگست ۱۰ جمادی الاولی شب اتوار بوقت سحر گاہ ہوا۔



اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

اس رسالے میں شادی کے موقع پر فضول رسم ورواج
اور اس میں ہونے والے اسراف کا بیان ہے۔

شادیوں میں مت گنہ نادان کر
خانہ بربادی کا مت سامان کر

# عرض ناشر

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ،بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ قطب مدینہ پبلشرز کی ایک اور اشاعت بنام "شادی پر مبارک بادی" آپ کے ہاتھوں میں جلوہ فرما ہے۔ قطب مدینہ پبلشرز اشاعتِ دین کا ایک بے لوث ادارہ ہے۔ جس نے علامہ مفتی فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی کتب کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا۔ قطب مدینہ پبلشرز کے اراکین خلوصِ نیت کے ساتھ اور دین کی خدمت سمجھ کر قبلہ مفتی صاحب کی کتب کی اشاعت میں دن رات ایک کر رہے ہیں یہ ان کی انتھک محنت اور خلوص ہی کا نتیجہ ہے کہ بہت ہی کم عرصہ میں قطب مدینہ پبلشرز نے وہ شہرت حاصل کرلی ہے کہ آج پاکستان کے ہر شہر میں "قطب مدینہ" ہی کا ڈنکا بج رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قطبِ مدینہ پبلشرز کو مزید ترقی و کامرانی عطا فرمائے اور اراکینِ قطب مدینہ کو مزید ہمت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خادم عطار واویسی

محمد کاشف اشرفی عطاری





## بسم اللہ الرحمن الرحیم

## الحمد اللہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفےٰ !

امابعد ہمارے یہاں عادت عام ہوگئی ہے کہ شادی مثلاً عیدالفطر و قربانی اور عید میلاد النبی و جشن معراج شریف واعراس مشائخ عظام اور بیاہ ودیگر رسوم و مواقع خوشی پر ایک دوسرے کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ امام سیوطی قدس سرہ کا ایک رسالہ نظر سے گذرا مسمی بہ "وصول الامانی باصول التہانی" ان سے اس کے متعلق سوال ہوا تو یہ رسالہ لکھا چنانچہ خود فرماتے ہیں

فقد طال السوال عن ما اعتادہ میرے سے سوال ہوا کہ عوام میں رواج الناس من التھنئتہ بالعید و العام و ہے کہ عید اور نئے مہ وسال ودیگر مختلف الشھر والولایات و نحوذلك ھل مواقع پر ایک دوسرے کو مبارک باد کہتے لہ اصل فی السنتہ الخ ہیں کیا اس کے متعلق کسی حدیث شریف میں تصریح یا اشارہ ملتا ہے یا نہ

فقیر اویسی غفرلہ نے انکے تتبع میں یہ رسالہ لکھ کر اس کا نام "القول المبرور و فی التھنئتہ علے السرور" رکھا۔

## احادیث مبارکہ

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر آیت ؎ "لیغفرلك اللہ ماتقدم من ذبنہ و ما تاخر" کا نزول ہوا

؎ اس آیت کا ترجمہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے لکھا" تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے تمہارے پچھلوں کے ۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور سرور عالم ﷺ کو اس لئے مبارک پیش کی کہ آپ اکثر اوقات امت کی مغفرت کے لئے فکر مند رہتے تھے جب اس آیت کا نزول ہوا تو آپ نے امت کے لئے خوشی محسوس فرمائی اسی خوشی کو دیکھ کر صحابہ کرام نے مبارکباد عرض کی۔

جب آپ حدیبیہ سے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے اس آیت کے نزول کی خوشخبری سنائی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کو مبارک باد پیش کی الحدیث (رواہ البخاری ومسلم)

(۲) حضرت براء بن عازب و زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ہر مومن مرد اور عورت کے محبوب ہو گئے۔ آپ کو مبارک ہو (رواہ احمد)

(۳) حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عبد اللہ تمہیں مبارک ہو کہ تم میری طینت[1] سے پیدا کئے گئے ہو اور تیرا باپ آسمان پر ملائکہ کے ساتھ اڑ رہا ہے۔ (ابن عساکر)

(۴) حضور نبی پاک شہ لولاک ﷺ نے فرمایا اے ابی بن کعب کونسی سورۃ اعظم ہے انہوں نے عرض کی آیۃ الکرسی آپ نے فرمایا تمہیں علم کی فراوانی کی [2] مبارک

(احمد ومسلم)

## توبہ قبول ہونے کی مبارک:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ توبہ کی قبول ہونے کے متعلق مروی ہے وہ خود فرماتے ہیں جب میری توبہ قبول ہوئی۔ میں رسول اللہ ﷺ کے

[1] یہاں طینت سے مراد عادات و خصال ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے نگاہ کے آگے کوئی شے اوجھل نہیں جیسا کہ آپ نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال بتایا۔

[2] ثابت ہوا کہ علم دینی بڑی دولت ہے لیکن افسوس کہ دور حاضرہ میں اسکی قدر و منزلت جاننے والے کالعدم ہیں یہ بھی معلوم ہوا علم کے ہوتے سوال کرنا لاعلمی نہیں اس سوال میں کبھی امتحان مطلوب ہوتا ہے۔ اویسی غفرلہ۔





ساتھ چل رہا تھا تو لوگ جوق در جوق مجھے توبہ کی قبولیت کی مبارک دیتے رہے یہاں تک کہ میں مسجد نبوی شریف میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد لوگ جمع ہو گئے۔ اس پر حضرت طلحہ بن عبید اللہ گھٹنوں پر چل کر آئے اور میرا مصافحہ کیا اور کہا مبارک ہو حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس مبارک بادی کو ہر وقت یاد کرتے تھے پھر جب میں رسول اللہ ﷺ پر سلام عرض کیا آپ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا اور فرمایا اے ابن کعب مبارک ہو اور تیرے لئے یہ ایسی خوشی ہے کہ جب سے تم پیدا ہوئے ہو ایسا منظر کبھی نہ دیکھا ہوگا (بخاری ومسلم)

## عافیت بر امراض پر مبارک:

حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوا رسول اللہ ﷺ میری طبع پرسی کے لئے تشریف لائے پھر جب میں شفایاب ہوا تو فرمایا صح جسمك یا خوات اے خوات خدا کرے تیرا جسم تندرست ہو (حاکم) عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں مسلم بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت تھی کہ جب کوئی بیماری سے شفا پاتا تو اسے کہتے تمہیں شفا مبارک۔

## حج کی تکمیل پر مبارک

(۱) حضرت عذرہ بن مفرس رضی اللہ تعالیٰ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ افرخ روعك یا عروہ (اخرجہ البزاء)

(ف) ترجمہ: اللہ تعالیٰ تیری گھبراہٹ دور فرمائے۔

صحاح میں ہے " افرخ الروع بمعنے ذهب الفزع " یعنی گھبراہٹ

دور ہوئی۔ اہل عرب کہتے ہیں لیتفوخ بمعنے لیخرج عنك فزعك كما
یخرج الفوح عن البیضه خدا کرے تیری گھبراہٹ ایسے دور ہو جیسے انڈے سے
چوزہ نکلتا ہے۔

اہل عرب کہتے ہیں افرخ روعك يا فلان

ترجمہ : اے فلاں اللہ تعالیٰ تجھے گھبراہٹ سے سکون بخشے۔

درالمیدانی نے فرمایا اس معنی پر یہ متعدی فعل ہے اور پہلے معنی پر لازم ہے۔

(۲) حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے الام میں حضرت محمد بن کعب
القرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ آدم علیہ السلام حج کو گئے تو آپ کی ملائکہ
سے ملاقات ہوئی ملائکہ نے کہا" بر فسکك آدم" اے آدم علیہ السلام اللہ
تعالیٰ آپ کے حج کو مبرور فرمائے۔

## جنگ سے خیر وعافیت واپسی پر مبارک:

(۱) حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ بدر کی
جنگ سے خیر وعافیت واپس تشریف لائے تو مدینہ طیبہ کے لوگ روحاء کے مقام پر
پہونچکر مبارک باد پیش کرتے رہے (اخرجہ الحاکم فی المستدرک مرسلا صحیح الاسناد)

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی جنگ
سے واپس تشریف لائے جب میرے حجرہ میں تشریف لائے تو میں نے مبارک کے
لئے آگے بڑھ کر آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

الحمد اللہ الذی نصرك و اعزك واكر مك (اخرجہ الحاکم فی المستدرک)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کی تعریف جس نے آپ کی مدد فرمائی اور آپ کو عزت دی اور آپ
کو مکرم بنایا۔





(۳) حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کو بدر کی جنگ
کے بعد ملے اور عرض کی
الحمد للہ الذی اظفرک و اقر عینک (اخرجہ ابن سلام)

ترجمہ : سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے آپ کو فتح یاب فرمایا اور آپ کی
آنکھیں ٹھنڈی فرمائیں۔

## حج کی واپسی پر مبارک:

(۱) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ
کے ہاں ایک لڑکا حاضر ہوا اور حج پہ جانے کی استدعاء کی حضور ﷺ نے نہ صرف
اجازت بخشی بلکہ اس کے ساتھ چل پڑے اور یوں دعا سے نوازا

یا غلام زودك الله التقوى و وجهك الخسير و كفاك الهم

ترجمہ : اے بچے اللہ تعالیٰ تجھے تقوی کا زار عطا فرمائے اور خیر کو تیری طرف پھیر
دے اور تجھے ہر غم سے بچائے۔

جب وہ لڑکا حج سے واپس ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سلام
عرض کی آپ نے اسے یوں دعا سے نوازا۔

یا غلام قبل الله حجك و غفر ذنبك و رخلف نفقتك۔

ترجمہ : تیرا حج قبول کرے اور تیرے گناہ بخشے اور تجھے نفقہ عطا فرمائے۔

(۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عادت کریمہ تھی کہ کوئی حاجی جب
حج سے آتا اُسے دعاؤں سے یوں نوازتے

تقبل الله نسكله و اعظم اجرك و اخلف نفقتك
(اخرجہ سعید بن منصور فی سنہ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تیرے حج کو قبول فرمائے اور تیرے اجر و ثواب میں برکت دے اور خرچ کا بہتر بدل عطا فرمائے۔

## نکاح پر مبارک:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جسے دیکھتے کہ اس نے نکاح (بیاہ) کیا ہے تو اسے یوں دعا سے نوازتے۔

بارك الله و بارك عليك و جمع بينكما في خير

(رواہ الترمذی وابو داؤد وابن ماجہ)

ترجمہ: تجھے اللہ تعالیٰ برکات سے نوازے اور تجھ پر برکات کا نزول ہو اور تم ان دونوں میاں بیوی کو خیر و بھلائی پر جمع کرے۔

(۲) حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب شادی (بیاہ) ہوئی تو لوگ اسے بیاہ اور بچوں کی پیدائش کی خوشخبری سناتے تو وہ فرماتے کہ اگر کچھ خوشی کا اظہار کرنا ہے تو یوں نہ کہو وہی کہو جو رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے وہ یہ ہے۔

على الخير بارك الله لك و بارك عليك

خیر و بھلائی ہو تجھے اللہ تعالیٰ برکتوں سے نوازے اور تیرے اوپر برکات کا نزول ہو (رواہ ابن ماجہ ابو یعلیٰ)

(۳) حضرت ھبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کونین ﷺ نے کسی کی شادی (بیاہ) میں شرکت فرمائی اور اسے مندرجہ ذیل دعا سے نوازا

علے الخير و البركته والالفة والطائر الميمون والسفة في الرزق بارك الله لكم (رواہ الطبرانی)

ترجمہ: خیر و بھلائی اور برکت والفت اور نیک شگون اور وسعت رزق نصیب ہو اللہ





تمہیں برکتیں عطا فرمائے۔

## بچے کی پیدائش پر مبارک:

(۱) کلثوم بن جوشن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اسے اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا تھا اسے کہا شہباز کی پیدائش کی مبارک ہو حضرت حسن نے فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم کہ یہ بچہ ایسا ہو گا عرض کی گئی تو پھر کیا کہا جائے آپ نے فرمایا کہو کہ اللہ تعالیٰ بچے کو مبارک بنا اور خدا کرے وہ بڑا ہو اور اسے جوانی کی بہار سے نوازے

(رواہ ابن عساکر)

(۲) ابن یحییٰ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو لوگوں نے اسے کہا اے خدا فلاں فارسی بچے کی پیدائش کی مبارک ہو حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تمہیں کیا علم کہ یہ بچہ ایسا ہو گا بلکہ کہو

جعله الله مباركا عليك و على امة محمد ﷺ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تیرے لئے اور جملہ امت محمدی کے لئے اسے بابرکت بنائے۔

(اخرجہ الطبرانی فی الدعاء)

(۳) حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ جب کسی شخص کو بچے کی پیدائش کی مبارک دیتے تو فرماتے۔

جعله الله مباركا عليك و على امة محمد ﷺ (اخرجه الطبرانی من طریق حماد بن زید)

ترجمہ

اللہ تعالیٰ اسے تیرے لئے اور امت محمدیہ کے لئے مبارک بنائے

## حمام کے داخل ہونے کی مبارک:

حضرت امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ احیاء العلوم کے آداب حمام میں

لکھتے ہیں کہ کسی دوسرے کو یوں عافاک اللہ کہنے میں کوئی حرج نہیں (یعنی اللہ تعالیٰ تجھے باعافیت رکھے (نقلہ فی المہذب)

(۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حمام سے فارغ ہو کر آتے تو رسول اکرم ﷺ فرماتے "طاب حمامکم" حمام تمہارے لئے خوشگوار ہو (الفردوس)

(ف)

مصنفِ الفردوس کے نے اسکی سند کی جگہ خالی چھوڑ دی یعنی اسکا اسناد نہ بتایا۔

## ماہِ رمضان کی آمد کی مبارک :

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کے آخری جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے فرمایا ایھا الناس انہ قد اظلکم شھر عظیم شھر مبارک خیر لیلۃ خیر من الف شھر (اخرجہ الاصبھانی فی الترغیب)

ترجمہ: اے لوگو! مہینہ آرہا ہے جو نہایت بابرکت ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے

(ف)

حضرت ابن رجب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ رمضان شریف کی آمد پر مبارک باد دینے کی اصل اس حدیث شریف سے ہے۔

## عید مبارک :

(۱) حضرت زاہر بن طاہر تحفہ عید الاضحیٰ میں حبیب عمر انصاری سے نقل کر کے لکھتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ مجھے میرے والد گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عید کے دن ملا تو میں نے انہیں کہا



تقبل اللہ منا ومنك اے اللہ تعالیٰ مجھ سے اور تیرے سے قبول فرمائے انہوں نے بھی اسی طرح جواباً فرمایا تقبل اللہ منا ومنك اللہ تعالیٰ میرے اور تیرے سے قبول فرمائے۔

(۲) ابن عمر والسلمی فرماتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن بسر اور عبد الرحمٰن بن عائذ اور جبیر بن نفیر اور خالد معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا کہ عیدوں کے ایام میں لوگ انہیں مبارک دیتے اور وہ لوگوں کو۔ (اخرجہ الاصبھانی فی الترغیب)

(۳) ابو امام اور واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابن سعد کو عید کے دن مل کر انہیں کہا "تقبل اللہ منا ومنك" اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے سے قبول فرمائے۔

(اخرجہ البیہقی والطبرانی فی الدعاء)

(۴) زاہد بن طاہر کتاب تحفہ عید الفطر میں اور ابو احمد الفرضی سند حسن سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ جب عید کے دن آپس میں ملتے تو ایک دوسرے سے کہتے "تقبل اللہ منا ومنك" اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے سے قبول فرمائے۔

(۵) ادھم حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام کہتا ہے کہ ہم حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ عیدین کے موقعہ پر کہتے "تقبل اللہ منا ومنك یا امیر المومنین پھر وہ بھی اسی طرح ہمیں جواب دیتے اگر شرعاً جائز نہ ہوتا تو ہمیں روک دیتے۔

(اخرجہ الطبرانی فی الدعاء)

شعبہ بن حجاج نے کہا کہ میں نے یونس بن عبید کو بلا میں نے عید کی نماز کے بعد کہا تقبل اللہ منا ومنك انہوں نے اسکے جواب میں وہی کہا جو میں نے کہا۔

(اخرجہ الطبرانی)

(۷) ابن عقیل کہتے ہیں کہ میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عید کے دن ملا اور عرض کی "تقبل اللہ منک" اللہ تعالیٰ تجھ سے قبول فرمائے۔

(اخرجہ الطبرانی)

فائدہ: اگر مبارک بادی اور ایسے کلمات جائز نہ ہوتے تو روک دیتے۔

(۸) علی بن ثابت کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ یہ جو عید کے دن لوگ آپس میں کہتے ہیں "تقبل اللہ منا ومنک" ایسا کہنا جائز ہے یا نہ آپ نے فرمایا ہم اسی طرح کہتے چلے آئے ہیں (رواہ ابن حبان عن الثقات)

سوال

ایک حدیث شریف میں جسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرض کی کہ یہ جو لوگ عیدین کے موقعہ پر کہتے ہیں "تقبل اللہ منا ومنکم" یہ کیسے ہے آپ نے فرمایا کہ یہ یہود و نصاریٰ کا فعل ہے اور ایسے کہنے کو آپ نے کراہت کی نگاہ سے دیکھا۔

جواب

اس کی سند میں عبدالخالق بن خالد بن زید بن واقد ہے وہ امام بخاری کے نزدیک منکر الحدیث ہے اور ابو حاتم نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور امام نسائی نے فرمایا کہ وہ غیر معتبر ہے اور دارقطنی نے فرمایا کہ وہ متروک ہے امام ابو نعیم نے فرمایا وہ لاشی ہے۔

## نئے کپڑے پہننے پر مبارک

ام خالد بنت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کو اوڑھنی اپنے





ہاتھ مبارک سے پہنا کر دو بار فرمایا "ابلی و اخلقی" پرانا کرو اور اسے دیر تک پہنے رکھ۔

(بخاری)

(ف) یہ دعائیہ کلمہ مبارکبادی کے موقعہ پر کہا جاتا ہے۔

(۲) ایک دفعہ حضور سرور عالم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفید قمیض پہنا ہوا دیکھ کر فرمایا۔

لبس جدیدا وعش حمیدا و مت شہیدا (رواہ ابن ماجہ عن ابن عمر)

ترجمہ: جدید کپڑا پہنو اور تا دیر سلامت رہو اور شہید ہو کر مرو۔

(۳) حضرت ابو نفرہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت تھی کہ جب کسی کو نیا کپڑا پہنے ہوئے دیکھتے تو کہتے "تبلی و یخلف اللہ عزوجل

(اخرجہ ابو منصور)

یعنی تا دیر پہنو اللہ تعالیٰ اس کے بعد اور عطا فرمائے۔

## ہر شام خیر و عافیت کی مبارک

حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سامنے ایک شخص کو فرمایا کہ صبح کیسے ہوئی۔ اس نے عرض کی "احمد الذی الیک یا رسول اللہ ﷺ" یا رسول اللہ ﷺ آپ کے طفیل اچھی رات گذری اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی حمد ہے۔ آپ نے فرمایا میں بھی تجھ سے یہی سننا چاہتا تھا۔

(اخرجہ الطبرانی باسند حسن)

(۴) میسرہ بن حبیس کہتے ہیں کہ میں واثلہ بن الاسقع کو ملا اور السلام علیکم کہی اور پوچھا "کیف انت یا اباشداد اصلحک اللہ" اے ابو شداد آپ کا کیا حال ہے اللہ

تعالیٰ تمہیں صحیح سالم رکھے۔ آپ نے فرمایا خیر وبرکت ہے اے بچے۔

(۳) حضرت حسن سے مروی ہے فرماتے ہیں صحابہ تابعین کی عادت تھی وہ آپس میں السلام علیکم اور خدا کرے آج کے دن تمہارے قلوب باسکون رہیں اور بتایئے کیسے رات بسر ہوئی اور شام کیسے گذری اللہ تعالیٰ تمہیں صحیح سالم رکھے۔
اگر ہم انکو ایسا کہتے تو وہ خوش ہو کر کہتے ورنہ ناراض ہوتے۔

(رواہ ابن منصور فی سنہ)

## ارشاد رسول اللہ ﷺ سے مبارکبادی کا اثبات مزید:

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہمسایہ کا کیا حق ہے پھر فرمایا کہ کسی کام کی مدد چاہے تو اس کی مدد کرو اگر قرضہ مانگے تو قرض دو اگر ایسے کوئی خیر وبھلائی حاصل ہو تو اسے مبارک دو اگر اسے مصیبت پہونچے تو اس سے مصیبت دفع کرنے کی کوشش کرو ﷺ رواہ الطبرانی فی سند الشامیین والخرائطی فی مکارم الاخلاق)

## فقہاء کا فیصلہ:

(۱) حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ قمولی الجواہر میں لکھتے ہیں کہ یہ جو لوگ عیدوں اور نئے سالوں اور نئے مہینوں پر مبارک باد دیتے ہیں میں نے اپنے ائمہ سے کسی کو منکر نہیں پایا۔ (۲) امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ذکی الدین عبد العظیم المنذری کے فوائد میں میں نے دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ ابو الحسن المقدسی سے روائل شہر وجدید مہینوں پر مبارک بادی کے متعلق سوال ہوا کہ کیا وہ بدعت ہیں آپ نے جواب میں فرمایا کہ اس کے متعلق ہمیشہ سے علماء میں اختلاف رہا میری ذاتی رائے یہی ہے کہ یہ نہ سنت ہے نہ بدعت بلکہ مباح ہے۔ اسی





قول کو الشرف الغزی فی شرح المنہاج میں نقل کیا ہے لیکن اس پر کوئی مزید اضافہ نہیں کیا۔

## نتیجہ:

ہر خوشی پر مبارک باد کہنا دعائیں دینا شرعاً جائز ہے ہمارے دور میں مذکورہ بالا امور یونہی اعراس مشائخ کی حاضری کے بعد اور بچوں کے حافظ وعالم ہو جانے پر ایسے ہی دیگر خوشی کے مواقع پر مبارک دینے کا عام دستور ہے۔ بعض لوگ اسے اپنی بدعت کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں فقیر نے یہ چند سطور عرض کر دیئے ہیں اہل انصاف کو تو انکار کی گنجائش نہیں اور ضدی ہٹ دھرم ویسے بھی لاعلاج ہوتا ہے اسی لئے اہل انصاف سے گذارش ہے کہ فقیر کی ان چند سطور کو غور سے پڑھنے کے بعد فیصلہ فرمایئے کہ ایک جائز فعل کو بدعت کہہ دینا کہاں کا انصاف ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ والسلام علی حبیبہ سید المرسلین وعلی آلہ و اصحابہ الطاہرین ہذا آخر ما رقمہ قلم الفقیر القادری ابی الصالح

محمد فیض احمد الاویسی الرضوی غفرلہ۔

آغاز بدھ مرید کے ضلع شیخوپورہ میں جبکہ فقیر یہاں صاحبزادہ سید احمد شاہ نقوی سلمہ کی دعوت پر جمعہ پڑھانے کے لئے حاضر ہوا ۱۸ شعبان بعد جمعہ چند نشستوں میں بروز ہفتہ و شعبان جامعہ شیرازیہ رسولیہ لاہور کے مہمان خانہ میں بوقت ۱۱ بجے ختم ہوا۔ یادداشت لکھی تاکہ یاد رہے۔

## اضافہ برائے افاضہ:

امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ کے رسالہ مبارکہ کے علاوہ چند

دیگر حوالہ جات اور ضروری احادیث بطور اضافہ حاضر ہیں تاکہ احباب زیادہ سے زیادہ استفاضہ واستفادہ کریں۔

## بی بی زینب کو مبارک

جب بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مطلقہ ہوئیں تو انکی تمنا تھی کہ کاش ان کا نکاح حضور سرور عالم ﷺ سے ہو چنانچہ بی بی صاحبہ اس فکر میں ہر وقت مغموم رہتیں بلکہ اس بارہ میں نذر بھی مانی اور رسول اللہ ﷺ از خود بھی اس نکاح کے روادار نہ تھے اس لئے بی بی صاحبہ کو کافی عرصہ انتظار کرنا پڑا ایک دن رسول خدا ﷺ پر وحی الٰہی سے نکاح کا حکم ہوا تو مجمع صحابہ وصحابیات میں

فرمایا کون ہے جو زینب کے پاس جائے اور انہیں بشارت دے کہ حق تعالیٰ نے ان کو میری زوجیت میں دے دیا ہے سلمیٰ جو حضور ﷺ کی خادمہ تھیں دوڑیں اور سیدہ زینب کو بشارت دی اور اس خوشخبری سنانے پر وہ زیورات جو سیدہ زینب پہنے ہوئے تھیں اتار کر سلمیٰ کو عطا فرمادیئے اور سجدۂ شکرانہ بجالائیں اور نذر مانی کہ ہمیشہ روزہ سے رہونگی۔

## صحابہ کو مبارک

ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق آیت ذیل نازل ہوئی تو لوگوں نے انہیں مبارک بادی "آخرین مرجون لامر الله اما يعذبهم و اما يتوب عليهم و الله عليم حكيم (پ ۱۱)

ترجمہ : اور کچھ لوگ اور ہیں جو ڈھیل دے گئے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر یا انکو عذاب کرے یا انکی توبہ قبول کرے اور اللہ تعالیٰ علم وحکمت والا ہے (پ ۱۱ ع ۲)





آیت ان تین صحابیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو جنگ پہ نہ جاسکے۔ وہ تین حضرات یہ ہیں۔

﴿1﴾ کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

﴿۲﴾ مرارہ بن الربیع العمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

﴿۳﴾ ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضرات غزوہ بدر میں بھی شریک ہوئے تھے اور تھے مالدار۔ اس کے باوجود غزوہ تبوک پہ حضور علیہ السلام کے ساتھ نہ جاسکے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس وقت میں اہل مدینہ سے مالی لحاظ سے خوشحال تھا۔ میرے پاس اونٹ بھی بہت اچھے تھے۔ ہر روز ارادہ کرتا تھا کہ میرے پہنچنے میں کیا دیر لگے گی۔ جب لشکر روانہ ہوگا اسے راستہ میں پالوں گا۔ لیکن اس کے باوجود کئی روز ایسے ہی گزر گئے اور میں جنگ پہ نہ جاسکا۔ اس پر مجھے اور میرے دوسرے مذکورہ ساتھیوں کو سخت ندامت ہوئی۔ جب حضور اکرم ﷺ غزوہ سے فراغت کے بعد واپس تشریف لائے ان حضرات نے خود کو نہ تو حضرت ابو لبابہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ تعال عنہم کی طرح ستونوں سے باندھا اور نہ ہی اتنا شدید اظہار غم اور جزع فزع کی حضور علیہ السلام نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمادیا کہ ان کے ساتھ کوئی نہ بیٹھے اور نہ ان کے ساتھ کوئی کھانا کھائے اور نہ ہی ان سے کسی قسم کا مشورہ کرے۔ یہاں تک کہ ان حضرات کی عورتوں کو فرمایا کہ وہ ان سے علیحدہ ہوکر اپنے میکے چلی جائیں۔ حضرت ہلال ابن امیہ نے اتنی اجازت لی کہ چونکہ وہ ضعیف العمر ہیں صرف انھیں کھانا پہنچانے کی اجازت ہو۔ حضور علیہ السلام نے صرف ان کے لئے اتنی اجازت بخشی۔ ادھر شام کے عیسائیوں کے بادشاہ نے حضرت کعب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا کہ وہاں تمہاری ناقدری ہوئی ہے تم ہمارے ہاں آجاؤ۔
حضرت کعب نے کہا، افسوس کہ ہم سے اتنا بھاری گناہ سرزد ہوا ہے کہ اب مشرکین
ہمیں اپنے ساتھ ملانے کے لئے تیار ہو گئے ہیں اس غم سے زمین میرے پاؤں سے
نکل گئی۔ اس طرح ہلال بن امیہ بھی صدمہ سے زار و قطار روئے یہاں تک کہ ان کی
آنکھیں ضایع ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے
کہ اگر ان کے متعلق معافی کا پیغام من جانب اللہ نازل نہیں ہوتا تو یہ مارے گئے۔
بعض فرماتے کہ اللہ کریم ہے انہیں ضرور بخش دے گا۔ ان کے بارے میں صحابہ کرام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دو گروہ ہو گئے، کہتے انہیں عذاب ملے گا یا معافی نصیب
ہوگی۔ یہاں تک کہ پچاس دن گزرنے کے بعد ان کی توبہ کی قبولیت کے لئے آیت
نازل ہوئی "لقد تاب الله على النبى الى ان قال وعلى الثلثه الذين خلفوا
الآیه) ان کی معافی کو پچاس دن تک موخر کر کے ایسے احسن وجوہ سے ظاہر فرمایا کہ
لوگوں کے لئے قابل رشک ہو گئی یہاں تک کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے
حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارک باد پیش کی۔ (روح البیان تحت آیۃ
مذکورہ)

## شادی اور رسوم بد:

جیسے شادی و بیاہ وغیرہ کے موقعوں پر مبارکباد کہنا اچھا فعل ہے یونہی اس
میں بہت سی بری رسمیں بھی مسلمانوں میں مروج ہیں کچھ ہندوؤں اور دیگر اقوام کی
دیکھا دیکھی کچھ اپنے اجداد وغیرہ کی وراثت میں کچھ رواج عام سے۔ انہیں تو کفر تک
نوبت پہونچاتی ہیں ورنہ گناہ اور فسق و فجور ضرور ہیں۔ ان میں آخرت میں سخت عذاب
کے موجب کے علاوہ دنیا میں معاشرہ کی خرابی بالخصوص آپس میں بغض و عداوت مثلاً





نیوتا۔ اسکی تفصیل اور خرابیاں اور ان خرابیوں کا علاج اور نیوتا مستحسن کی قسمیں فقیر
نے رسالہ "نیوتا" میں عرض کر دی ہیں فقیر کا تجربہ ہے اور اسلاف صالحین رحمتہ
اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی یقین ہوا کہ زندگی کے ہر شعبہ میں پر عمل ہو تو دارین کی فلاح
وبہبودی نصیب ہوتی ہے آخرت میں تو دیکھی جائیگی دنیا میں مشاہدہ ہوگا کہ سنت
مبارکہ کی برکت سے ہر قسم کی پریشانی اور پشیمانی سے امان نصیب ہوگی۔ آج کل دیکھ
لیں کہ اکثر لوگ اپنی پریشانیوں کا رونا روتے ہیں اس کی اصل وجہ سنت حبیب خدا
ﷺ پر عمل نہ کرنے کی نحوست ہے۔ لیکن کیا کیا جائے کہ اس پیارے طریقہ یعنی
سنت مصطفیٰ ﷺ کا ترک اکثر علماء اور پیروں سے ہو رہا ہے جو ہمارے اسلام کی کشتی
کے کشتیبان ہیں مثلاً اسی شادی و بیاہ کو دیکھ لیں کہ اس کی غلط رسمیں اکثر علماء و پیروں
کے گھروں میں زیادہ مروج ہیں آج یہ تمام حضرات ان رسوم کو نہ صرف خود
چھوڑ دیں بلکہ اپنے حلقہ اثر میں بری رسوم کو سختی سے روکیں تو پھر دیکھیں کہ اسلام
میں کیسی بہار آتی ہے۔ شادیوں کی بری رسموں کے متعلق حضرت صدر الشریعہ
مولانا حکیم محمد امجد علی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شادیوں میں طرح طرح
کی رسمیں برتی جاتی ہیں ہر ملک میں نئی رسوم ہر قوم و خاندان کے رواج اور طریقے
جداگانہ جو رسمیں ہمارے ملک میں جاری ہیں انہیں بعض کا ذکر کیا جاتا ہے رسوم کی بنا
عرف پر ہے یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ شرعاً واجب یا سنت یا مستحب ہیں لہذا جب تک کسی
رسم کی ممانعت شریعت سے ثابت نہ ہو اسوقت تک اسے حرام و ناجائز نہیں کہہ سکتے
کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا زیادتی ہے مگر یہ ضرور ہے کہ رسوم کی پابندی اسی حد تک
کر سکتا ہے کہ کسی فعل حرام میں مبتلا نہو بعض لوگ اسقدر پابندی کرتے ہیں کہ ناجائز
فعل کرنا پڑے تو پڑے مگر رسم کا چھوڑنا گوارا نہیں مثلاً لڑکی جوان ہے اور رسوم ادا

کرنے کو روپیہ نہیں تو یہ نہو گا کہ رسوم چھوڑ دیں اور نکاح کریں کہ سبکدوش ہوں اور فتنہ کا دروازہ بند ہو اب رسوم کے پورا کرنے کو بھیک مانگنے طرح طرح کی فکریں کرتے اس خیال میں کہ کہیں سے مل جائے تو شادی کریں برسوں گزار دیتے ہیں اور بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں بعض لوگ قرض لیکر رسوم کو انجام دیتے ہیں یہ ظاہر کہ مفلس کو قرض دے کون پھر جب یوں قرض نہ ملا تو جیو نکے پاس گئے اور سودی قرض کی نوبت آئی سود لینا جسطرح حرام اسی طرح دینا بھی حرام حدیث میں دونوں پر لعنت آئی اللہ تعالیٰ و رسول ﷺ کی لعنت کے مستحق ہوتے اور شریعت کی مخالفت کرتے ہیں مگر رسم چھوڑنا گوارہ نہیں کرتے پھر اگر باپ دادا کی کمائی ہوئی کچھ جائداد ہے تو اسے سودی قرض میں مکفول کیا ورنہ رہنے کا جھونپڑا ہی گرو رکھا تھوڑے دنوں میں سود کا سیلاب سب کو بہالے گیا۔ پونجی نیلام ہو گئی مکان بنئے کے قبضہ میں گیا اور دربدر مارے مارے پھرتے ہیں۔ نہ کھانے کا ٹھکانہ نہ رہنے کی جگہ تباہی بربادی آنکھوں دیکھ رہے ہیں مگر اب بھی عبرت نہیں ہوتی اور مسلمان اپنی فضول خرچیوں سے باز نہیں آتے کہ اسی پر بس ہو اسکی خرابیاں اسی زندگی دنیا ہی تک محدود ہوں بلکہ آخرت کا وبال الگ ہو بموجب حدیث صحیح لعنت کا استحقاق والعیاذ باللہ تعالیٰ اکثر جاہلوں میں رواج ہے کہ محلہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں یہ حرام ہے کہ اولاً ڈھول بجانا ہی حرام پھر عورتوں کا گانا مزید برآں عورت کی آواز نا محرموں کو پہنچنا اور وہ بھی گانے کی اور وہ بھی عشق و ہجر و وصال کے اشعار یا گیت جو عورتیں اپنے گھروں میں چلّا کر بات کرنا پسند نہیں کرتیں گھر سے باہر آواز جانیکو معیوب جانتی ہیں ایسے موقعوں پر وہ بھی شریک ہو جاتی ہیں گویا انکے نزدیک گانا کوئی عیب ہی نہیں کتنی ہی دور تک آواز جائے کوئی حرج نہیں نیز ایسے گانے میں جوان جوان کواری لڑکیاں بھی ہوتی ہیں انکا ایسے اشعار پڑھنا یا سننا کس حد تک انکے دبے





ہوئے جوش کو ابھاریگا یہ باتیں ایسی نہیں جنکے سمجھانیکی ضرورت ہو ثبوت پیش کرنیکی حاجت ہو نیز اسی ضمن میں رتجگا بھی ہے کہ رات بھر گاتی ہیں اور گلگلے پکتے ہیں صبح کو مسجد میں طاق بھرنے جاتی ہیں یہ بہت سی خرافات پر مشتمل ہے نیاز گھر میں بھی ہو سکتی ہے اور اگر مسجد ہی میں ہو تو عورتوں کی کیا ضرورت پھر اگر اس رسم کی ادا کے لئے عورت ہی ہونا ضرور ہو تو اس جمگھٹے کی کیا حاجت پھر جوانوں اور کواریوں کی اس میں شرکت اور نامحرم کے سامنے جانے کی جرات کس قدر حماقت ہے پھر بعض جگہ یہ دیکھا گیا کہ اس رسم کے ادا کرنے کے لئے چلتی ہیں تو وہی گانا بجانا ساتھ ہوتا ہے اسی شان سے مسجد تک پہنچتی ہیں ہاتھ میں ایک جومک ہوتا ہے یہ سب ناجائز جب صبح ہو گئی چراغ کی کیا ضرورت اور اگر چراغ کی حاجت ہے تو مٹی کا کافی ہے آٹے کا چراغ بنانا اور تیل کی جگہ گھی جلانا فضول خرچی ہے دولھا دلہن کو ابٹن لگانا مائیوں بٹھانا جائز ہے انمیں حرج نہیں دولھا کو مہندی لگانا ناجائز ہے یونہیں کنگنا ڈال بری رسم کہ کپڑے وغیرہ بھیجے جاتے ہیں جائز دولھا کو ریشمی کپڑے پہنانا حرام ہیں مغرق نہ ہو بلکہ بعض تو اتنے بےباک ہوتے ہیں کہ اگر شادی میں یہ محرمات نہ ہوں تو اسے غمی اور جنازہ سے تعبیر کرتے ہیں یہ خیال نہیں کرتے کہ ایک تو گناہ اور شریعت کی مخالفت ہے دوسرے مال ضائع کرنا ہے تیسرے تمام تماشائیوں کے گناہ کا یہی سبب ہے اور سب کے مجموعہ کے برابر اس پر گناہ کا بوجھ۔ آتشبازی میں کبھی کپڑے جلتے کبھی کسی کے مکان یا چھپر میں آگ لگ جاتی ہے کوئی جل جاتا ہے ناچ میں جن فواحش و بدکاریوں اور مخرب اخلاق باتوں کا اجتماع ہے ان کے بیان کی حاجت نہیں ایسی ہی مجلسوں سے اکثر نوجوان آوارہ ہو جاتے ہیں دھن دولت برباد کر بیٹھتے ہیں بازاریوں سے تعلق اور گھر والی سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے کیسے برے برے نتائج رونما ہوتے ہیں اور اگر ان بیہودہ کاریوں سے کوئی محفوظ رہا تو اتنا تو ضرور ہوتا ہے کہ

حیاو غیرت اٹھا کر طاق پر رکھ دیتا ہے بعضوں کو یہاں تک سنا گیا ہے کہ خود بھی دیکھتے ہیں اور ساتھ ساتھ جوان بیٹو نکو دکھاتے ہیں ایسی بد تہذیبی کے مجمع میں باپ بیٹے کا ساتھ ہونا کہانتک حیاو غیرت کا پتا دیتا ہے شادی میں ناچ باجے کا ہونا بعض کے نزدیک اتنا ضروری امر ہے کہ نسبت کے وقت طے کر لیتے ہیں کہ ناچ لانا ہو گا ورنہ ہم شادی نہ کرینگے لڑکی والا یہ نہیں خیال کرتا کہ بیجا صرف نہ ہو تو اسی کی اولاد کے کام آئیگا ایک وقتی خوشی میں یہ سب کچھ کر لیا مگر یہ نہ سمجھا کہ لڑکی جہاں بیاہ کر گئی وہاں تو میاں بی بی میں لڑائی ٹھنی اور اسکا سلسلہ دراز ہوا تو اچھی خاصی جنگ قائم ہو گئی۔ یہ شادی ہوئی یا اعلان جنگ ہمنے مانا کہ یہ خوشی کا موقع ہے اور مدت کی آرزو کے بعد یہ دن دیکھنے نصیب ہوئے بیشک خوشی کرو مگر حد سے گزرنا اور حدود شرع سے باہر ہو جانا کسی عاقل کا کام نہیں ولیمہ سنت ہے بہ نیت اتباع رسول اللہ ﷺ ولیمہ کرو خویشس و اقارب اور دوسرے مسلمانو نکو کھانا کھلاو بالجملہ مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے ہر کام کو شریعت کے موافق کرے اللہ تعالی و رسول اللہ ﷺ کی مخالفت سے بچے اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔ (بہار شریعت صہ ۹۴ تا ۹۶ جلد ۷)

## آخری گذارش :

برادرانِ اسلام جہاں فقیر کے اس رسالہ سے شادی وغیرہ پر مبارکباد کہنے کے جواز پر خوش ہوں وہاں فقیر کی ان باتوں پر بھی عمل کرنے کی کوشش فرمائیں۔ جن پر حضور نبی پاک ﷺ اور انکا خدا کریم جل جلالہ خوش ہوں ورنہ آپ کا مبارک باد دینا ظاہر میں اظہار مسرت ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ادھر تم ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے ہوں گے ادھر ملائکہ صد حیف اور ہزار نفریں پکار





رہے ہونگے کہ اے رسول خدا ﷺ کے ارشادات گرامی کے خلاف کرنے والے تمہیں مبارکباد دینے پر شرم نہیں آتی کہ جن کے صدقے تمہیں یہ خوشی نصیب ہوئی ہے ان کے باغی کیوں ہو۔

وما علینا الا البلاغ

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابو الصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور پاکستان

۱۹ ذیقعد ۱۴۲۰ھ ۲۶ فروری ۲۰۰۰ء

بروز ہفتہ سوا نو بجے

# خطرناک زخم

حضرتِ سیّدُنا شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ایک دفعہ دریا کے کنارے پر ایک بُزرگ تشریف فرما تھے اُن کے مبارک پاؤں کو چیتے نے کاٹ لیا تھا اور زخم بے حد خطرناک صورت اختیار کر گیا تھا۔ لوگ جمع تھے اور اُن پر رَحم کھا رہے تھے۔ مگر وہ فرما رہے تھے، "کوئی تشویش کی بات نہیں یہ تو مقامِ شُکر ہے کہ مجھے جسمانی مَرض ملا، اگر میں گناہوں کے مَرض میں مُبتلا ہو جاتا تو کیا کرتا؟"

ے

اَصل بربادکُن اَمراض گناہوں کے ہیں
بھائی! کیوں اِس کو فراموش کیا جاتا ہے

غمزدو! مریضو! مُصیبت زدو! خبردار! کہیں شیطان کوئی چال چل کر آپ کو ملی ہوئی بیماری اور مصیبت جیسی عظیم نعمت پر بے صَبری یا شِکوہ وغیرہ میں مبتلا کر کے یا مَعاذَ اللہ آپ سے نمازیں قضا کروا کر آخرت کی مصیبت میں مُبتلا نہ کر دے۔ یاد رکھئے! نماز کسی صورت میں بھی مُعاف نہیں۔

شعر

زباں پر شکوۂ رنج و اَلَم لایا نہیں کرتے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه

اس رسالے میں عقیقہ کے مسائل اور اس کے احکام کا بیان ہے۔

چھوڑ دے سارے غلط رسم و رواج
سنتوں پر چلنے کا کر عہد آج

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

## نحمدہٗ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد! عقیقہ عربی لفظ ہے۔ بروزن فعلیہ مشتق از ــــــ عقٌ ــــــ
بہ تشدید القاف اس کا معنی! ــــــ لغت میں پھاڑنا اور لڑکے کی طرف
سے قربانی کرنا اس کے پیدا ہونے کے بعد اور ماں کے پیٹ کے وہ بال
جو لڑکے کے سر پر ہوتے ہیں دور کرنا اور عقیق جو امیر کے وزن پر ہے اور
عقہ عین کی زیر اور قاف کی تشدید کے ساتھ اور عقیقہ سفینہ کے وزن
پر انسان اور حیوان کے بچے کے بال نیز عقیقہ بمعنی اونٹ کے بچے کے
بال کے بھی ہے اور وہ بکری اور مینڈھا جو بچے کی پیدائش کے اسی ہفتہ
کے اندر نومولود کے لیے قربان کیا جائے۔

لفظ عقیقہ، ہم وزن سفینہ "عقہ" (بکسر العین) سے مشتق ہے لغت
میں ان بالوں کو کہتے ہیں جو جملہ حیوان اور انسان کو پیدائش کے وقت ساتھ
ہوتے ہیں نیز اونٹ کے بچے کے پشم وغیرہ کو بھی کہتے ہیں۔

اور شریعت میں اس بکری اور ذبیحہ کو کہتے ہیں جو بچے (لڑکی، لڑکا)
کی پیدائش پر پہلے ہفتہ کے ساتویں روز بالوں کے مونڈنے کے وقت ذبح
کی جاتی ہے۔ سیدنا محمود بن احمد قاضی القضاہ بدرالدین عینی المتوفی ۷۶۲ھ
شرح بخاری میں لکھتے ہیں۔

العقیقة لغةً شعر راس المولود وشرعاً
یذبح عند حلق شعره۔"





اور ان کی مشہور کتاب "مختار الصحاح" میں ہے

ان العقیقة الشاة المذبوحة علی ولادة
المولود من العقة بالكسر وهی الشعر الذی
تولد علیه مولود من الناس والبهائم سمیت
شاة بها لذبحها عند حلقه فی الیوم السابع

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے،

وفی المغرب العق الشق ومنه عقیقة
المولود وهی شعره لانه یقطع عنه یوم
اسبوعه وبها سمیت الشاة التی تذبح عنه"

اور عقد اللآلی میں ہے۔

العقیقة هی ان تذبح شاة عند الحلق اذا اتی
علی الولد سبعة ایام"

شرح الاوراد میں ہے۔

العقیقة اصلها الشعر الذی یکون علی
راس الصبی حین یولد وانما سمیت الشاة
التی تذبح عنه فی تلك الحال عقیقة لانه
یحلق عنه ذلك الشعر عند الذبح وسمی الشیٔ
باسم غیره اذا کان مجاوراً۔

ان تمام عربی عبارات کا ترجمہ خلاصہ کے طور پر فقیر نے لکھ دیا ہے

اور لغت کی کتاب قاموس وصراح اور سفر السعادت کی شرح میں ہے کہ
ابو عبیدہ اور اصمعی وغیرہ علماء کے نزدیک مختار یہ ہے کہ عقیقہ اصل میں ان
بالوں کا نام ہے جو پہلے پہل لڑکے کے سر پر جمتے ہیں اور پیدا ہونے کے
وقت موجود ہوتے ہیں اور ان بالوں کا نام عقیقہ اس لیے رکھا کہ عق کے
معنیٰ پھاڑنا ہے اور چونکہ یہ بال گوشت اور چمڑا پھاڑ کر نکلتے ہیں۔ اسی لیے اس
نام سے موسوم ہوئے۔ مجازاً اس جانور کا نام عقیقہ رکھ دیا گیا جو لڑکے کے لیے
ذبح ہو اس لیے کہ لڑکے کے سر کے بال اس جانور کے ذبح کا سبب ہیں۔
تو اس سبب سے سبب کا جو نام تھا وہ سبب ٹھہرایا گیا۔ اب یہ مجازی معنیٰ
ایسا مشہور ہو گیا کہ عقیقہ کا لفظ بولتے ہی وہ جانور ہی سمجھا جاتا ہے۔ ابن عبد البر
نے نقل کیا ہے کہ امام احمد نے اس معنیٰ کا انکار کیا اور کہا کہ عق کے معنیٰ قطع کے
ہیں چنانچہ ماں باپ سے جب اولاد قطع تعلق کرتی ہے تو اس کو عقوق
والدین بولتے ہیں اور ذبح کے معنی گردن کی رگ کاٹنا تو عقیقہ کا معنی ذبیحہ
ٹھہرا عام لفظ کا استعمال خاص میں کیا گیا۔

حقیقۃ العقیقہ میں مفاتیح الجنان سے نقل کر کے لکھا ہے کہ

وَهِيَ اَيِ الْعَقِيْقَةُ الشَّاةُ الْمَذْبُوْحَةُ
وِلَادَةَ الْمَوْلُوْدِ مِنَ الْعَقَّةِ بِالْكَسْرِ وَهِيَ
الشَّعْرُ الَّذِيْ تَوَلَّدَ عَلَيْهِ مَوْلُوْدٌ مِّنَ
النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ ثُمَّ سُمِّيَتِ الشَّاةُ
بِهَا لِذَبْحِهَا عِنْدَ حَلْقِهٖ فِي الْيَوْمِ
السَّابِعِ كَذَا فِيْ مُخْتَارِ الصِّحَاحِ وَفِيْ





عُقَدِ اللَّآلِي الْعَقِيْقَةُ هِيَ اَنْ تُذْبَحَ
شَاةٌ عِنْدَ الْحَالِقِ اِذَا اَتٰى عَلَى الْوَلَدِ
سَبْعَةُ اَيَّامٍ وَفِي الْمِرْقَاةِ نَقْلًا عَنِ
الْمُغْرِبِ الْعَقُّ الشَّقُّ. وَمِنْهُ عَقِيْقَةُ
الْمَوْلُوْدِ وَهِيَ شَعْرُهٗ لِاَنَّهٗ يُقْطَعُ
عَنْهُ يَوْمَ اُسْبُوْعِهٖ وَبِهَا سُمِّيَتِ
الشَّاةُ الَّتِيْ تُذْبَحُ عَنْهُ وَفِيْ شَرْحِ
الْمُقَدِّمَةِ الْعَقِيْقَةُ لُغَةً شَعْرُ
رَاْسِ الْمَوْلُوْدِ وَشَرْعًا مَا يُذْبَحُ
عِنْدَ حَلْقِ شَعْرِهٖ وَفِيْ شَرْحِ الْاَوْرَادِ
الْعَقِيْقَةُ اَصْلُهَا الشَّعْرُ الَّذِيْ يَكُوْنُ
عَلٰى رَاْسِ الصَّبِيِّ حِيْنَ يُوْلَدُ وَاِنَّمَا سُمِّيَتِ
الشَّاةُ الَّتِيْ تُذْبَحُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ
الْحَالِ عَقِيْقَةً لِاَنَّهٗ يُحْلَقُ عَنْهُ ذٰلِكَ
الشَّعْرُ عِنْدَ الذَّبْحِ وَيُسَمّٰى الشَّيْءُ بِاسْمِ
غَيْرِهٖ كَانَ مُجَاوِرًا لَهٗ۔

خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ عق کے معنی پھاڑنا اور عقیقہ ان
بالوں کو کہتے ہیں کہ لڑکا ان کو لئے پیدا ہوتا ہے۔ پھر اب جو بکری ان بالوں
کے مونڈنے کے وقت ذبح ہو اس کا نام عقیقہ رکھ دیا گیا۔

# باب ۱

## احادیث مبارکہ

صحیح بخاری میں سلمان ضبی[۱] کے بیٹے سے روایت ہے کہ

مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَّاَمِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى۔

ترجمہ: لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے سو گراؤ اس کی طرف سے خون اور دور کرو اس سے ایذا کی چیز۔

**فائدہ** | وَفِی الْمِرْقَاةِ اَمِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى اَیْ بِحَلْقِ شَعْرِهٖ وَقِيْلَ بِتَطْهِيْرِهٖ عَنِ الْاَوْسَاخِ الَّتِیْ تَلْطَخُهٗ عِنْدَ الْوِلَادَةِ وَقِيْلَ بِالْخِتَانِ وَهُوَ حَاصِلُ كَلَامِ الشَّيْخِ تُوْرِپِشْتِیْ۔

ترجمہ: مرقاۃ مشکوٰۃ کی شرح میں ہے کہ مراد ایذا کی چیز دور کرنے

---

[۱] ضبی فتح صاد معجمہ تشدید باء موحدہ و یاء نسبت کے ساتھ صحابی کا نام ہے بصرہ میں ابن سیرین ان سے روایت کرتے ہیں۔

اویسی غفرلہ





سے لڑکے کے سر کے بال منڈوانا ہی ہے اور بعض علماء کے نزدیک بچہ کے تولد کے وقت کی آلائش پونچھنا اور پاک کرنا اور بعض کے نزدیک ختنہ کرنا مراد ہے یہی شیخ توریشتی کا مذہب ہے

**حدیث نمبر۲** | ابوداؤد نے ام کرز[۱] رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَّلَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ اَوْ اِنَاثًا۔

ترجمہ: لڑکا پیدا ہونے میں دو بکریاں چاہئیں اور لڑکی میں ایک اور اس میں تمہارا نقصان نہیں کہ نر ہوں یا مادہ۔

**حدیث نمبر۳** | حضرت انس بن مالک نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا لیکن حدیث کی شرح کرنے والوں نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی اسناد میں ضعف[۲] ہے۔ (اس کا حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں)

---

[۱] کرز ضم کاف اور سکون رائے مہملہ اور زائے معجمہ سے مکہ کی رہنے والی عورت، قبیلہ بنی کعب احادیث اس سے روایت کرتے ہیں۔ چنانچہ عطا اور مجاہد اور محدثین اس سے احادیث روایت کی ہیں۔ (مرقات)

**حدیث نمبر۴** جامع الاصول میں ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كُلُّ غُلَامٍ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُسَمّٰى وَيُحْلَقُ رَاْسُهٗ.

ترجمہ: ہر ایک لڑکا اپنے عقیقہ پر گروی ہے کہ ساتویں دن بکری وغیرہ ذبح ہو اور اس کا نام رکھا جائے اور اس کے سر کے بال مونڈے جائیں۔

**فائدہ** جاننا چاہیئے کہ مرتھن کا لفظ جو حدیث میں ہے اس کے معنیٰ مرہون کے ہیں اس لیے کہ مرتھن اسے کہتے ہیں جو اپنے پاس چیز گروی رکھے جو چیز گرو رکھی جائے اسے مرہون اور رہین اور رہینہ کہتے ہیں۔

**سوال:** لڑکا عاقل بالغ مکلف نہیں کہ اس پر احکام شرع جاری ہوں اور عقیقہ کرنے میں ثواب اور ترک میں مواخذہ ہو پھر حدیث کا کیا مقصد ہے کہ فرمایا کہ ہر ایک کا لڑکا اپنے عقیقہ پر گروی ہے۔

**جواب:** (۱) امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کے معنیٰ یوں بیان کئے کہ عقیقہ کی تاکید اور رغبت نہ کرنے پر وعید مراد ہے یعنی حدیث

؎ یہ ضعف مضر نہیں اس لیے کہ عقیقہ مستحب ہے اور استحباب احادیث ضعیفہ سے ثابت ہوسکتا ہے جیسا کہ اصول فقہ و حدیث میں مسلّم قاعدہ ہے۔ (اویسی غفرلہ)



کا مطلب یہ ہے کہ اگر لڑکے کا عقیقہ نہ کریں اور لڑکا بچپن میں مرجائے تو قیامت کے دن اپنے ماں باپ کی شفاعت نہ کرے گا تو جیسے گروی کی چیز ہوتی ہے اور اس سے فائدہ لینا منع ہوتا ہے ویسے ہی لڑکے کی شفاعت بند اور ممنوع ہوئی ماں باپ کے حق میں شفاعت نہ کرسکے گا۔

اور رہن کے معنیٰ لغت میں حبس اور منع کے ہیں

**فائدہ** طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تعجب نہیں کہ امام احمد نے یہ معنیٰ صحابہ اور تابعین سے سنے ہوں اور خود بھی بڑے مجتہدوں میں سے ہیں تو لازم ہے کہ ان کا قول مانیں اور ان کے حق میں نیک گمان کریں۔ اور شیخ تورپشتی نے اس معنیٰ میں خلل نکالا ہے کہ حدیث کا ظاہر گو یہ معنیٰ نہیں جو سوال میں بیان کیا گیا ہے بلکہ اس میں فرق ظاہر ہے کہ اہل فہم تو درکنار ادنیٰ آدمی بھی جان سکتا ہے اور یہ کہنا کہ امام احمد نے یہ معنیٰ صحابہ اور تابعین سے سنے ہوں گے یہ تو ایک غیب کا دعویٰ ہے جس کی کوئی سند نہیں اور ان کا قول مان لینا ان کے مقلدوں کو چاہیے کہ وہ مجتہد جو خود محقق ہو وہ کیوں کر مانے یا دوسرے مجتہدین کے مقلدین کیسے تسلیم کریں۔ چنانچہ فرمایا۔

فِيْ شَرْحِ الْمُقَدَّمَةِ مَعْنَاهُ مَاذَهَبَ اِلَيْهِ اَحْمَدُ اَنَّهٗ اِذَا لَمْ يَشْفَعْ فِيْ وَالِدَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَفِيْ مِرْقَاةِ الْمَفَاتِيْحِ نَقْلًا عَنْ شَرْحِ السُّنَّةِ قَدْ تَكَلَّمَ النَّاسُ عَلٰى

اَقْوَالٍ وَ اَجْوَدُهَا مَا قَالَهُ اَحْمَدُ بْنُ
حَنْبَلٍ مَعْنَاهُ اَنَّهُ اِذَا مَاتَ طِفْلًا وَلَمْ
يُعَقَّ عَنْهُ لَا يَشْفَعُ فِيْ وَالِدَيْهِ وَ
وَ رُوِيَ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهُ يُحْرَمُ شَفَاعَتَ
وَ قَالَ لَا رَيْبَ فِيْ اَنَّ الْاِمَامَ اَحْمَدَ
بْنِ حَنْبَلٍ مَا ذَهَبَ اِلٰى هٰذَا الْقَوْلِ
اِلَّا بَعْدَ مَا اَخَذَهُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ
عَلٰى اِنَّهُ اِمَامٌ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْكِبَارِ
فَيَجِبُ اَنْ يُتَلَقّٰى كَلَامَهُ بِالْقَبُوْلِ وَيُحْسَنُ
وَالظَّنُّ بِهٖ وَفِيْهِ اَنَّ الْحُكْمَ بِتَلَقِّيْ
هٰذَا الْمَعْنٰى مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ مِنْ
عِلْمِ الْغَيْبِ وَاَنَّ وُجُوْبَ قَبُوْلِ كَلَامِهٖ
اِنَّمَا يَكُوْنُ بِالنِّسْبَةِ اَيْ مُقَلِّدِيْهِ لَا
بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْعُلَمَاءِ الْمُجْتَهِدِيْنَ الَّذِيْنَ
خَرَجُوْا عَنْ رِبْقَةِ التَّقْلِيْدِ وَدَخَلُوْا
فِيْ مَقَامِ التَّحْقِيْقِ۔ تحقق بِالْاَدِلَّةِ وَالتَّائِيْدِ:

**فائدہ** اس عبارت کا مطلب وہی ہے جو اوپر لکھا گیا ہے

جواب ۲:- اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب تک لڑکے کا عقیقہ





نہ ہو جائے تب تک اس کا نیکیاں حاصل کرنا اور آفتوں سے بچنا اور
اچھی صفات اس میں ہونا بند اور موقوف رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن
بچوں بچیوں کا عقیقہ کیا جاتا ہے ان کی عادات وخصائل اچھی ہوتی ہے
ورنہ .........

جواب ۳:- لڑکے کا ایسا حال ہے جیسے جسے کوئی چیز گروی ہوتی ہے کہ
جب تک اس کے عوض کا مال نہ دیا جائے تب تک اس سے نفع لینا
جائز نہیں ہوتا ایسے ہی لڑکے کا جب تک عقیقہ نہ کرلو تب تک اس سے پورا
فائدہ نہیں اس لیے کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نعمت عنایت
ہوتی ہے تو اس کا شکر واجب ہے۔

**فائدہ** شیخ تورپشتی نے یہی اختیار کیا اور یہی شرح سفر السعادت
میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
وَيُحْتَمَلُ اَنَّهُ اَرَادَ بِذٰلِكَ اَنَّ سَلَامَةَ
الْمَوْلُوْدِ وَنَشْوَهُ عَلَى النَّعْتِ الْمَحْبُوْبِ
بِالْعَقِيْقَةِ وَقَالَ الشَّيْخُ تُوْرِبِشْتِيْ وَمَعْنَى الْحَدِيْثِ
اَنَّ الطِّفْلَ كَالشَّيْءِ الْمَرْهُوْنِ لَا يَتِمُّ
الْاِنْتِفَاعُ وَالْاِسْتِمْتَاعُ بِهٖ وَالنِّعْمَةُ اِنَّمَا

---

۱؎ اس نعمت کا شکر شرع شریف میں عقیقہ مقرر ہوا ہے۔

تَتِمُّ عَلَى النِّعْمَةِ عَلَيْهِ لِقِيَامِهِ بِالشُّكْرِ
وَطَرِيقَةُ الشُّكْرِ فِي هٰذِهِ النِّعْمَةِ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اَنْ
تُعَقَّ عَنِ الْمَوْلُوْدِ شُكْرًا لِلّٰهِ تَعَالٰى وَطَلَبًا
لِسَلَامَةِ الْمَوْلُوْدِ۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ)

**فائدہ** اس عبارت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت ہے۔ اس کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اسی نعمت کا شکر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ ثابت ہوا ہے کہ اس میں اللہ کا شکر اور اولاد کی سلامتی کی طلب ہے۔

## عقیقہ میں اختلافی پہلو اور اس کی توضیح

علماء کرام کا اختلاف ہے کہ لڑکی لڑکا دونوں کے لیے ایک ایک بکری چاہیے یا یہ کہ لڑکا ہو تو دو بکریاں اور لڑکی ہو تو ایک بکری ذبح کریں اور اسی پر اہل علم عمل کرتے رہے۔ یہی مذہب بہت قوی اور مضبوط ہے اس لیے کہ وہ حدیث جو اوپر گذری کہ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ۔ لڑکا ہو تو دو بکریاں ذبح ہوں بہت قوی اور صحیح ہے۔ بہت بڑے جلیل القدر صحابہ کرام اس کے راوی ہیں چنانچہ ترمذی سے نقل ہے کہ اس حدیث کو حضرت علی اور حضرت عائشہ اور ام کرز و بریدہ و سمرہ و ابو ہریرہ و عبداللہ بن عمر و انس و سلمان بن عامر اور ابن عباس ایسے ایسے اکابر اصحاب رضی اللہ عنہم نے روایت کیا۔





حسن صحیح ہے اور بعض علماء کرام کہتے ہیں لڑکی لڑکا دونوں برابر ہیں۔ ہر ہر سے ایک ایک بکری ذبح کریں چنانچہ یہ مضمون حقیقۃ العقیقہ میں موجود ہے۔ فرماتے ہیں کہ

اَمَّا عدد الشاة فَفِي الْحَدِيْثِ عَنِ الْغُلَامِ
شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَبِهٖ قَالَ
الْجَمْعَةُ وَمِنْهُمُ الشَّافِعِيُّ وَسَوّٰى قَوْمٌ
بَيْنَ الْغُلَامِ وَالْجَارِيَةِ عَنْ كُلٍّ شَاةٌ وَهُوَ
قَوْلُ رَحْمَةُ اللهِ۔

بہر حال عقیقہ کے جانور کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی سے ایک بکری یہی ایک بہت بڑی جماعت کا قول ہے۔ ان میں سے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ ہیں۔ چند اور لوگوں نے لڑکا لڑکی کے بارے میں کوئی فرق نہیں کیا وہ یہ کہ ہر دونوں کے لیے ایک ایک بکری کافی ہے یہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

---

صحیح اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو دیندار پرہیزگار خوب یاد رکھنے والا لوگوں نے ہر زمانہ میں برابر روایت کیا ہو اس میں نہ کوئی مخفی عیب اور نہ معتبر راویوں کے مخالف ہو اور حسن حدیث اس کو کہتے ہیں جو صحیح حدیث کی طرح پر ہو لیکن اس کے راوی ایک حفظ اور صحیح کے برابر نہ ہو ہر چند مقبول اور حجت اور واجب العمل دونوں ہیں لیکن صحیح حسن سے مقدم اور افضل ہے۔ حسن صحیح سے مرتبہ میں کم ہے۔

بعض علماء کرام لڑکا اور لڑکی کے لیے ایک بکری کافی سمجھتے ان کا استدلال دو حدیثوں سے ہے۔

**حدیث نمبر ا** عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قَالَ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ شَاةً وَقَالَ يَا فَاطِمَةُ اِحْلِقِيْ رَاْسَهٗ وَتَصَدَّقِيْ بِزِنَةِ شَعْرِهٖ فِضَّةً فَوَزَنَّاهُ فَكَانَ وَزْنُهٗ دِرْهَمًا اَوْ بَعْضَ دِرْهَمٍ وَاِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ لِاَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(ترجمہ) امام محمد باقر امام زین العابدین کے بیٹے امام حسین کے پوتے نے علی ابن ابی طالب سے روایت کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن کا عقیقہ ایک بکری سے کیا اور حضرت فاطمہ زہرا کو فرمایا کہ اس کا سر مونڈو اور بالوں بھر چاندی[1] خیرات کرو۔ ہم نے وہ بال تولے ایک درہم کے برابر نکلے اور یہاں راوی کو شک ہے کہ حضرت علی نے ایک درہم بھر فرمایا کچھ کم یا اس کو حضرت علی نے تخمیناً فرمایا ہو۔ (واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب)

---

[1] امام شافعی کے نزدیک سونے وزن کریں تو بہتر ہے۔





**فائدہ** اس حدیث کے ناقل ترمذی ہیں اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب[2] ہے۔ اور اس کی اسناد متصل نہیں۔ اس لیے کہ امام محمد باقر نے حضرت علی کو نہیں پایا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عقیقہ لڑکے کا ایک بکری ہے۔

فِی الْمِرْقَاةِ نَقْلًا عَنْ شَرْحِ السُّنَّةِ اِخْتَلَفُوْا فِی التَّسْوِيَةِ بَيْنَ الْغُلَامِ وَالْجَارِيَةِ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلَی التَّسْوِيَةِ بَيْنَهُمَا بِاَنْ يُعَقَّ عَنْ كُلِّ

---

[2] غریب اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی روایت کسی زمانے میں ایک راوی سے ہو۔

لطیفہ: غریب فن حدیث کا ایک اصطلاحی لفظ ہے لیکن بعض بیوقوف جہاں حدیث کے بعد غریب پڑھتے سنتے ہیں تو وہ کہتے ہیں ہم اسے نہیں مانتے اس لیے جب وہ خود غریب ہے تو ہمیں اس سے کیا فائدہ، وہ بیوقوف اصطلاح کو چھوڑ کر غریب کو اپنا عرف سمجھ لیا ایسے ہی دوسرے اور بیوقوف وہ ہیں جو احادیث دیکھتے پڑھتے سنتے ہیں کہ ھذا الحدیث لم یصح۔ یہ حدیث صحیح نہیں) تو اسی حدیث پر عمل کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ لم یصح ان کی ایک اصطلاح ہے یعنی قانون حدیث کے مطابق صحیح نہیں لیکن حسن ہے وغیرہ۔

یہ مذکورہ بالا گروہ وہابیہ دیوبندیہ نیچریہ میں ہیں جو ایسی احادیث مبارکہ کے انکار میں یہی حربہ استعمال کرتے ہیں۔ (اُویسی غفرلہ)

وَحِدٍ مِنْهُمَا شَاةٌ وَاحِدَةٌ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ يَعُقُّ عَنِ الذُّكُوْرِ وَالْإِنَاثِ شَاةٌ وَمِثْلُهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ زُبَيْرٍ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ۔

یعنی مرقاۃ میں شرح السنۃ سے نقل کیا ہے کہ لڑکا لڑکی برابری میں عالموں کا اختلاف ہے۔ سو ایک گروہ تو برابری کی طرف گئے ہیں اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ ابن زبیر سے روایت ہے اور یہی امام مالک کا قول ہے۔

**حدیث نمبر ۲** عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُد وَعِنْدَ النَّسَائِيِّ كَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ:۔ ابن عباس نے روایت کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین کا عقیقہ ایک ایک دنبے سے کیا اور نسائی کی روایت میں دو دو دنبے ہیں۔

**جواب** جن علماء نے فرمایا کہ لڑکے سے دو اور لڑکی سے ایک بکری ہو۔ انہوں نے ان حدیثوں کا جواب دیا ہے کہ اس کے کئی وجوہ ہیں۔

(۱) حضرات حسنین کے عقیقے کا حکم ام کرز کی حدیث سے منسوخ ہو گیا۔ اس





لیے کہ حضرت امام حسن کی ولادت سال جنگِ احد میں واقع ہوئی۔ اس کے دوسرے سال امام حسین پیدا ہوئے اور ام کرز کی حدیث چھ برس بعد ہے یعنی جس سال جنگ حدیبیہ درپیش ہوئی اور یہ ظاہر ہے کہ پچھلی حدیث پہلی کی ناسخ[1] ہوتی ہے تو یہ سند ٹھیک نہ ہوئی

(۲) پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل زیادہ قوی اور دلیل محکم ہے کیونکہ فعل کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاص ہوتا ہے۔ اور کسی امتی کے لیے درست نہیں ہوتا بخلاف قول کے کہ اس میں کسی شخص کی خصوصیت کا احتمال نہیں ہاں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود کسی کو خاص کر دیں تو وہ علیحدہ بات ہے۔

۳۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کے فعل سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ کام جائز ہے۔ برا نہیں اور قول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام مستحب ہے اس لیے کہ شارع جس کام کا حکم کرے اس کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ مستحب ہو۔ اللہ تعالٰی نے مرد کو عورت پر بڑائی دی ہے چنانچہ میراث (ترکہ) میں مرد کا حصہ عورت سے دوگنا کیا اور ایک مرد کی گواہی دو عورتوں کے برابر ٹھہرائی اور نماز میں عورت کی امامت درست نہیں عورت کو ملک کی حکومت اور امامت کا حکم نہیں کیا تو ضرور ہوا کہ عقیقے میں بھی مرد عورت میں فرق اور امتیاز ہو اور یہ فرق دو ہی طور سے ہو سکتا ہے ایک یہ کہ

---

[1] یہ نسخ عملی ہے اس کے غیر مقلدین کا رد کریں کہ وہ دھوکہ دے کر نسخ قوی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اویسی غفرلہٗ

لڑکے کے لیے تولد میں دو بکریاں ذبح ہوں اور لڑکی کے تولد میں ایک ذبح ہو۔
پہلا طریقہ تو نہیں ہو سکتا اس لیے کہ لڑکی کے عقیقہ کے بارے میں حدیثیں موجود
ہیں تو باقی رہا دوسرا طریقہ تو اس تقریر سے ثابت ہوا کہ جن حدیثوں میں لڑکے
کے لیے دو بکریاں اور لڑکی کے لیے ایک بکری ثابت ہوتی ہے وہ راجح اور
قوی ہیں۔[1]

شرح سفر السعادۃ کی شرح از شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن کے لیے جو ایک بکری ذبح
کی اور اس سے فقط اتنا معلوم ہوا کہ یہ لازم نہیں ہے کہ دونوں بکریاں پیدا ہونے
کے ساتویں ہی دن ذبح کریں تو پس اس میں احتمال ہے کہ آں حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک بکری امام حسن کی ولادت کے دن ذبح کی ہو اور دوسری
ساتویں دن۔ (مرقاۃ)

**فائدہ** محققین نے اس مقام پر یہ اختیار کیا ہے کہ بہتر اور افضل
تو یہ ہے کہ لڑکے کے لیے دو بکریاں ہوں اگر ایک
ہی ہو تو بھی جائز ہے اور لڑکی کے لیے ایک بکری ذبح کریں۔ دورِ حاضرہ
میں دینی امور میں خصوصیت سے لاپرواہی کی جارہی ہے اسی لیے اہلِ اسلام جس
طرح دو یا ایک بکری ہو سکے عقیقہ کا طریقہ جاری رکھیں اور اب یہ عقیقہ کی رسم مٹتی

---

[1] ہمارے یہ دلائل مغربیت سے متاثرہ خواتین اور ٹیڈی مجتہدین کو ناگوار گذرے
گی لیکن ہمیں پرواہ نہیں اور نہ ہم نے انہیں یہ دلائل دیئے ہیں۔ یہ دلائل
اہلِ اسلام عوام کے لیے ہیں۔



نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دینی امور کا جذبہ نصیب فرمائے۔ (آمین)

## کیا خبر پسر بہتر ہے یا دختر

بچے کی پیدائش سے زیادہ فرحت اور بچی سے غمگین نہ ہونا
چاہیئے اس لیے ثواب زیادہ تو بچیوں کی پیدائش میں ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ
بعض اوقات بچیاں، بچوں سے بہتر ثابت ہوتی ہیں، بہت سے لوگوں کو دیکھا
جاتا ہے کہ بچوں کی لاابالیوں سے تنگ ہوتے ہیں، شرعۃ الاسلام میں ہے کہ
والسنۃ من بشر بالمولود ان یستبشر بہ ویراہ نعمۃ
انعم اللہ بہا علیہ ففی الحدیث ریح الولد من
ریح الجنۃ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد
فی الدنیا نورٌ وفی الاخرۃ سرورٌ۔

ترجمہ: شرعۃ الاسلام میں ہے کہ جس شخص کو لڑکا پیدا ہونے کی خوشخبری دی
جاوے تو سنت ہے کہ خوش ہو اور اس کو اپنے حق میں اللہ کی نعمت جانے
اس لیے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ فرزند کی خوشبو بہشت کی خوشبو میں سے
ہے اور حضرت نے فرمایا کہ اولاد دنیا میں نور ہے اور آخرت میں سرور ہے
اور لڑکیوں کے پیدا ہونے میں بہت زیادہ خوش ہونا چاہیئے کہ اس میں کفار کی
مخالفت ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ مِنْ بَرَکَۃِ الْمَرْءَۃِ
تَبْکِیرُھَا بِالْبَنَاتِ عورت کی برکت ہے کہ پہلے اس کے لڑکی پیدا
ہو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
یَھَبُ لِمَنْ یَّشَاءُ اِنَاثًا وَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَاءُ
الذُّکُوْرَ۔

جس کو چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکا دیتا ہے سو مونث کے مقدم کرنے سے معلوم ہوا کہ لڑکی کے تولد میں بہت زیادہ خوش حال ہونا چاہیئے۔

## عقیقہ سنّت ہے یا مستحب

اس مسئلہ میں یہ بھی اختلاف ہے کہ عقیقہ مستحب ہے یا واجب ہے سو جاننا چاہیئے کہ امام مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل کے نزدیک عقیقہ سنت ہے شرح مقدمہ میں ہے اَلْعَقِیْقَۃُ سُنَّۃٌ مُؤَکَّدَۃٌ لِلْخَبَرِ السَّابِقِ وَغَیْرِہٖ

ترجمہ: عقیقہ سنّت مؤکدہ ہے۔ گذشتہ اگلی حدیث کی دلیل سے اس کے علاوہ اور حدیثیں بھی موجود ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ امام احمد کے نزدیک واجب ہے امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک سنّت نہیں مباح ہے۔

فِی الرِّسَالَۃِ الْمُتَرْجَمَۃِ بِحَقِیْقَۃِ الْعَقِیْقَۃِ
نَاقِلًا عَنْ مَجْمُوْعِ الرِّوَایَاتِ اَلْعَقِیْقَۃُ سُنَّۃٌ
عِنْدَ الشَّافِعِیْ وَوَاجِبَۃٌ عِنْدَ بَعْضِ النَّاسِ
وَعِنْدَنَا لَیْسَتْ بِوَاجِبَۃٍ وَلَا سُنَّۃٍ
لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نَسَخَتِ
الْاُضْحِیَۃُ کُلَّ دَمٍ قَبْلَھَا۔

اس رسالے میں جس کا نام حقیقۃ العقیقہ ہے مجموع الروایات سے نقل کر کے لکھا ہے کہ عقیقہ امام شافعی کے نزدیک سنت اور





بعض عالموں کے نزدیک واجب ہے اور ہمارے عالموں کے نزدیک واجب ہے نہ سنّت ہے [1]
اس لیے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی نے اپنے سے پہلے کے تمام خون منسوخ کر دیئے۔ بعض نے یہ زعم کیا ہے کہ عقیقہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک بدعت ہے لیکن محققین حنیفہؒ اس طرف گئے ہیں کہ بدعت کی نسبت امام صاحب کی طرف صریح افتراء ہے بلکہ حنفیوں کے نزدیک عقیقہ مستحب ہے۔ امام محمد کی کتاب موطا میں ہے کہ عقیقہ جاہلیت کی رسم تھی۔ پہلے اسلام میں جاری رہی پھر اس کے بعد قربانی نے سب کو ذبح منسوخ کر دیا۔ جیسا کہ رمضان کے روزوں نے تمام روزے منسوخ کر دیئے اور جیسے جنابت کے غسل نے سارے غسل منسوخ

---

[1] اسی لئے دورِ حاضرہ کے ٹیڈی مجتہدین دھوکہ کھائے ان کا رد فقیر آخر میں لکھے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) اویسی غفرلہ۔

[2] یاد رہے کہ نسخ کے بعد منسوخ حکم دو قسم ہے۔ حرام جیسے شراب مستحب ومباح جیسے عقیقہ وغیرہ کہ جب قربانی واجب ہوئی تو کوئی اور طرح پر جانور ذبح کرنا واجب نہ رہا۔ جائز اور مستحب رہا اور جب زکوٰۃ فرض ہوئی تو اس سے پہلے کے جتنے صدقے تھے کوئی فرض نہ رہا سب مستحب اور نفل ہوگئے۔ (انتباہ) چونکہ غیر مقلدین اور ٹیڈی مجتہدین شرعی قواعد واصول و ضوابط سے ناواقف ہوتے ہیں اسی لیے وہ ہزاروں ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ (اویسی غفرلہ)

کردیئے اور زکوٰۃ نے پیشتر کے صدقات منسوخ کردیئے۔

(شرح سفر السعادۃ)

**فائدہ** حق یہ ہے کہ پیدا ہونے سے ساتویں دن لڑکے کا عقیقہ کریں لیکن اس لڑکے[1] کے مال سے نہ کریں پھر اگر اس کے مال سے کیا تو تاوان دینا لازم ہوگا اگر باپ کو عقیقہ کا مقدور نہ ہو اور ماں سے ہوسکتا ہو تو ماں کردے۔ چنانچہ شرح المقدمہ میں ہے۔

وَالْمُخَاطَبُ بِهَا مَنْ عَلَيْهِ نَفَقَةُ الْوَلَدِ
فَلَيْسَ لِلْوَلِيِّ فِعْلُهَا مِنْ مَالِ وَلَدِهٖ
لِاَنَّهَا تَبَرُّعٌ فَاِنْ فَعَلَ ضَمِنَ وَلَا يُخَاطَبُ
بِهَا الْاُمُّ اِلَّا عِنْدَ اِعْسَارِ الْاَبِ۔

ترجمہ: عقیقہ کا حکم اس پر ہے جس پر لڑکے کا نفقہ واجب ہے لڑکے کے ولی کو اس کے مال سے عقیقہ کرنا درست نہیں

---

علماء ٹیڈی مجتہدین نے اسی نقل کردہ عبارات سے فائدہ اٹھا کر طوفان بپا کیا ہوا ہے ان کا جواب آخر میں آئے گا (ان شاء اللہ تعالیٰ)

[1] لڑکے کا اپنا مال یوں ہوتا ہے کہ اس کو کسی نے ہبہ کردیا یعنی یا اس کو میراث سے مال ملا ہو ایسے مال سے عقیقہ درست نہیں ۱۲

مزید تفصیل فقیر کے رسالہ فیض النبی فی احکام الصبی میں ہے۔





اس لیے کہ عقیقہ نفل ہے اپنی طرف سے احسان کرے اگر اس کے مال سے کیا تو ضمان دینا ہوگا اور ماں کو عقیقہ کا حکم نہیں۔ جب باپ تنگدست ہو تو ماں عقیقہ کرے یہ اس وقت جب ماں کے ہاں اپنی علیحدہ جائیداد از وراثت یا جہیز یا مہر سے حاصل ہو۔

# باب ۲

## مسائل و احکام عقیقہ

(مسئلہ) بچے کی پیدائش پر ساتویں دن ایک یا دو بکریاں ذبح کرنا۔ اگر ساتویں دن عقیقہ نہ ہوسکے تو امام شافعی سے روایت ہے کہ چودھویں[۱۴] دن کرے اور اگر اس دن بھی نہ ہوسکے تو اکیسویں[۲۱] دن کرے اور اگر اس دن بھی اتفاق نہ ہو تو اٹھائیسویں[۲۸] دن کردے اگر اس دن بھی رہ جاوے تو پینتسویں[۳۵] دن کرے اگر اس دن بھی موقوف رہے تو جب بیالیس[۴۲] دن گزریں تب عقیقہ کرے اسی طرح سات سات دن بڑھاتا جائے پھر اگر عرصہ مہینوں کا گزر جائے تو بھی سات کا حساب لگاتا جائے مثلاً سات مہینے بعد یا چودہ مہینے بعد اکیسویں[۲۱] مہینے بعد پھر اسی طرح سالوں برسوں کا شمار کرے سات برس یا چودہ برس یا اکیسویں برس۔

**فائدہ** امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ فرزند نر کے تولد میں ایک بکری تو اس کی پیدائش کے دن ذبح کریں دوسری ساتویں دن۔

**مسئلہ** عقیقہ کے جانور میں شرط ہے موٹا اور تندرست اور ہاتھ پاؤں سے سلامت ہو جیسے قربانی کا جانور چنانچہ شرح المقدمہ میں ہے۔

وَهِيَ كَالْاُضْحِيَةِ فِيْ سِنِّهَا ــــــ وَجِنْسِهَا وَسَلَامَتِهَا مِمَّا يَمْنَعُ الْاِجْزَاءَ وَفِيْ ذو۔ اَفْضَلِهَا وَالْاَكْلِ مِنْهَا وَالتَّصَدُّقِ وَالْاِهْدَاءِ وَالْاِدِّخَارِ وَفِي الْاِمْتِنَاعِ نَحْوَ الْبَيْعِ وَفِي التَّعَيُّنِ بِالتَّعْيِيْنِ وَاِعْتِبَارِ النِّيَّةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ۔

قربانی کے جانور کی طرف عقیقہ میں جانور کا بھی لحاظ کریں۔ اس[1] کی عمر میں یعنی جیسا وہ سال دو سال کا چاہیئے ویسے یہ اور جنس میں یعنی جیسے قربانی کرنا مینڈھے اور دنبے اور اونٹ اور گائے کے حصے سے درست ہے۔ ویسے ہی عقیقہ درست ہے۔ جیسا اس کا بدن[2] بے عیب چاہیئے۔ قربانی کو کفایت کرے ویسا ہی یہ کریں۔

---

[1] چھ مہینے کا دنبہ اور برسوں کی بکری مینڈھا اور دو برس کی گائے بھینس اور پانچ کا اونٹ قربانی کی طرح عقیقے میں بھی درست ہے اس سے کم عمر کی درست نہیں زیادہ کا مضائقہ نہیں۔

[2] جس جانور کا ہاتھ یا ایک پاؤں کٹا ہو یا اس کا کان تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہو یا (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)





جیسا اس میں اچھا جانور چاہیئے ویسے ہی اس میں اور جو اس کو کھاوے سو اس کو کھاوے اور جیسے اس کو خیرات کریں ویسے اس کو خیرات کریں اور جیسے وہ دوستوں کو تحفہ بھیجا جاوے ویسے ہی یہ اور جیسا وہ باسی رکھا جاوے ویسے ہی یہ اور جیسا اس کا بیچنا منع ہے ویسا ہی اس کا اور جیسا وہ معین کرنے سے معین ہو جاتا ہے ویسے ہی یہ۔ جیسے اس میں نیت کا اعتبار ہے ویسے ہی اس میں اور اس کے سوا اور چیزوں میں قربانی اور عقیقہ کا ایک حکم ہے۔

**مسئلہ:** عقیقہ کے جانور کی ہڈیاں اس طرح علیحدہ کریں کہ ٹوٹ نہ جاویں اس لیے کہ ہڈی نہ ٹوٹنے میں لڑکے کی سلامتی کی تفاؤل ہے۔ یہی امام مالک کا مذہب ہے۔ شرح شرعۃ الاسلام میں ہے۔

وَلَا يُكْسَرُ لِلْعَقِيْقَةِ عَظْمٌ مِنْ عِظَامِهَا بَلْ يُقْطَعُ مِنَ الْمَفَاصِلِ

عقیقہ کی ہڈی نہ توڑی جاوے بلکہ جوڑوں سے چھڑا لیا جاوے

---

(حاشیہ سابقہ) اس کی دم تیسرے حصے سے زیادہ کٹی ہو یا اس کی آنکھ تیسرے حصے سے زیادہ کٹی ہو یا اس کا چوتڑ تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہو تو ان سب جانوروں کی قربانی درست نہیں اگر جانور مینڈھا یعنی بے سینگ یا خصی یعنی بدھا ہو یا دیوانہ ہو تو قربانی کرنا درست ہے اگر اندھا یا کانا ہو یا ایسا دبلا ہو کہ ہڈی میں مغز نہ ہو یا لنگڑا ہو قربانی کی جگہ تک نہ جا سکے تو اس کی قربانی درست نہیں۔

اور شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ امام شافعی کے نزدیک یہ ہے ہڈی نہ توڑی جاوے۔

**فائدہ** بعض علماء ہڈی توڑنے کو مستحب کہتے ہیں کہ اس میں لڑکے کی تواضع اور انکساری کی فال ہے۔

**مسئلہ:** بہتر تو یہ ہے کہ عقیقے کو لڑکے کا باپ یا دادا یا چچا ذبح کرے یا ان کا نائب یعنی جس کو یہ کہیں وہ ذبح کرے ورنہ جو چاہے ذبح کرے۔

**مسئلہ:** بعد ذبح کے مولود کے سر کے بال منڈوا کے بالوں بھر چاندی یا سونا تول کر کے محتاجوں کو دے۔ بال زمین میں چھپا دیں۔ (طیبی مشکوٰۃ کی شرح)

**مسئلہ:** لڑکے کے سر پر کوئی خوشبو کی چیز جیسے زعفران اور صندل ملیں۔

**فائدہ** جاہلیت کی رسم تھی کہ جب جانور ذبح کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو اس جانور کے تھوڑے سے بال لے کر اس کی گردن کی رگوں کے مقابل رکھتے تھے اور جو خون ان رگوں سے نکلتا تھا اس میں اُن بالوں کو تر کر کے سر پر ملتے تھے کہ خون کی لکیریں اس کے سر پر بن جاویں۔ بعد اس کے سر کو دھو کر منڈواتے تھے۔ اس کو تدمیہ[1] کہتے ہیں یہ بُری رسم ہے اس سے پرہیز کریں۔ شرح المقدمہ

---

[1] خون آلود کرنا۔





میں ہے کہ

وَیُکْرَہُ تَلْطِیْخُ الْمَوْلُوْدِ بِالدَّمِ لِاَنَّہٗ فِعْلُ الْجَاہِلِیَّۃِ۔

بچے کے سر پر خون لگانا مکروہ ہے اس لیے کہ جاہلیت کی رسم ہے۔

اور مشکوٰۃ میں بریدہ اسلمی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ

كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وُلِدَ لِأَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَأْسَهُ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كُنَّا نَذْبَحُ الشَّاةَ يَوْمَ السَّابِعِ وَنَحْلِقُ رَأْسَهُ وَنُلَطِّخُهُ بِزَعْفَرَانٍ۔

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَزِينٌ) وزاد ونسميه۔

جاہلیت کے زمانہ میں ہمارا یہ حال تھا کہ جب ہم میں کسی کے لڑکا پیدا ہوتا تھا تو ایک بکری ذبح کرتے تھے اور اس کا خون اس لڑکے کے سر پر لگاتے تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو ہم ساتویں دن بکری ذبح کرتے تھے اور اس کا سر منڈواتے تھے اور سر پر زعفران لگا دیتے تھے۔

اس حدیث کے راوی ابو داؤد ہیں اور رزین نے اتنی لفظ اور بڑھائی ہے کہ ہم اس کا نام رکھ دیتے تھے۔

**فائدہ** خطابی کہتے ہیں کہ اس لڑکے کا سر خون سے بھر کر نجس کرنا کیونکر درست ہو حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ مولود سے ایذا کی چیز اور نجاست دور کرو۔

**مسئلہ** عقیقے کا گوشت بانٹنے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ سر اس جانور کا مونڈنے والے کو دیں اور ایک ران دایہ کو دیں بعد اس کے۔ باقی گوشت کے تین حصے کریں۔ ایک حصہ فقیروں محتاجوں کو دو حصے اقربا اور ہمسائیگان کو تقسیم کریں۔

**بُری رسم کا ازالہ** عقیقے کا چمڑا اور سر اور پائے گاڑنا جو مشہور ہے اس کا حکم کسی کتاب میں نہیں تو ظاہر ہے کرنا جائز ہے اس لیے کہ اس میں تلف مال ہے اور مال کا تلف کرنا شرع میں درست نہیں۔

**مسئلہ:** امام شافعی کے مذہب کی کتابوں میں مذکور ہے کہ عقیقہ کا گوشت پکا کر تقسیم کرنا بہتر ہے اگر شیریں پکوادیں تو اور بہتر ہے کہ اس میں لڑکے کی شیرینی اخلاق کی فال ہے۔ چنانچہ یہ شرح مقدمہ میں ہے۔

وَاَنْ یُّطْبَخَ بِحُلْوٍ تَفَاؤُلًا بِحَلَاوَۃِ اَخْلَاقِ الْمَوْلُوْدِ۔

میٹھا طعام پکانا بچے کے حسن اخلاق پر فال ہے۔

**فائدہ** مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت عقیقہ والے کے ماں باپ دادی دادا نانی نانا وغیرہ نہ کھادیں۔ مسلمانوں اور صالحوں کی رسم ہے۔ مَا رَاٰہُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ





بلکہ خاتم المحدثین نے حدیث کُلُّ غُلَامٍ مَّرْھُوْنٌ بِعَقِیْقَتِہٖ سے نکالا ہے کہ اس حدیث میں رہن کا لفظ کہ گرد کی معنی میں ہے۔ فدیہ دینے پر دلالت کرتا ہے اسی سبب سے ماں باپ وغیرہ کو کہ اس کی طرف سے فدیہ دینے کا ارادہ رکھتے ہیں کھانا مکروہ ہے۔ چنانچہ اسی سبب سے مسلمانوں کی عادت جاری ہے کہ ماں باپ اس گوشت کو نہیں کھاتے اور فقہا کی فہم کے موافق اس حدیث میں اس معنی کی طرف لطیف اشارہ ہے (تحفۃ المشتاق فی بیان النکاح والصداق)

**تردید** مذکورہ دلائل بجا لیکن احادیث مبارکہ کے عموم اور مطلق کو خاص مقید کرنا اپنے قیاس سے نامناسب ہے اسی لیے صاحب بہار شریعت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عوام میں مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ۔ دادا دادی۔ نانا نانی نہ کھائیں یہ غلط ہے اس کا ثبوت نہیں۔ (بہار شریعت ص ۱۵۵ ج ۶)

**مسئلہ:** یہ مشہور ہے کہ لڑکے کے لیے نر بکرا اور لڑکی کے لیے مادہ یہ بھی غلط ہے لڑکے کے لیے بکریاں اور لڑکی کے لیے بکرا اور اس کے برعکس ہر طرح جائز ہے۔

**مسئلہ:** عقیقہ قربانی کے جانور کے حصص میں حصہ ملانا جائز ہے دو حصے یا ایک۔ لڑکا ہو یا لڑکی۔

**مسئلہ:** بعض کا قول ہے کہ سری پائے حجام کو اور ایک ران دائی کو دیں۔

**مسئلہ:** ہند و پاک میں رسم ہے کہ بچہ پیدا ہونے پر عموماً چھٹی کی جاتی ہے۔ بعض لوگ اس موقعہ پر ناجائز رسمیں برتی جاتی ہیں۔ مثلاً عورتوں کا گانا بجانا وغیرہ ایسی باتوں سے بچنا چاہیئے۔ بلکہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ عمل کریں جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو۔ عقیقہ کے بجائے غلط رسوم پر بہت خرچ کرتے ہیں۔ چاہیئے کہ عقیقہ کریں اس سے سنّت بھی ادا ہوجائے اور مہمانوں کے کھلانے کے لیے گوشت بھی ہوجائے (بہار شریعت)

**مسئلہ:** عقیقہ میں اونٹ اور گائے بھی ذبح کرنا درست ہے اور ان دونوں کا ساتواں حصّہ بمنزلہ ایک بکری کے ہے۔

سَبۡعُ الۡبُدۡنَۃِ اَوِ الۡبَقَرَۃِ کَشَاۃٍ (شرح مقدمہ)

ساتواں حصّہ اونٹ یا گائے کا ایک بکری کا حکم رکھتا ہے۔

**دعائے عقیقہ** جب ذبح کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے۔ بِسۡمِ اللہِ اللہُ اَکۡبَر کہہ کر ذبح کرے۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عقیقہ ابنی فُلَانٍ[1] دَمُھَا بِدَمِہٖ وَلَحۡمُھَا بِلَحۡمِہٖ وَعَظۡمُھَا بِعَظۡمِہٖ

---

[1] فلاں کی جگہ اس لڑکے کا نام لے۔





وَجِلۡدُھَا بِجِلۡدِہٖ وَشَعۡرُھَا بِشَعۡرِہٖ اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡھَا فِدَاءً لِّابۡنِیۡ مِنَ النَّارِ۔

یعنی اے اللہ یہ عقیقہ میرے بیٹے کا ہے جس کا فلان نام ہے۔ اس کا خون اسکے خون بدلے اور اس کا گوشت اس کے گوشت کے بدلے اور اس کی ہڈی اس کی ہڈی کے بدلے اور اس کا چمڑا اس کے چمڑے کے بدلے۔ اور اس کے بال اس کے بالوں کے بدلے یا خدایا کردے اس عقیقے کو میرے بیٹے کا بدلہ آگ سے۔

**فائدہ** اگر ذبح کرنے والا لڑکے کا باپ نہ ہو کوئی اور ہو تو اس کا اور اس کے باپ دونوں کا نام لے کر یہ عقیقہ فلان کے بیٹے فلان کا ہے اگر لڑکی ہو تو ضمیر مذکر کو مؤنث کردے۔ یعنی دَمُھَا بِدَمِھَا آخر تک پڑھے بعد اس کے یہ دعا بھی پڑھے۔ پھر ذبح کرے۔

اِنِّیۡ وَجَّھۡتُ وَجۡھِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ عَلٰی مِلَّۃِ اِبۡرٰھِیۡمَ حَنِیۡفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرۡتُ وَاَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ اَللّٰھُمَّ مِنۡکَ وَلَکَ بِسۡمِ اللہِ اللہُ اَکۡبَر۔

یعنی میں نے منہ کیا اس کی طرف جس نے زمین و آسمان بنائے

ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ایک طرف کا ہو کر اور میں نہیں شریک کرنے والا بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کی طرف ہے جو پروردگار ہے عالم کا کوئی نہیں اس کا شریک اور یہی مجھ کو حکم ہوا اور میں حکم برداروں سے ہوں۔ اے اللہ تجھی سے اور تیرے لیے ہے سب کچھ اللہ کے نام سے میں شروع کرتا ہوں اور اللہ بہت بڑا ہے۔

**مسئلہ** عقیقہ کے چمڑا کا وہی حکم ہے جو قربانی کی کھال کا ہے کہ اپنے صرف میں لائے یا مساکین کو دے یا کسی اور نیک کام مسجد یا مدرسہ میں صرف کرے۔ (بہار شریعت)

**حقوق الاولاد** حقوق الاولاد علی الوالدین کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ "نفع العباد فی تربیۃ الاولاد" میں عرض کر دی ہے۔ یہاں اس تصنیف کی مناسبت سے چند ایک عرض کرتا ہوں۔

۱۔ اولاد پیدا ہو تو اس کو نہلا دیں اور سفید کپڑے میں لپیٹیں اور زرد کپڑے سے بچائیں۔ چنانچہ حقیقۃ العقیقہ میں ہے۔

يُغَسَّلُ وَيُلَفُّ الْمَوْلُوْدُ فِىْ خِرْقَةٍ بَيْضَاءَ نَقِيَّةٍ وَلَا فِىْ خِرْقَةٍ صَفْرَاءَ۔

۲۔ کان میں اذان کہے۔ حدیث میں ہے۔

عَنْ رَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَذَّنَ فِىْ اُذُنِ الْحَسَنِ





بْنِ عَلِىٍّ حِيْنَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلٰوةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِىُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

یعنی ابو رافع[1] کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی اذان دیتے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے کان میں جب وہ پیدا ہوئے اور مفتاح النجاۃ میں ہے جب حسنین پیدا ہوئے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنے کان میں اذان کہی[2] اور بائیں کان میں اقامت حضرت امام حسین سے مروی ہے کہ جس کی اولاد پیدا ہو تو چاہیئے کہ داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے۔

---

[1] ابو رافع حضرت کے آزاد کیے ہوئے غلام تھے۔

[2] کنز العباد میں ہے کہ مؤذن اذان کہتے وقت اپنا منہ داہنے بائیں پھیرا جاوے جب حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے اور شرع میں ہے جب دوسرے کان میں اقامت کہہ چکے تو کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ بَرًّا تَقِيًّا وَاَنْبِتْهُ فِى الْاِسْلَامِ نَبَاتًا حَسَنًا اے اللہ کر دے تو اس لڑکے کو نیکوکار پرہیزگار اور اُگا اس سے اسلام میں اچھا پودا اور بہت بار یہ کہے اُعِيْذُهَا بِالْوَاحِدِ الصَّمَدِ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ یعنی میں پناہ میں دیتا ہوں اس کو خدائے پاک کی ہر حسد والے کی برائی سے جب وہ حسد کرے۔

[3] یہ بیماری بعض بچوں کو یوں ہوتی ہے کہ دورہ پڑتا ہے آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ سدات ... کا سماں ہو جاتا ہے ۱۲۔

اس کی برکت سے لڑکا مرض امّ الصبیان سے محفوظ رہے گا۔ سید نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے۔

كَانَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يُؤَذِّنُ فِي الْيُمْنٰى وَيُقِيْمُ فِي الْيُسْرٰى۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز دائیں کان میں اذان اور بائیں سے اقامت کہلواتے تھے۔

اور شرح المقدمہ میں ہے۔

وَيُسَنُّ اَنْ يُؤَذَّنَ فِي اُذُنِ الْوَالِدِ الْيُمْنٰى وَاَنْ يُقَامَ فِي الْيُسْرٰى لِلْاِتِّبَاعِ وَلِاَنَّهٗ يَمْنَعُ ضَرَرَ اُمِّ الصِّبْيَانِ.

اس کا مطلب وہی ہے جو امام حسین کی روایت کا ہے۔

**نکتہ** نومولود کو اذان سنانے کا نکتہ یہ ہے۔ اسے پہلے ہی دنیا آتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام سنانا چاہیئے۔ پھر اذان کی تخصیص اس لیے ہے کہ اس سے شیطان بھاگتا ہے اور رزین کی روایت میں ہے کہ قل ھو اللہ بھی پڑھے اور روضہ (کتاب) میں ہے کہ لڑکے کے کان میں کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ

---

عـہ۔ یہ بیماری بعض بچوں کو یوں ہوتی ہے کہ دورہ پڑتا ہے آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ سکرات کا سماں ہوتا ہے





الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔

یعنی اے اللہ میں اس اولاد کو اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں شیطان مردود سے (شرح مشکوٰۃ و شرح سفر السعادت)

**مسئلہ:** بہتر ہے کہ داہنے کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں میں تین بار اقامت کہی جائے۔ بعض جگہ رواج ہے کہ لڑکی کی پیدائش میں اذان نہیں کہی جاتی ہے یہ غلط ہے۔ لڑکی کا وہی حکم ہے جو لڑکے کا ہے۔

۳۔ بچے کے تالو میں کوئی میٹھی چیز ملیں جیسے خرما یا شہد اس کا تفاول ہے کہ اس کو اللہ ایمان کی مٹھائی نصیب کرے۔ حقیقۃ العقیقہ میں ہے۔

وَيُحَنَّكَ بِالتَّمْرِ وَفِي التَّاجِ الْمَصَادِرِ التَّحْنِيْكُ کام کودک مالیدن اے يُمْضَغُ لَهُ التَّمْرُ ثُمَّ يُطْعَمُ. وَفِي الْعَيْنِيِّ شَرْحِ الْبُخَارِيِّ وَيُسْتَحَبُّ تَحْنِيْكُهٗ اِلٰى صَالِحٍ يُحَنِّكُهٗ فَاِنْ قُلْتَ مَا الْحِكْمَةُ فِيْ تَحْنِيْكِهٖ قُلْتُ قَالَ بَعْضُهُمْ يُصْنَعُ ذٰلِكَ بِالصَّبِيِّ لِيَتَمَرَّنَ عَلَى الْاَكْلِ وَيَقْوٰى عَلَيْهِ فَيَا سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا اَبْعَدَ هٰذَا الْكَلَامَ وَاَيْنَ وَقْتُ الْاَكْلِ مِنْ وَقْتِ التَّحْنِيْكِ وَهُوَ حِيْنَ يُوْلَدُ وَالْاَكْلُ غَالِبًا بَعْدَ سَنَتَيْنِ اَوْ اَقَلَّ اَوْ اَكْثَرَ وَالْحِكْمَةُ فِيْهِ اَنْ يُتَفَاءَلَ لَهٗ بِالْاِيْمَانِ لِاَنَّ التَّمْرَ

ثَمَرَۃُ الشَّجَرَۃِ الَّتِیْ شَبَّھَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْمُؤْمِنِ بِحَلَاوَتِہٖ اَیْضًا وَالْاَوْلٰی فِی التَّحْنِیْکِ التَّمْرُ وَفَاِنْ لَمْ یَتَیَسَّرْ فَالرُّطَبُ وَاِلَّا فَشَیْءٌ حُلُوٌّ وَعَسَلُ النَّحْلِ اَوْلٰی مِنْ غَیْرِہٖ ثُمَّ مَا لَمْ تَمَسَّہُ النَّارُ۔

(ترجمہ) تحنیک۔ کیا جائے لڑکا چھوہارے سے تاج المصادر (لغت کی کتاب) میں لکھا ہے کہ تحنیک کے معنی لڑکے کا تالو ملنا مطلب یہ ہے کہ چھوہارہ چبا کر اس کو کھلانا اور عینی بخاری کی شرح میں ہے کہ مستحب ہے لڑکے کی تحنیک اور لیجانا کسی اچھے آدمی کے پاس وہ تحنیک کرے پھر اگر تو سوال کرے کہ تحنیک میں کیا حکمت ہے تو میں کہوں گا کہ بعض کا قول تو یہ ہے کہ اس لیے تحنیک کرتے ہیں کہ اس کو کھانے کی عادت ہو۔ یعنی وہ کھانے کا خوگر ہو جائے اور قوت حاصل ہو۔ کھانے پر یہ بات لڑکے کے لیے عجیب ہے۔ سبحان اللہ کہاں کھلانے کا وقت کہاں تحنیک۔ اس کا وقت پیدا ہوتے ہی ہوتی ہے کھانا کم وبیش دو برس بعد ہوتا ہے۔

**نکتہ** اس میں نکتہ یہ ہے کہ لڑکے کے ایمان کی تفاؤل ہے۔ اس لیے کہ چھوہارا ایسے درخت کا پھل ہے کہ اس کو اور اس کی شیرینی کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن سے تشبیہ دی ہے





اور بہتر یہ ہے کہ خشک چھوہارے سے تحنیک کریں۔ پھر اگر نہ میسر ہو تو تر چھوہارا سہی اور یہ بھی نہ ہو تو جو میٹھی چیز ہو۔ شہد بہتر ہے ورنہ کسی شیریں چیز سے پھر اس کے بعد ایسی چیز ہو کہ آگ میں نہ پکی ہو۔

## حدیث شریف

حضور سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے خرما چبا کر عبداللہ بن زبیر کے موٗنہ میں ڈالا تو پہلی چیز کہ اس کے شکم میں گئی حضرت کے دہن مبارک کا لعاب ہی تھا بعد اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے تالو میں ملا پہلا بچہ کہ اسلام کے زمانے میں پیدا ہوا وہ ابن زبیر ہی تھے ان کی پیدائش سے مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی تھی اس لیے کہ کفار کہتے تھے کہ یہودیوں نے سحر کیا ہے کہ مسلمانوں کی اولاد پیدا نہ ہو۔

۴۔ اولاد کو کسی صالحہ شریف القوم عورت کا دودھ پلائے۔ فاسقہ اور ادارہ عورت کے دودھ سے بچائے اور سنت تو یہی ہے کہ خود ماں ہی پلائے حدیث میں ہے۔

لَیْسَ لِلصَّبِیِّ خَیْرٌ مِنْ لَبَنِ اُمِّہٖ

یعنی بہتر نہیں لڑکے کے حق میں اس کی ماں کے دودھ سے۔

(شرعۃ الاسلام)

۵۔ لڑکے کے رونے سے تنگ دل اور ملول نہ ہو۔ اس لیے کہ روتے وقت لڑکا حق تعالیٰ کی حمد اور والدین کے لیے دعا اور استغفار کرتا ہے اور بعض اخبار میں ہے کہ بچہ مومن چار مہینے تک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

کہا کرتا ہے اس کے بعد چار مہینے تک مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ
کہتا رہتا ہے اس کے بعد چار مہینے تک اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ
کا ورد کرتا ہے کافر کا لڑکا بھی کلمہ پڑھتا ہے لیکن دعا اور استغفار کی
بجائے لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی وَالِدَیَّ کا ورد کرتا ہے۔
(شرح شرعۃ الاسلام)

۶۔ یہ پیدا ہونے کے ساتویں دن اس بچے کا اچھا نام شرعۃ الاسلام
میں ہے۔

وَیُحْسِنُ اِسْمَ وَلَدِہٖ فَاِنَّہٗ یُدْعٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
بِاِسْمِہٖ وَاِسْمِ اَبِیْہِ وَیُسَمِّیْہِ بِاِسْمٍ مِنْ اَسْمَآءِ
الْاَنْبِیَآءِ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ وَاَحْسَنُ
مَایُسَمّٰی بِہِ الْوَلَدُ عَبْدُ اللّٰہِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَنَحْوُ ذٰلِکَ
وَفِی اِحْیَآءِ الْعُلُوْمِ اِذَا سَمَّی الْوَلَدَ بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِیَآءِ
وَالْمَلٰئِکَۃِ لَمْ یَجُزْ اَنْ یَلْعَنَہٗ اَوْ یَشْتِمَہٗ اَوْ
یُصَغِّرَہٗ بِاَنْ یَذْکُرَ الْاِسْمَ بِیَاءِ التَّصْغِیْرِ عَلٰی
سَبِیْلِ الْاِھَانَۃِ وَالْاِسْتِحْقَارِ اِلَّا اَنْ لَّوْ اٰجِہِ الْمُسَمّٰی
فَیَقُوْلُ لَہٗ اَنْتَ کَذَا اَوْ کَذَا بِدُوْنِ ذِکْرِ اِسْمِہٖ
وَیُکْرِمُ الْوَلَدَ اِکْرَامًا اِذَا سَمَّاہُ مُحَمَّدًا فَفِی الْحَدِیْثِ
اِذَا سَمَّیْتُمُ الْوَلَدَ مُحَمَّدًا فَاَکْرِمُوْہُ۔

ترجمہ: اولاد کا اچھا نام رکھے۔ اس لیے کہ قیامت میں وہ اپنے اور
اپنے باپ کے نام سے پکارا جائے گا اور انبیاء علیہم السلام کے اسماء





پر بچوں کا نام رکھے۔ بہتر نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے وغیرہ وغیرہ۔
احیاء العلوم میں ہے کہ جس نے نام رکھا اپنی اولاد کا کسی نبی کے نام
پر تو اس کو لعنت کرنا اور گالی دینا اس کا جھوٹا نام لینا اہانت اور
حقارت کی راہ سے درست نہیں مگر اس کے روبرو یوں لینا کر
تو ایسا ایسا ہے بغیر اس کا نام لیے مضائقہ نہیں اور اس لڑکے
کی عزت کیا کرے جس کا نام محمد ہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب تم
محمد کا نام رکھا کرو کسی اولاد کا تو اس کی تعظیم کیا کرو۔

**فائدہ** فقیر کی تصنیف "شہد سے میٹھا نام محمد" اس موضوع میں خوب ہے کہ اسم محمد کے فضائل و
کمالات اور مسائل وحکایات سے بھرپور ہے۔

**قاعدہ** جس نام میں عبد کا لفظ امتہ کی لفظ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے کسی نام کی طرف مضاف ہو جیسے عبداللہ مذکر کا نام اور
امتہ اللہ مؤنث کا نام یا اللہ دیا اور اللہ دی اور خدا بخش وغیرہ۔

**حدیث** ترمذی میں ابن عمر کی روایت میں ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں دن لڑکے کے نام
رکھنے کا حکم کیا مشکوٰۃ میں ہے۔ اَحَبُّ الْاَسْمَآءِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی
عَبْدُ اللّٰہِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَاَصْدَقُھَا ھَمَّامٌ وَّالْحَارِثُ
یعنی بہت سچا نام ہمام اور حارث ہے۔

**فائدہ** عبداللہ اور عبدالرحمٰن اس لیے اچھا نام ٹھہرا کہ اس نام سے بندگی کی صفت کہ حقیقت انسان کی ہے اللہ تعالیٰ کے لیے

ثابت ہوتی ہے اور ہمام اور حارث اس لیے سچا نام مقرر ہوا کہ ہمام کے معنی ہیں اندوہناک اور کوئی شخص دنیا میں غم اور اندوہ سے خالی نہیں اور حارث مشتق ہے حرث سے جس کے معنی کسب اور زراعت کے ہیں۔ اور دنیا میں تمام لوگ کاسب ہیں جو کچھ یہاں بوئیں گے وہاں کاٹیں گے اَلدُّنیَا مَزرَعَۃُ الاٰخِرَۃِ روایت میں ہے کہ خَیرُ الاَسمَآءِ مَا حَمِّدَ بہتر نام وہ ہے جو حمد اور عبد سے متعلق ہو جیسے محمد اور احمد اور عبداللہ اور عبدالکریم سنن نسائی اور ابوداؤد میں وہب جشمی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تَسَمَّوا بِاَسمَآءِ الاَنبِیَآءِ یعنی نام رکھو پیغمبروں کے نام پر

**فائدہ** یہ بطریق استحباب فرمایا کہ پیغمبر مخلوق میں افضل اور اکمل لوگ ہیں تو ان کے نام تمام ناموں سے اشرف اور افضل ہوئے۔ امام سیوطی کی جامع صغیر میں ہے کہ طبرانی نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ مَن وُّلِدَ لَہٗ ثَلٰثَۃُ اَولَادٍ فَلَم یُسَمِّ اَحَدَھُم بِاِسمِ مُحَمَّدٍ نَقَد جَھِلَ یعنی جس کے تین اولادیں ہوئی ہوں۔ اس نے ایک کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر رکھا تو بیشک اس کا ثواب نہ جانا اور بخاری اور مسلم اور ابوداؤد میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تَسَمَّوا بِاِسمِی۔ میرے نام پر نام رکھو۔

**فائدہ** حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر نام رکھنا مستحب ہے اکثر روایتوں میں اس کی ترغیب اور بشارت





واقع ہے کہ جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اس کی رسول خدا شفاعت فرمائیں گے اور اس کو بہشت میں لائیں گے چنانچہ صاحب قصیدہ بردہ نے کہا ہے۔

فَاِنَّ لِی ذِمَّۃً مِّنہُ بِتَسمِیَتِی مُحَمَّدًا وَّ ھُوَ اَوفَی التحاقِ بِالذِّمَمِ اشرف الوسائل شرح شمائل میں ہے وَیَنبَغِی اَن تَتَحَرَّی التَّسمِیَۃَ بِاِسمٍ مِّن اَسمَآئِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لِخَبَرِ اَبِی نُعَیمٍ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِعِزَّتِی وَجَلَالِی لَا اُعَذِّبَنَّ اَحَدًا یُسَمّٰی بِاِسمِکَ فِی النَّارِ۔

ترجمہ: اور لائق ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نام پر نام مقرر کیا جائے۔ اس لیے کہ حدیث میں ہے۔ ابونعیم کی روایت سے الـ .ـعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ کو اپنی عزت وجلال کی قسم کہ ہرگز عذاب نہ کروں گا آگ میں کسی کو جس کا نام تیرے نام پر ہوگا۔ اور حدیث قدسی میں وارد ہے کہ

اِنِّی اٰلَیتُ عَلٰی نَفسِی اَن لَّا اُدخِلَ النَّارَ مَن اِسمُہٗ اَحمَدُ اَو مُحَمَّدٌ۔

بیشک میں نے قسم کھائی اور ٹھہرا لیا اپنے نفس پر کہ نہ داخل کروں آگ میں اس کو جس کا نام احمد یا محمد ہو۔

**مسئلہ:** ایسا نام جس میں خصومت اور بدخوئی نکلے ہرگز نہ رکھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بُرا

نام حرب اور مرہ سبب ہے کہ پہلے سے لڑائی اور خصومت اور دوسرے سے تلخی اور بدخوئی ظاہر ہوتی ہے۔

**مسئلہ:** ان ناموں سے احتراز کریں جن سے بڑی شان اور بڑا مرتبہ معلوم ہو جیسے شاہنشاہ اور مَلِكُ الْاَمْلَاك

حدیث ہے ابو ہریرہ کی روایت سے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوار ترین ناموں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک شاہنشاہ ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی کوئی بادشاہ نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے اور صحیح مسلم میں ہے کہ سخت غضب میں اور بڑا خبیث وہ آدمی قیامت کے دن خدائے تعالیٰ کے نزدیک ہوگا کہ اس نے اپنا نام ملک الاملاک یعنی شاہنشاہ رکھا تھا کوئی بادشاہ نہیں اللہ تعالیٰ کے سوا سو اب جاننا چاہیئے۔

**قاعدہ:** مذکورہ اسماء کے سوا جس نام میں ایسا وصف پایا جائے اس کا یہی حکم ہے بطور مثال ایک دو نام لکھ دیئے گئے ہیں۔ (شرح سفر السعادۃ)

**اغلاط العوام:** ہندو پاک میں عادت ہے اچھے ناموں کو بگاڑا جاتا ہے۔ مثلاً عبدالرحمٰن کا رحمانہ اور عبدالخالق کا خالق وغیرہ اسی طرح بہت سے اسماء کو تصغیر بلکہ تحقیر کی جاتی ہے۔ ایسے ہی ایسے نام رکھنا جس کا معنی نہ ہو یا برے معنی میں ہے۔ اس سے احتراز کیا جائے۔

یاد رہے کہ اچھا نام ہو تو تفاؤل سے برکت بھی ہوتی ہے اور صاحبِ





نام کو راحت بھی۔

اگر محمد نام ہو تو آخرت میں اپنی بخشش کے علاوہ نام رکھنے والے ماں باپ کی مغفرت بھی تفصیل کے لیے دیکھئے شہد سے میٹھا نام محمد۔

**مسئلہ:** حتی الامکان بچے کو ماں ہی دودھ پلائے اگر ماں کا دودھ نہ ہو یا کچھ اور عذر ہو تو کسی عورت صالحہ قوم شریف سے دودھ پلوائے اور رذیل اور بدکار عورت کا دودھ نہ پلانا چاہیئے۔ کیونکہ بچے میں دودھ کا اثر ہوتا ہے۔

**مسئلہ:** جس وقت دودھ پلائے قبلہ رو بیٹھے اور بسم اللہ کہے اور جب پی چکے اس کا منہ رومال سے صاف کرے اور بعد فراغت کے بول و براز سے اس کے جسم کو پانی سے پاک کرے اور اس کے تمام بدن کو نجاست سے پاک رکھا کرے۔

**دعاء:** صبح و شام یہ دعا پڑھ کے اس پر دم کرے۔
اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّ ھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ
اور اَلْحَمْد ستر مرتبہ پڑھے اگر نہ ہوسکے تو سات بار پڑھ کر دم کیا کرے

**فائدہ:** جب بچے کو سلانے کے لیے لوری دے یا جھولے میں جھلائے جو کلمے بے معنی خلاف شرع عورتوں میں مروج ہیں نہ کہے بلکہ کلمات پاک جیسے حَسْبِیْ رَبِّیْ جَلَّ اللّٰہ مَا فِیْ قَلْبِیْ غَیْرُ اللّٰہ نُوْرُ مُحَمَّد صلی اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ۔ اور درود شریف کہا کرے کہ ان کے کہنے میں بہت بڑا ثواب ہوتا

ہے اور ان کی برکت سے بچہ ہر آفت و بلا سے محفوظ رہتا ہے اور بچے کو کوئی چیز حرام یا ناپاک یا نشے کی پلائے نہ کھلائے۔ اگرچہ بطریق دوا کے ہو۔

**فائدہ** جب کچھ بولنے لگے تو اللہ کا نام سکھلائے اور جب زیادہ بولنے لگے تو کلمہ طیبب پڑھائے اور آہستہ آہستہ اللہ کے ننانوے نام یاد کرائے اور کلمات فحش اور بے حیائی۔ گالی دینے غلط بولنے سے روکے اس طرح کے کلام سے منع کرے اور پاک و ناپاک حرام وحلال سے آگاہ کرے اور طریقۂ آداب وسلام سکھلائے اور وقت کھانا کھلانے کے ہاتھ دھلایا کرے اور بسم اللہ پڑھے اور دونوں ہاتھ دھوئے اور پانی پینے کے وقت بھی اول بسم اللہ پڑھا کرے۔ اور سر ڈھانپنے کی عادت ڈالے۔ اور سر ننگا رکھنے سے روکا کرے کہ بے ادب نہ ہو جائے اور بموافق شرع وسنت کپڑے پہنا کرے۔ چادر (تہبند) یا پاجامہ نصف ساق تک ہو یا زیادہ مگر اتنا نیچا نہ کرے کہ ٹخنہ ڈھکے کہ درست نہیں ہے اور لڑکے کو کپڑے سُرخ اور زرد اور ریشمی غیر شرع ہرگز نہ پہنائے اور سر پر چوٹی اور ٹیہ اور گردہ نہ رکھے کہ منع ہے اور بچے کو جھوٹی قصے اور بیہودہ حکایتیں نہ سنایا کرے بلکہ حالات انبیاء علیہم السّلام کے اور حکایاتِ اولیاء سناتا رہے اور کلمات حکماء اور علماء کے یاد کرائے اور جب بچے میں طاقت ہو اس کا ختنہ کرنا چاہیئے اور سات برس سے زیادہ دیر کرنا اچھا نہیں ہے اور وقت ختنے کے نشے کی چیز کھلانا یا پلانا روا نہیں اور بتقریب ختنہ کے خیرات کرنا بطریق مسنون جائز ہے لیکن رسوم خلاف شرع اور اسراف بے جا کرنا نہ چاہیئے اور جب ہوشیار ہو تو کسی استاد دیندار پرہیزگار





کے پاس بٹھائے اگر حفظ کرے تو بہت بہتر ہے ورنہ ناظرہ تمام قرآن پاک پڑھوائے اور جب قرآن شریف تمام ہوئے کوئی کتاب شروع نہ کرو لئے اور نماز سکھلانے کوشش کرے کہ وقت بول و براز کے قبلہ کی طرف مونہہ نہ کرے اور مقام استنجا ڈھیلے سے صاف کر کے پانی سے پاک کرے۔ اور طریقۂ مسنونہ وضو اور غسل کا سکھلائے اور مسائل نماز و روزہ سے خبردار کرے اور مسائل مختصرہ جیسے ہمارا اسلام اور مخزن راز و نیاز اور فقیر کی مرتبہ حنفی نماز اور نصاب الصبیان اور بہار شریعت وتصانیف امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ و دیگر عقائد اور مسائل کی کتب پڑھائے اور قواعد صرف و نحو منطق تفسیر قرآن و حدیث شریف و فقہ میں بہت زیادہ کوشش کرے اور تعلیم خط کرائے اور صحبت فسق و فجور اور لہو ولعب سے روکتا رہے اور جب سنِ بلوغ کو پہنچے تو کسی لڑکی عفیفہ پاکدامن ہوشیار پڑھی لکھی دینی تعلیم سے آراستہ سے اس کا نکاح کرے اور پھر اس کا بیاہ بطریق مسنون بغیر اسراف مال اور ارتکاب بدعات اور رسوم منہیہ کے کرے اور احکام نکاح فتاویٰ رضویہ اور احکام شریعت میں تفصیل سے مذکور ہیں۔

**مسئلہ** جب اولاد بالغ ہو جاوے تو وہ اگر لڑکا ہے تو کسی شریف القوم عورت سے اس کا نکاح کر دے اور اگر لڑکی ہے تو اس کو بھی کسی پرہیزگار آدمی سے بیاہ دے اور فاحشہ عورت اور بدوضع مرد سے لڑکی لڑکا دونوں کو بچا دے کہ اس میں دین و دنیا دونوں کا نقصان ہے اور بہت سا مہر نہ مقرر کریں کہ مہر کی خوبی تھوڑے ہی میں ہے۔ چنانچہ

عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خیر الصداق ایسرہ یعنی اچھا مہر وہ ہے جو تھوڑا ہو۔ اس حدیث کے راوی ابو داؤد ہیں اور حاکم نے اس کو صحیح بتلایا اور کم تر حد مہر کی دس درم شرعی جس کے ساڑھے اکتیس ماشے ہوتے ہیں اور اکثر کی حد مقرر نہیں اور اس کی تفصیل فتاویٰ رضویہ اور بہار شریعت میں ہے اس مختصر میں اس کی گنجائش نہیں۔ شرح شرعۃ الاسلام میں ہے۔

قالت الحکماء ینبغی للمتزوج ان تکون الزوجۃ دونہ باربع السن والطول والمال والحسب والا استحقرتہ وتہاونت بہ وان تکون فوقہ باربع الجمال والادب والخلق والورع۔

عقلمندوں کا قول ہے کہ بیاہ کرنے والے کو لائق ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کرے کہ اس سے چار باتوں میں کم ہو۔ عمر میں قد میں مال میں حسب میں۔ اور نہیں تو مرد کو حقیر اور ذلیل جانے گی اور چار باتوں میں زیادہ ہو جمال میں ادب میں اچھی خصلت میں پرہیزگاری میں۔

## خاتمہ

# ردّ ڈیڈی مجتہدین

بدقسمتی سے ہمارے دور میں علم کی قلت جہل کی کثرت سے بعض وکلاء پروفیسر ڈاکٹر قسم کے لوگ مجتہد بن بیٹھے ہیں۔ اصول وضوابط اور قواعد





کو پس پشت ڈال کر ایک آدھی عبارت سے اپنا موقف ثابت کرنے کی کوشش کرتے اس کی ایک مثال فوٹو کا جواز ہے۔ کوثر نیازی نے اس کے جواز میں یہ دلیل پیش کی کہ چونکہ آئینہ میں شکل دیکھنا جائز ہے تو یہ کیوں ناجائز ہے۔ اس کی یہ دلیل فوٹو کے مجوزین کو ایسی پسند آئی کہ آج تک اسے بار بار دہرایا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ دلیل ہی نہیں بلکہ اسے دلیل کہنا بھی لفظ دلیل کی توہین ہے لیکن کیا کیا جائے کہ مجوزین میں اب بہت بڑے پڑھے لکھے (درحقیقت جاہل) شامل ہیں۔

**فائدہ** یہ دلیل نہیں ڈھکوسلہ ہے اس لیے کہ آئینہ میں صورت اسی طرح پانی میں جو شکل وصورت دکھائی دیتی ہے وہ غیر مستقر ہے یعنی دائمی نہیں اور فوٹو دائمی ہے (مزید تحقیق وتفصیل فقیر کے رسالہ سوٴ التعزیر پڑھیے۔

**(عجوبہ)** اسی کوثر نیازی نے ایک اور ڈھکوسلہ سنیئے اس نے ایک دفعہ اخبار میں اعلان کر دیا کہ قرآن کی کوئی منسوخ ہے ہی نہیں۔ اس طرح کے اس نے بیشمار اجتہادات کئے اور وہ بعض باتوں میں اپنے استاد مودودی سے بھی بازی لے گیا۔

یاد رہے کہ ان ڈیڈی مجتہدین کا سربراہ مودودی ہے جس نے ایسے ڈھکوسلہ بازی کی بنیاد رکھی۔ افسوس تو یہ ہے کہ اب ہمارے بعض علماء کرام بھی اس روش پر چل نکلے ہیں۔ ایک دور تھا کہ علماء علوم میں یکتائی کے باوجود اپنے اکابر کے اصول سے سرمو ہٹنے کو جرم عظیم سمجھتے تھے لیکن اب حال یہ ہے کہ دو چار کتابوں کی تصنیف کے بعد خود مستقل مجتہد بن جاتے ہیں نہ بڑوں کا لحاظ اور نہ اصول اسلام کا خیال

اور وہ اپنے اس کارنامہ پر نازاں ہیں لیکن مجھے اس لیے افسوس ہے کہ وہ کل قیامت
میں اپنے اکابر کے ساتھ محشور ہونے کے بجائے مودودی سے نتھی کیے گئے تو
کیا ہوگا دراصل یہ ٹیڈی اجتہاد شہرت کا ذریعہ ہے اسی لئے وہ اس اجتہاد کو سامنے
رکھ کر کہیں سے کہیں چلے جاتے ہیں۔

## ایک اور ٹیڈی مجتہد

ہمارے دور کی بدقسمتی کے ایسے مجتہدین کبھی برسراقتدار بھی ہو جاتے ہیں۔ ہمارے
دور میں وزارت صدارت اشارت کا مل جانا عام ہے ابھی کل کی بات ہے کہ
حنیف رامے نے اجتہاد کرتے ہوئے کہا کہ المصور اللہ کا نام ہے لیکن علماء فنون
ثقافت کو عریانی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور موسیقی نبیوں کا شیوہ رہا ہے۔ علماء
اسے حرام قرار دیتے ہیں۔ جنگ لاہور ۱۸ مئی ۱۹۶۶ء۔

## اویسی غفرلہ

ایسی گستاخی وسینہ زوری اور دریدہ دہنی کرنے والوں
کو اگر کوڑے نہ مارے جائیں تو کم ازکم کوئی سزا تو ملنی
چاہیئے مگر ایسا کون کرے جب کہ حکومت ہی ان لوگوں کی ہے۔

## تردید

دراصل اسم باری تعالیٰ

**المصوّر:** سے حنیف رامے کا فوٹو گرافی ومروجہ ثقافت کا جواز کشید
کرنا بھی جہالت ہے۔ اس لیے کہ جس طرح اللہ کا نام "المتکبر" ہے اور بندوں
کا تکبر کرنا حرام ہے اسی طرح وہ تو صحیح "المصوّر" ہے لیکن بندوں کے لیے مصوّری
حرام وگناہ ہے کیونکہ تصویر بنانے والے "المصوّر" کی طرح تصویر میں جان نہیں ڈال
سکتے۔ یاد رہے کہ رامے صاحب کے ایسے اجتہاد کا سربراہ پرویز ہے جسے انکار





حدیث پر ناز تھا اسی لیے اس کی پارٹی کا نام منکرین حدیث مشہور ہے۔

ایسے ٹیڈی مجتہدین کے اجتہادات کی فہرست طویل ہے۔ اب میں موضوع
کے مطابق اس ٹیڈی کا اجتہاد عرض کروں جس نے ایک عرصہ پہلے اخبارات
میں بڑے زور شور سے شور مچایا کہ عقیقہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں یہ مولویوں
کے پیٹ کا دھندا ہے چند فقہ کی عبارات سے ثابت کیا کہ عقیقہ کی اگر
کچھ اصل تھی تو وہ پھر بعد کو منسوخ ہو گیا اب اس پر عمل کرنا بدعت ہے۔
طرفہ یہ کہ فقہ کی وہ عبارات نمایاں لکھیں جن میں ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ
کی طرف عبارات منسوب تھیں۔ فقیر ہر دونوں طرح سے جوابات لیکن مختصراً
عرض کرتا ہے تاکہ اہل اسلام یقین کرسکیں کہ ان ٹیڈی مجتہدین کا مبلغ علم کیا ہے
اور وہ اپنی جہالت سے چاہتے کیا ہیں۔ یہی کہ علماء کرام کا علمی وقار کم ہو اور
وہ عوام کی نظروں میں گر جائیں اور ان کے بتائے ہوئے مسائل واحکام عوام
کے خیال میں غلط تصور ہوں۔

## عقیقہ کے نسخ کی حقیقت

(۱) سب سے پہلے تو بخاری
شریف اور صحاح ستہ کے بارے میں
جو صحیح احادیث پیش کی جاچکی ہیں ہمارے لیے بغیر کسی حیل وحجت کے قابل عمل ہیں
قطع نظر اس کے کہ اس پر کسی امام نے اس پر عمل کیا ہے یا نہیں کیونکہ ہمارے لیے
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کافی ہیں۔

۲- دار قطنی اور بیہقی کی وہ حدیث جس سے سنت عقیقہ کو منسوخ ٹھہرایا گیا
ہے وہ اول تو صحاح ستہ اور خصوصاً بخاری شریف کی حدیثوں کے
مقابلے کی نہیں ہے۔

۳۔ بیہقی میں ہی حضرت ام کرز رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقیقہ کے بارے میں صحیح حدیث موجود ہے۔ جس کو ابوداؤد۔ ترمذی اور نسائی۔ نے بھی پیش کیا ہے۔

۴۔ دارقطنی اور بیہقی والی روایت جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے اس کی سند میں مسیّب بن شریک ہے جس کو دارقطنی نے متروک کہا ہے امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ (جن کی نظر فقہ حنفی اور حدیث پر بڑی گہری ہے) نے اس جرح کو بغیر کسی تنقید کے نقل فرمایا ہے۔ مسیّب شریک کے بارے میں یہاں تک کیا گیا ہے کہ اس کے ترک پر اجماع ہے۔ امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مصنف عبدالرزاق میں بھی یہ روایت موجود ہے لیکن وہ بھی موقوف ہے۔ (نصب الرایہ ج ۴ ص ۲۰۸)

۵۔ دارقطنی اور بیہقی والی ضعیف حدیث اگر فرض کے دیگر روزے سے مثلاً ایام بیض (ہر قمری ماہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ) کے روزے، شوال کے چھ روزے، عرفہ کا روزہ، دس محرم کا روزہ شعبان کے پورے ماہ کے روزے منسوخ نہیں ہوئے اور زکوٰۃ کے بعد دیگر صدقات وخیرات منسوخ نہیں ہوئے تو قربانی کے بعد سنت عقیقہ کیوں منسوخ ہوگئی۔ ایام بیض کے روزے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر اور حضر میں بھی نہیں چھوڑتے تھے۔
(غنیۃ الطالبین ص ۵۲۰)

۶۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ قربانی کے فرض ہونے کے بعد عقیقہ منسوخ ہوگیا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی فرض ہونے کے بعد خود حضرت





امام حسین اور اپنے بیٹے ابراہیم کا عقیقہ کیوں کیا؟ ۲ ہجری میں صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں قربانی کی۔ قربانی ۱ ہجری میں شروع ہوئی۔

۷۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا ۴ ہجری میں آپ نے حضرت امام حسین کا عقیقہ کیا حضرت اُمّ کُرز والی حدیث جس کا ذکر اوپر بھی ہوا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ ہے، نر ہو یا مادہ کی کوئی قید نہیں۔ عام حدیبیہ، ہجری کی ہے کیونکہ اُم کرز اسی سال دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں پھر ۹ ہجری میں آپ نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کا عقیقہ بھی کیا۔
(التعلیق المغنی علی سنن دارقطنی ص ۵۴۲)

۸۔ فقیر اویسی غفرلہ نے اس رسالہ میں عرض کیا ہے کہ نسخ دو قسم ہے۔
۱۔ نسخ کے بعد منسوخ پر عمل کرنا حرام جیسے شراب۔
۲۔ نسخ وجوب کے بعد استحباب و اباحت باقی جیسے عقیقہ کہ قربانی سے جو نسخ کیا گیا ہے اس سے عقیقہ کا نسخ وجوب ہو، ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عقیقہ کو منسوخ ٹھہرائیں اور دوسری طرف خود عقیقہ کا عملی ثبوت پیش کریں۔ قربانی ہجرت کے پہلے سال شروع ہوئی اور حضرت حسین کا عقیقہ ۳ ہجری میں کیا گیا۔ اور حدیث ام کُرز عام حدیبیہ کی ہے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے لخت جگر حضرت ابراہیم کا

عقیقہ سن ۹ ہجری میں کیا۔ (حاشیہ موطا امام مالک)

۹۔ جن عبارات فقہاء مثلاً عالمگیری و بدائع میں عقیقہ کی کراہت کا اشارہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ امام محمد صرف لفظ عقیقہ کو مکروہ جانتے تھے کہ عقیقہ لفظ سے عقوق کا وہم پڑتا تھا اور عقوق کا لفظ جاہلیت کے ناموں میں سے تھا اس کے علاوہ لفظ عقیقہ کا تعلق لفظ عاق (نافرمان) سے بھی ہے۔ لہٰذا صرف لفظ عقیقہ مکروہ یا منسوخ ہے۔ سنت عقیقہ منسوخ یا کردہ نہیں ہے۔ جیسا کہ امام طحاوی نے "الناسخ والمنسوخ" میں تصریح فرمائی ہے۔

۱۰۔ امام محمد کی اسی عبارت کے علاوہ ایک اور بات جو امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے کہ عقیقہ منسوخ ہے امام محمد کی عبارت سے مغالطہ ہے ورنہ ہمارا صحیح اور حق مذہب یہ ہے کہ بچہ کی ولادت کے سات یا چودہ دن کے بعد عقیقہ کیا جائے اور اسی روز اس کا نام رکھا جائے۔

۱۱۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے موقف کی تصریحات فقیر لکھ چکا ہے اور چند یہاں لکھے گا۔ لیکن دوسرے آئمہ پیش کرنا لازمی سمجھتا ہوں کہ ائمہ کرام نسخ کے معاملہ میں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوتے۔ تو جب دوسرے ائمہ عقیقہ کو منسوخ ہونے کے بعد مکروہ و بدعت نہیں کہتے بلکہ سنت کہتے ہیں تو پھر امام اعظم رضی اللہ عنہ جو ان سب سے فقاہت میں عالی مرتبہ رکھتے ہیں وہ کیسے عقیقہ مروجہ کو مکروہ یا بدعت کہہ سکتے ہیں، ہم لکھ آئے ہیں کہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک عقیقہ سنت رسول ہے اور یہی اہل حدیث کا مسلک بھی ہے۔ حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت نقل کی ہے کہ





عقیقہ ساتویں یا چودھویں یا اکیسویں دن کیا جائے حضرت عبداللہ بن عمر کا آخر وقت تک اس سنت پر عمل رہا۔ (موطا امام مالک)

۱۲۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ و تابعین کے خلاف کبھی کوئی بات نہیں کر سکتے ان کا مذہب ہے کہ اگر میرا قول حضور علیہ السلام کے ارشاد کے خلاف ہو تو اسے دیوار پہ مار دو۔ اور فقیر کتب احناف سے احادیث نقل کر چکا ہے۔ علاوہ ازیں تابعین میں بھی عقیقہ مروج تھا چنانچہ مشہور تابعی حضرت عروہ بن زبیر متوفی ۹۴ ہجری اپنی اولاد کی طرف سے عقیقہ کیا کرتے تھے (تحفۃ الودود ص ۱۹)

**فائدہ** اس سے ثابت ہوا کہ عقیقہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جس پر آپ کا آخری وقت تک عمل تھا صحابہ کرام اور دیگر تمام آئمہ کرام اور علمائے کرام کا اس پر عمل ہے۔ صاحب استطاعت کو ضرور اس سنت پر عمل کرنا چاہیے۔

## عقیقہ کے بارے میں احناف کی عبارات

غلط فہمی سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو بدنام کیا گیا کہ وہ عقیقہ کے نسخ کے قائل ہیں اور نسخ کردہ حکم پر عمل کرنا مکروہ و بدعت لیکن ٹیڈی مجتہد نے عمداً یا جہالت سے تحقیق کے میدان سے دور رہا۔ فقیر پہلے عرض کر چکا ہے کہ جاہلیت میں بھی عقیقہ کا دستور تھا لیکن وہ طریقہ غلط تھا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ رسم جاہلیت کو منسوخ کر کے نفس مسئلہ کو باقی رکھتے مثلاً یہود میں محرم کے روزے فرض تھے آپ نے انہیں منسوخ کر کے استحباب

کو باقی رکھا اب کوئی جاہل کہے کہ محرم کے روزے تو حرام ہیں یا مکروہ و بدعت ہیں تو اس کی جہالت کا علاج کون کرے۔ یہی حال عقیقہ کا ہے مثلاً عقیقہ کے بارے میں پروفیسر رفیع اللہ شہاب نے مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۸۱ء کو روزنامہ جنگ لاہور میں ایک مضمون شائع کیا جس میں اس نے اپنی غلط فہمی شوکانی کے غیر منصفانہ الفاظ اور بعض علمائے احناف کی نامقبول غیر پسندیدہ و خلاف جمہور فقہاء احناف توجیہہ و نقل سے متاثر ہو کر یہ ظاہر کیا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ سرے سے عقیقہ کو جائز ہی نہیں سمجھتے حالانکہ اس کے برعکس ہے۔ سب سے پہلے شوکانی کا حال ملاحظہ ہو۔ شوکانی غیر مقلد مشہور ہے اس نے کتاب نیل الاوطار میں درج شدہ مکمل عبارت نقل نہ کر کے اس سے بھی زیادہ ناپسندیدہ اقدام کیا ہے گر صاحب مضمون نیل الاوطار کی پوری عبارت ہی نقل کر دیتے اور البدائع والصنائع میں درج شدہ صاحب البدائع کا فیصلہ لکھ دیتے تو ہمیں وضاحت کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔

دیکھئے شوکانی نے کہا ہے کہ ” وحکی صاحب البحر یعنی صاحب بحر نے یہ بات بیان کی ہے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک عقیقہ جاہلیت تھی جسے اسلام نے مٹا دیا۔ صاحبِ بحر کے اس حکایتی قول کے بعد شوکانی نے باوجود وسعت نظر کے خود کہا کہ ” ان صح۔ یعنی اگر یہ قول امام ابو حنیفہ سے ثابت ہو تو الخ اس کا صاف مطلب یہی تھا کہ شوکانی کی تحقیق کے باوجود یہ قول امام ابو حنیفہ سے محقق ہے ہی نہیں۔ مگر پروفیسر مذکور نے شوکانی کا یہ لفظ ذکر نہ کرتے ہوئے اس غیر ثابت قول کو امام صاحب کا فتویٰ بنا دیا ہے۔ آگے چل کر خود شوکانی لکھتے ہیں ” وَذَہَبَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ اِلٰی انہا لیست فرضًا وَلا سنۃ وقیل انہا عندہ تطوع “ (نیل الاوطار ج ۵، ص ۱۳۲) یعنی اگر امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ عقیقہ نہ فرض ہے نہ سنت، اور ان کے فقہا نے کہا ہے کہ عقیقہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک تطوع یعنی مستحب و سنت غیر موکدہ ہے۔ کذا فی (ھدای المجتہد ابن رشد، جلد ۱ صفحہ ۴۵۰)

پوری عبارت پڑھنے سے فیصلہ ہو جاتا ہے کہ ” عقیقہ جاہلیت تھی “ کا یہ مفہوم ہے کہ جاہلیت میں اسے ضروری واجب سمجھا جاتا تھا اور غلط رسوم پر مشتمل تھا۔ اس وجوب اور غلط صورت کو مٹا دیا گیا۔ دوسرے فقرے کا مفہوم یہی ہے کہ عقیقہ فرض اور سنت مؤکدہ نہیں جس کا تارک گنہگار ہو اور آخری فقرہ کا یہ مطلب ہے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک عقیقہ سنّت غیر موکدہ مستحب و تطوع ہے جس کے کرنے پر ثواب اور خیر و برکت ہوگی۔ پروفیسر صاحب نے البدائع اور فتاویٰ عالمگیری کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا ہے۔ محمد بن حسن کا ذاتی و غیر مقبول استدلال ” اشارۃ الی الکراہتہ “، نقل کر کے خود علامہ کاسانی کی یہ عبارت نظر انداز کر دی کہ ” لانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام عق الحق علی المشیئہ وھذا امارۃ الاباحہ “، یعنی چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کو چاہنے پر معلق فرمایا ہے اس لیے یہ سنت موکدہ نہ رہی بلکہ امر جائز ہے۔ رہے کہ امر مباح کا تارک گنہگار نہیں ہوتا۔ اگر کر لے تو اسے ثواب ہوتا ہے۔

## تصریحات فقہائے احناف

اب بطور نمونہ اکابر احناف کے چند ارشادات بابت عقیقہ مختصراً ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ امام محمد نے ذکر کیا ہے کہ عقیقہ امر مباح ہے (بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۶۹) امر مباح بنیت ثواب کرنے سے طاعت ہوتا ہے۔ (فتاویٰ شامی ج ۵ ص ۲۴، ۲۱۴)

۲- امام بدرالدین عینی شارح بخاری فرماتے ہیں کہ عقیقہ مستحب سنت ہے۔
(عمدۃ القاری، شرح البخاری ج ۹، ص ۱۱۷)

۳- عقیقہ تقرب اور طاعت ہے۔ فی العقیقۃ قربۃ) (طحاوی علی الدر المختار ج ۵ ص ۲۴۶)

۴- عقیقہ کا خون مکروہ نہیں (قربتہ) طاعت الیہہ ہے (فتح اللہ المعین، شرح ملا مسکین، ج ۳، ص ۳۷۹)

۵- عقیقہ تطوع مستحب وسنت ہے جیساکہ شرح طحاوی میں ہے (فتاوی شامی ج ۵، ص ۲۱۴)

۶- اگر کوئی شخص قربانی کے جانور کے حصوں میں عقیقہ کے حصے رکھے تو جائز ہے۔ کیونکہ یہ عقیقہ بھی قربت ہے (حاشیہ شہاب الدین چلپی بر زیلعی، ج ۶، ص ۸)

۷- عقیقہ سنت ہے (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری حنفی، ج ۸، ص ۱۵۷)

۸- علامہ شامی "ردالمحتار" میں فرماتے ہیں کہ احناف کے نزدیک امر مباح بنیت ثواب اللہ کی طاعت ہوتا ہے۔ (شامی جلد ۵ ص ۶۹)

۹- عقیقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا معمول ہے اسلام نے جس چیز کو مٹایا ہے وہ عقیقہ کے جانور کا خون بچہ کے سر پہ مل کر بال اتارنا ہے۔ خون بالوں پر نہ ملا جائے۔ جانور ذبح کرنا منع نہیں ہے (التعلیق المغنی علی الدار قلنی، ج ۴، ص ۲۸۰)

۱۰- عقیقہ امر مستحب یعنی سنت غیر مؤکدہ ہے۔ (فتاوی عالمگیری)

۱۱- علمائے اہل سنت احناف کی مایہ ناز مشہور کتاب بہارِ شریعت میں ہے حنفیہ کے نزدیک عقیقہ مباح ومستحب ہے یہ جو بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ عقیقہ سنت نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ سنت مؤکدہ نہیں۔ ورنہ جب خود حضور





اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اس کا ثبوت موجود ہے تو مطلقاً اس کی سنت سے انکار صحیح نہیں۔ بعض کتابوں میں آیا ہے کہ قربانی سے یہ منسوخ ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کا وجوب منسوخ ہے جس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ زکوٰۃ نے حقوق مالیہ کو منسوخ کر دیا یعنی ان کی فرضیت منسوخ ہو گئی (بہار شریعت)

## عقیقہ جاہلیت

زمانہ جاہلیت میں عقیقہ کی صورت یہ تھی کہ جانور ذبح کیا جائے۔ اس کا خون بچے کے پیٹ اور سر پہ ملا جائے۔ جانور کا سر بچے کے سر پہ اس وقت تک رکھا جائے جب تک کہ جانور کے کٹے ہوئے سر سے خون بہہ کر بچے کے منہ پر لکیر کی صورت میں نہ بہہ جائے۔ اس کے بغیر وہ عقیقہ کو عقیقہ ہی نہ سمجھتے تھے۔ جیسا کہ التعلیق المغنی وغیرہ۔ اکثر کتب میں درج ہے ان غلط رسوم کو اسلام نے مٹا دیا ہے۔

امام ابوحنیفہ سے اگر اس قسم کا کوئی قول ہوگا تو وہ تشریح طلب ہوگا۔ اور اس سے مراد عقیقہ کی اسی جاہلی صورت کو مٹانا ہوگا نہ کہ اصل عقیقہ کا مٹانا۔

اب ہم جو عقیقہ کرتے ہیں یہ جاہلیت والا عقیقہ نہیں ہے بلکہ یہ تو نعمتِ اولاد کے شکریہ میں فقط ایک ذبیحہ ہوتا ہے۔

ابتدائے اسلام میں عقیقہ واجب تھا۔ اب بحیثیت سنت ہر موکدہ سب احناف کے نزدیک معمول ومسلّم ہے۔

پروفیسر صاحب لڑکے کے لیے ۲ دو اور لڑکی کے لیے ۱ ایک کے فرق کو بھی حیرت سے دیکھ رہے ہیں۔ حالانکہ صحیح حدیث میں ۲ دو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"عن الغلام شاتان بناتان مکافتان وعن الجاریۃ شاۃ"

یعنی لڑکے کے لیے دو بکریاں برابر عمر کی اور لڑکی کے لیے ایک بکری ذبح کرو۔

پروفیسر صاحب کے معتمد علیہ خود شوکانی صاحب نے نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۳۴ پر یہ حدیث نقل کی ہے۔

ممکن ہے پروفیسر صاحب سوشلسٹ مساوات سے متاثر ہوکر، مسئلہ وراثت میں بیٹے کے لیے دو حصّے اور بیٹی کے لیے ایک حصہ کے حکم خداوندی للذکر مثل حظ الانثیین کو بھی خلاف انصاف سمجھتے ہوں۔ کم فہمی اور غلط بینی کے اثرات کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔

الحمد للہ اہلِ اسلام مسائل و احکام شرعیہ پر اگرچہ عمل نہ کریں لیکن ان کی حقانیّت کے عقیدہ پر ڈٹے ہوئے ہیں کسی ٹیڈی مجتہد کے بہکانے سے نہیں بہکتے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ جس طرح مسائل و احکام کی حقانیّت کے عقیدہ پر مضبوط ہیں، اسی طرح ان پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

فصلی اللہ علی حبیبہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین ھذا آخر مارقمہ قلم الفقیر القادری ابی الصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہ۔ بہاولپور ۱۹ صفر المظفر ۱۳۹۱ھ۔ پاکستان۔



مدینہ ۷۸۶ / ۹۲

بود در جہاں ہر کسے را خیالے * مرا از ہمہ خوش خیال محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اَلفَقِیرُ القَادِرِی ابُو الصَّالِح مُحَمّد فَیض احمد اُوَیسِی رِضوِی غفرلہ

Abu Saleh Muhammad Faiz Ahmed Owaisi Qadri Rizvi

تاریخ ______ حوالہ ______

محب فاضل مکرم عزیزم مولانا محمد فضیل رضا صاحب عطاری قادری زید مجدہ

سلام مسنون۔ فقیر کے رسائل یکجا آٹھ - آٹھ - سات - چھ، نو نو، دس دس کیسے جیسے مناسب ہو مجلد کرکے شائع کریں۔ آپکو اجازت ہے۔ وہ رسائل یکجا جو آپ شائع کرینگے انکی کسی دوسرے کو یکجا رسائل کی صورت کی اجازت نہ ہوگی ہاں اگر وہ فرداً فرداً علیحدہ علیحدہ کوئی شائع کرے تو کوئی حرج نہیں، ترتیب موضوع وار ہو مثلاً فضائل - تردید - فقہ - وغیرہ وغیرہ ورنہ جیسے آپ مناسب سمجھیں

آپ انشاء اللہ اس کام میں کامیاب ہونگے

فقط والسلام

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

سیرانی مسجد۔ سیرانی روڈ بہاولپور۔ پاکستان فون: ۸۸۱۳۷۱-۸۷۵۹۱۰
ADDRESS : SIRANI MASJID, SIRANI ROAD, BAHAWALPUR, PAKSTAN. TEL : 881371, 875910

# ملنے کا پتہ

۱۔ مکتبہ اویسیہ رضویہ، سیرانی روڈ، بہاولپور

۲۔ مکتبہ غوثیہ، فیضان مدینہ مرکز سبزی منڈی نمبر ا، کراچی فون : 4943368

۳۔ صفہ پبلشرز، سولجر بازار، گلزارِ حبیب مسجد، کراچی

۴۔ مکتبہ المصطفیٰ/۵۔ مکتبہ قاسمیہ رضویہ/برائٹ کارنر، سبزی منڈی، کراچی

۶۔ ضیاء الدین پبلشرز، شہید مسجد کھارادر، کراچی فون : 203918

۷۔ مکتبہ رضویہ، گاڑی کھاتہ، آرام باغ، کراچی فون : 2637897

۸۔ مکتبہ العطری، چھوٹی گٹی، حیدر آباد سندھ فون : 641926

۹۔ مدنی کیسٹ ہاؤس، مرکز اویس، دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور

۱۰۔ سنی کتب خانہ۔ مرکز اویس، دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور

۱۱۔ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور

۱۲۔ قادری کتب خانہ، ۹۰ سیٹھی پلازہ، علامہ اقبال چوک، سیالکوٹ فون : 591008

۱۳۔ مکتبہ ضیائیہ، بوہر بازار راولپنڈی فون : 552781

۱۴۔ مکتبہ غوثیہ عطاریہ، ریل بازار، وزیر آباد ضلع گجرانوالہ۔

۱۵۔ مکتبہ المعراج چوک گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ

۱۶۔ مکتبہ اویسیہ، آگرہ تاج لیاری، کراچی

۱۷۔ مکتبہ قطب مدینہ، صابری مسجد، رنچھوڑ لائن، کراچی